الحمد للہ

کہ یہہ کتاب لاجواب ذخیرہ عمدہ معلومات الموسوم بہ

گلدستہ شاداب

از تصنیفات سید محمد نصرت علی خانصاحب

در نصرت المطابع دہلی طبع شد

خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیون سے رضامندی ہو ٭

(لوقا ۲ باب ۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یادگار زمانہ ہین ہم لوگ — سُن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ

(اول قرنتیون کا ۲ باب ۱)

اے میری جان خداوند کو مبارک کہا و کہہ اور وہ سب جو مجہہ مین ہوا وسکے مقدس نام کو
خداوند کو مبارک کہا و کہہ اے میری جان اور اوس کی سب نعمتون کو فراموش نکر (۱۰۳ زبور
او ۴) اے خداوند خدا قادر مطلق تیرے کام بڑے اور اچنبہے کے ہین اے مقدسون کی بادشاہ
تیری راہین راست اور درست ہین اے خداوند کون تجہسے نہ ڈریگا اور تیرے نام کا جلال
ظاہر نکریگا کیونکہ صرف توہی قدوس ہے کہ ساری قومین آوینگی اور تیرے آگے سجدہ کرینگی
کہ تیری عدالتین ظاہر ہوئی ہین (مکاشفات ۱۵ باب ۳ و ۴) کہ تونی ہماری ہدایت اور
شفاعت کے لئے حضرت نبی آخر الزمان سا بشیر و نذیر اس جہان مین بہیجا جس کی بابت
حضرت داؤد کی یہ مناجات ہے وہ کیا ہی مبارک ہے جسے تو برگزیدہ (یعنی مصطفے صلعم)
اور مقرب (بمعراج) کریگا تا کہ تیری بارگاہون مین سکونت کرے (۶۵ زبور ۴) صلے اللہ علیہ وسلم

اما بعد اندنون بتائید روح القدس فی مجہہ خوشہ چین خرمن ارباب دانش و دین
سید محمد نصرت علی متخلص بہ قیصر ابن جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب
سید ناصر الدین محمد ابو المنصور القار اللہ فی اتم خیر و سرور صین عن شین الدہور
ابن جناب حشمت مآب سید محمد علی صاحب مرحوم و مغفور ابن جناب کرامت مآب سید
محمد فاروق علی صاحب قدس سرہ العزیز کو جو توفیق جمع کرنے طرح طرح کے مضامین
کی اخبارات و اقوال استاتذہ سے درباب مذہب عیسوی بخشی (اعمال ۲ باب ۴)

ع تمتع زہر خوشہ یافتم ٭ زہر خرمن خوشہ یافتم ٭ (اعمال ۲ باب ۷ و ۱۸) اس لئے اس کتاب کا نام **گلدستہ شاداب** رکھا بحکم آنکہ ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ٭
اس کتاب مین تیس فصلین ہین ۔

فصل اول

از کارنامہ لکھنو نمبر ۲۲ جلد ۳ صفحہ ۱۳ و ۱۴ باہتمام پادریان ملک اودھ

اس ملک مین جو پادری انگریزی واسطے وعظ و پند عوام مامور ہین اون صاحب کے نئے دستور مین اپنے اپنے حلقے کی رپورٹ تحریر کی ہے بالاتفاق سبھون نی یہ بات لکھی ہے کہ یہان کی ہندوستانی وعظ کی نسبت کچھ خصوصیت نہین کرتے بلکہ عیسائیون کی نصیحت پر کان دھرتے ہین دل لگاکر سنتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستانیون کی طبیعت مذہب مسیحی کیطرف متوجہ کمال ہی آئندہ مطلب براری کا خیال ہی یہ کیفیت جو پادری صاحبون کی راقم کو نظر آئی اونکی راست بازی و صدق گفتاری جو مشہور ہے اس سے حیرت سراسر آئی جب کوئی تمسخر سے کبھی کہتا ہے کہ پادری لوگ ولایت مین اس بیان سی ہمیشہ خندہ کرتی ہین اپنے نفع کو اہالیان ہند کی نسبت یہ الزام دھرتے ہین کہ ملک ہند مین بت پرستون و کافرون کی نصیحت و تربیت کے لئے کہ جس سے بہت سے آدمی انجیل پر ایمان لائین ضلالت سے نجات پائین اسقدر روپیہ درکار ہے اور ولایت کی عیسائی صرف انکے بیان پر اعتماد کرکے چندہ دیتے ہین یہ اوس نیک کام کے حیلے سے اپنا مطلب بنا لیتے ہین تو ہم کو ایسے بیان پر شبہہ ہوتا تھا کہ اس ملک کے باشندے تو احکامات انجیل کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہین اور اپنے عقائد مذہب کو ذریعہ نجات سمجھتے ہین پھر کیونکر پادری صاحبون کو ایسے بیان کی جرأت ہوئی ہے اس حیلہ مین اہالیان ولایت سے کسطرح حاصل دولت ہوتی ہے اب معلوم ہوا کہ ان اشخاص کا یہی طریقہ ہے کہ امر واقعی سے درگزر کرتے ہین

خلاف کارگزاری سراسر کرتے ہین کسکو معلوم نہین کہ ہر شہر و دیار مین اکثر ہندوستانی پادری
مباحثہ کرتے ہین ان کی قول سی اپنر الزام دہرتے ہین اب لکھنؤ کی کیفیت سنئے یہ شہر
باوجود بربادی و تباہی کی لکہو کہا آدمی سے آباد ہے ہر علم و فن کا یہان موجود استاد ہے
کئی برس سے پادری لوگ ہر شارع عام پر وعظ و پند کرتے ہین یہان کے فاضلون کا
تو کیا ذکر جاہل ہر مرتبہ انکو تقریرین بند کرتے ہین ہم بتائین اتنے زمانہ مین کتنے آدمی
لکھنؤ کے رہنے والے انکے دام مین آئے ہین احکامات انجیل پر ایمان لائے ہین شاید
ایک دو جاہل جو اصول دین سی بی خبر ہین ناواقف سراسر ہین مثل عبد الحی جواب عبد اللہ
مسیحی مشہور ہے اون کا انجیل پر ایمان لانا عیسائی بن جانا کب لایق اعتبار ہے انکا
یہی شعار ہے پہلے یہ صاحب اونانے کا تہہ تھے کبابون کی بوجو دماغ مین سمائی
طبیعت للچائی مسلمان ہوئے کہین شیعہ کہین سُنّی رہے اب جو سلطنت مین زوال
آیا سرکار انگلشیہ کے قبضہ مین ملک و مال آیا انہون نی مذہب عیسوی قبول کیا
بیس روپیہ کی تنخواہ مقرر ہوئی ان کی اوقات سے ٹہرکر ہوئی اب دیکھئے کونسا مذہب
پسند آئے کیا کایا پلٹ ہو بدیر یا جہٹ پٹ ہوا ور صفدر علی جبل پوری کا جو ذکر لکہا ہے
کہ اونہون نی دین مسیحی بہ طیب خاطر قبول کیا ہے اور اکثر مسلمان بہائیون کو لکہا ہے
کہ جسکے دل مین آئے ہم سے مباحثہ کرے تقریر و تحریر سے مقابلہ کرے سبحان اللہ
اونہون نی ہر سوال کا جواب ایسا دندان شکن پایا ہے کہ ہوش غلط ہوئے ہین
کلیجہ مُنہہ کو آیا ہے اور یون تو ہر شخص کے مُنہہ مین زبان ہے اور حاصل قوت
بیان ہے اس مین غلبہ کیا ہوا کس سے کہس امر مین مباحثہ کیا ہوا اگر پادری لوگونکو
اون کی تعریف کرنا زیبا ہے کہ اپنی وہی کو کسنی کہتا کہا ہے راقم کو نہ کسی سے عداوت
ہے نہ کسی مذہب کی منظور توہین و شکایت ہے ہان جو خلاف سیاق ہوتا ہے تو امر
واقعی کا ادہر سے اعلان ہوتا ہے بہرکیف دو چار آپسے آدمیون کی مسیحی ہونے سے

نہ کچھ مذہب عیسائی کی ترقی مدنظر ہے نہ شل کپتان ہنگٹن صاحب کے دین مسیحی
ترک کرکے طریقہ ہنود اختیار کرنے سے توہین وضرر ہے صرف بحث اس امر مین ہے
کہ کون پیغمبر آخر الزمان اور کون سی کتاب آسمانی ناسخ ادیان ہی پس اہل اسلام کا معتقد
یہ ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جنکا ذکر و نام پاک بطور پیشین گوئی انجیل
آسمانی مین موجود ہے ترجمہ جو زبان لاتین و انگریزی مین کیا ہے اوس مین بدل
دیا ہے وہ بیشک نبی آخر الزمان ہین حبیب خالق کون ومکان ہین باب اول
انجیل چہارم یوحنا مین ایک مقام پر لکھا ہے کہ وہ کون پیغمبر ہے جو آخر الزمان ہوگا
نجات دہندۂ اہل جہان ہوگا وہان استفسار کرنے والی نے کئی پیغمبرون کا نام لیا
ہے آخر مین آپ کا اسم مبارک بلفظ احمد تعبیر کیا ہے اور مجیب نے اقرار کیا ہے جسکو
مترجم نے اسم احمد کی جگہہ لفظ وہ لکھا ہے حق سی گریز کیا ہے جائے غور ہے کہ جب
اوس پیغمبر کا نام زبان پر آیا تو وہ کا محل کیا رہا اب ترجمہ کا حال سنئے ادہر توجہ کیجئے انصاف
سے داد دیجئے کہ بادشاہ جیمس اول کی عہد حکومت مین کہ سولہوین صدی تہی ترجمہ
انجیل کا زبان انگریزی مین لکھا گیا اوسوقت کا بیان محاورۂ حال سے سراسر
خلاف تہا اگر اب اوس عبارت کا مقابلہ تحریر لارڈ مکالی صاحب یا مسٹر گٹن صاحب
یا مسٹر ہوم صاحب یا مسٹر رابرٹسن صاحب یا مسٹر وزایلی صاحب سے کہ جن کی تصنیفات
ولایت مین مستند ہین کیا جائے تو صحت الفاظ اور بیان کا حال بخوبی نظر آئے اوس
زمانے مین محاورہ سے کوئی آگاہ نہ تہا فصاحت زبان سے واقف خاطر خواہ نہ تہا پس
تعجب نہین کہ بہت باتین سہو مترجم سے رہ گئی ہون یا کسی مصلحت و ناواقفیت سے قصداً
چہوڑ دئے ہون الا قرآن مجید جسپر مسلمانون کا عمل ہے وہ بے خلل ہے نہ کسی ترجمہ
مین تحریف کی نہ اصل صحیفے کی عبارت بدلی جو الفاظ جناب باری نے فرمائے وہ
روح الامین نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پہونچائی چنانچہ

اوس زمانیکے جہال نی جرح کی تہی کہ یہ عبارت انسان ہے اہل عرب کی زبان ہے اوسپر اکثر آیات فصحاے عرب کو دے گئے کہ مثل اوسکے بنائین لطف بلاغت دکہائین آخر وہ لوگ عاجز آئے اس معجزے کے ذریعہ سے بہت آدمی ایمان لائےپس کلام ربانی ہونیکے بڑی دلیل یہ ہے کہ بشر تصرف سے عاجز آئے نہ کہ اصل کتاب کو مخفی کرکے ترجمہ اپنے مطلب کے موافق گڑہے اور اسپر ادعا کرے انصاف سے درگزرے راقم کو بادریصاحبان ملک اودہ سے امید ہے کہ چشم انصاف سے اس بیانکو ملاحظہ فرمائین خاطر پر ملال نہ لائین فقط تمت کلامہ۔

فصل دوم

مضمون مصنفہ جناب نواب مردان علیخان صاحب انصار عنادر امتناع جواز ہم نوالگی بہ نصارا۔ از کشف الاخبار بمبئی جلد ۲ نمبر ۳۵ صفحہ ۲-۶ مطبوعہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۶۶ع

ہوالرزاق ۔ حلوا خوردن را روے بایدہ زیادہ خوردن بنہان ملولم اے ساقی ؛ بہ بانگ بربط دنے خواہم آشکارہ کنم ؛ سخن لذید بگویم نمیتوانم دید ؛ کہ میخورند حریفان ومن نظارہ کنم ؛ گو ٹلا کی ماری حلال ہے مگر یہ بہی ایک پلاؤ خیال ہے دنیا مین زبان ہی مزا ہے اسکو دولت کی چاٹ کہا ہے جسکو عزیز طعام ہے مردہ بہشت پڑے یا دوزخ اپنے حلوا مانڈے سے کام ہے نقرہ خام سے بہتر تختہ شلغم ہے دنیا مین دوزخ شکم ہے بڑے روٹی کہا جائین مائدہ عیسے ومن سلوے موسے پر قناعت نہ فرمائین آخر آدمی اولاد آدم ہین جسے بندہ شکم ہین ابوالبشر نے دانہ گندم پر شرافت انسانیکو بٹہ لگایا دانہ زدنی نے بہشت عدن سے نکلوایا اب ہی ہمان آش درکاسہ ہے اسے اثر گندم نے اس دام مین پہانسہ ہے ؎ ما بصد خرمن پندار زرہ چون نرویم ؛ چون رہ آدم میزند ا یک دانہ زدند ؛ اسی کہانے پینے پر جہان دیکہو دال جیاتی ہو جائین جو تیون مین

دال بھتی رکابی مذہب کہاہئین آفرین اونپر جو قوت لایموت پر بسر کرتے ہین نان شبینہ پر سحر کرتے ہین اکل حلال سی کام ہے صدق مقال کلام ہے مصداق اس صدق مقال دا کل حلال کا وہی مرد خدا ہے جسکا یہ مقولہ ہے (کہ جو کہے کچھہ اور کرے کچھہ وہ کمینہ ہے اور جو کہے کہ حکم شرع یون ہی مگر خوف لعن و طعن سی مجبور وہ بڑا کمینہ بلکہ پر کمینہ ہے) (اور نیز اہلکتاب کے ساتھہ مسلمانکو اگر محرمات نہ ہون تو کہانا روا ہے حدیث اور نص قرآن مین آیا ہے اسلئے اونہون نے ساتھہ کہانا اختیار کیا ہے) مگر اس مین اہل شرع کو کلام ہے فرماتے ہین کہ مراد آیہ حلت طعام ہے کہین ساتھہ کہانیکا مذکور نہین مین نے ۲۶ اکتوبر کے اخبار انجمن ہند مین خط لکہا ہے کہ خالی از فتور نہین اور یہ کچھہ مسئلہ نہین صرف مثال ہی یعنے مفت کی شراب قاضی کو حلال ہی ع ادیم زمین سفرۂ عام اوست ٭ برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست اگر اس کی پابندی ہو ہر بندہ بہنگی ہو مگر شرع کچھہ چیز ہے اس لئے حلال و حرام مین تمیز ہے اور اگر طبیعت مین مزا آجائے اور حکم نفس امارہ سے جی للچائے تو یہ اثر پالغزی آدم ہے جو بد پرہیزی نہ ہو کم ہے ع پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت ٭ ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم ٭ خصوص جسوقت مکان نفیس سجا ہوا سامان عیش مہیا ہو حور وش گرم ناز ہو دلکش صدائے ساز ہو بزم صحبت ہو چیدہ خوان نعمت ہو اقسام اقسام کا کہانا نفیس بوباس سی دماغ کا مہک جانا اس گرمی مین برف کا پانی اور پہر حاکم مہربان کی یہان رعیت کی مہمانی لیس ع دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا ٭ کا مقام ہے ٭ دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا ٭ محل طشت از بام ہے آدم بیچارہ کا مغوی شیطان اور حوا کا فرمان گندم خام ہوا اور باہمہ امتناع آدم نا آموزدہ بدنام ہو معاذ اللہ جہان کہانے کہلانے والے ہم جنس ممتاز اور تجرب لقمہ تر اور پہر نہ خدا کی شرم نہ رسول کا ڈر فرمائے کیون نہ رال ٹپک جائے کس منہہ سے کہوگے کہ کہاگے ع ما مریدان رو بسوئے کعبہ چون آریم چون ٭ رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما ٭

خیر یہان اس تمہید کا کیا کام ہے بلکہ شرعاً ساتہہ کہانے نہ کہانے مین کلام ہے۔
آمدم بر سر مطلب انسانجا کہ سیدنا و مولانا کی سند اس باب مین وہی آیہ و حدیث ہے جسکے
معنے و شرح بحوالہ تفاسیر معتبرہ مشفقی و محبی مولوی سید عبد اللہ صاحب نے درج اخبار حق بار
شعلہ طور مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ حال کی ہے پس اب اسکا اعادہ تحصیل حاصل مگر خلاصہ
یہہ ہے الآیہ (الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم
حل لہم) اس مین بلا تاویل صریح حکم حلت طعام فریقین کا ہے نہ حکم ساتہہ کہانے کا
اسی تصرف و اجتہاد کو مولوی سید عبد اللہ صاحب نے خوب رد کیا ہے اگرچہ ۲ھ اکتوبر
کے اخبار انجمن ہند مین میرا خط مفصل بمصالح عقلی و نقلی چہپ چکا ہے مگر اب اسقدر
کہنا باقی ہے کہ اس آیہ کا نشان نزول نہ تہا کہ ہم سکوٹ کے کہانے سے مجتنب تھے
بلکہ یہہ تہا کہ زمانہ نبوت مین فریقین ایک دوسرے کے کہانیکو برا جانتے تہے اور اس اجتناب
کو خدا نے اس آیہ سے دفع فرمایا پس اصل حکم تو اوس محل اور موقع خاص کیواسطے ہے مگر ہم
بہی اسکو جہانتک کہ اسکے استعمال کا موقع ملی استعمال کر سکتے ہین مگر اسیقدر کہ کہانا یعنے
ذبیحہ انکا حلال سمجہین اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اجتناب صرف بطور مذہبی یا ضد یا جہالت
و جہوٹ کے تہا چنانچہ مسلمان کا کہانا جو ستہرا و مذبوح ہے اہلکتاب جو نہ کہاتے تہے صرف
ایک رسم جہالت تہی لیکن اسکو بہی خدا نے فرما دیا کہ وہ شوق سی کہائین مگر یہ بات غور
طلب ہے کہ اسپر عمل کیونکر ہوا آیا جناب رسالت مآب صلعم و خلفاء صحابہ و ائمہ علیہم السلام
نے اہلکتاب کے ساتہہ کہایا یا صرف اسکو حلال سمجہا مگر کلام اللہ کی تیس سیپارہ اور
صحاح ستہ اہل تسنن اور احادیث مذہب شیعہ بلکہ تاریخ عرب و فتوح الشام و فتوح المصر
وغیرہ اور اب تک حالات علما و شریف و سکان حرمین شریفین سے ثابت نہین ہوتا کہ
مسلمانون فی اہلکتاب کے ساتہہ کہایا ہو حالانکہ ۱۳ سو برس سے پشت وار سلسلہ نسل
اور عمل درآمد کا اور ہر شہر و قطعہ عرب و شام و روم و عملداری اسلام مین سکونت و معیت وغیرہ

مسلمان واہلکتاب مثل شیر وشکر کے ہین پہر ایسی حالت مین ۱۳ سو برس کی خلاف عمل اور
اس آیت سے جس مین ساتہہ کہانیکا ذکر نہین اجتہاد ساتہہ کہانیکا فرمانا مغالطہ کہانا ہے
بلکہ شیعہ تو سُنّی کا کہانا مکروہ اور غیر اہلکتاب کا حرام جانتے ہین آفرین بر این عمل ایشان
علاوہ ازین آیہ مین قید طیبات بہی ہی پس سوای دیگر طیبات کی ذبیحہ خالی از وغدغہ
نہین ہی یعنی حلال وہ جو بشرائط حلال خدا کے نام پر ذبح کیا جائے ورنہ (حرم اللہ
علیکم الدم و لحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ) یعنے جس ذبیحہ پر غیر خدا کا نام پکارا جاوے واے
برحال اوسکے کہ غیر کا نام ہی نہ پکارا جائے بلکہ صرف گردن ماری جائے یعنے وہ سنا گیا
ہے کہ مسیحی یورپ ذبیحہ کا سر کاٹ ڈالتے ہین جو شرع اسلام مین حرام ہے پہر طیبات کہجا
اب اسکو کوئی گوشت جانکر کہالے تو گویا مُنہہ کی کہائی اور اگر تحقیقات ذبح وغیرہ کرے
تو کہانا کہانا وبال جان ہو جاوے رہے یہود وہ البتہ احتیاط سی باداے شرائط
قدیمی ذبح کرتی ہین مگر اون کی نیّت کا حال بہی مقدم ہے کہ معلوم کیا جائے تا کہ ما اہل
بہ لغیر اللہ کا مصداق نہو پس ان امورات کا ثابت کرنا اور ایک فضول امر یعنے ساتہہ
کہانیکے واسطے جس کی کچہہ ضرورت نہین ہی کوہ کندن وکاہ برآوردن ہی مکان مین
تصاویر ہون کُتی چلین پہرین ساز ممنوع الشرع بجتا ہو باتون مین خدا رسول کا ذکر نہ ہو لاکہ
ایسی صحبت جہان ذکر خدا و رسول نہو شرعاً حرام ہے اور ساتہہ کہانا مورث دغدغہ تبدیل
مذہب عوام وغیرہ اس لئے گو حلال بہی ہو ترک اولی ہوگا حدیث مین آیا ہے کہ جب
دو کام مشکل پیش آوین تو اُس مین سی سہل اختیار کرو اور یہان سہل ترک ہم نوالہ وہمنوالگی
ہے پس الحدیث من حسن اسلام المرء ترکہ ما لایعنیہ یعنے خوبی اسلام یہ ہے کہ امر بے سود
نکرے دیگر۔ لاتدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب والتصاویر۔ اور اگر باپسدادی مذہب
سی یہ خیال ہو کہ ہماری ساتہہ کہانے سے وہ اپنا مذہب چہوڑ کر اسلام اختیار کرینگے
تو اوس کی یہ مثل ہے کہ ایک سادہ لوح نی یہ سُنکر کہ ؎ کہ زر زر کشد در جہان

گنج گنج ۲ ایکروپیہ جو وہ بہی اوس کی بضاعت تہی صراف کی دوکان پر روپون کی ڈہیری
مین اسلئے ڈالدیا کہ یہہ روپیہ اس ڈہیری کو کہینچ لاویگا مگر آخر یالعکس ہوا صراف نے سنکر جوابدیا
کہ یہ قول سچ ہے مگر بہت سی چیز تہوڑے کو کہینچ لاتی ہے چنانچہ میرا ڈہیر تیرے ایکروپیہ کو
کہینچ لایا پس کیا عجب ہے کہ کہین ساتہہ کہانے کہاتے ہم بہی اوسطرف نہ کہنچ جاوین۔
الغرض ۱۳۰۰ سو برس سی اسلام بڈہا ہوگیا صرف نام اسلام باقی ہے ورنہ مسلمان درگور و مسلمانی
در کتاب اسکو بہی دغدغہ مین ڈالنا مصداق ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ہے ذرا اس کی آیہ
مین قید اوتوا الکتاب بہی ہی پس جن کی پاس کتاب آسمانی صحیح و ثابت ہے اور اوسپر اونکا
عمل بہی ہے تو وہ مصداق اوتوا الکتاب ہین اور طعام و ذبیحہ اونکا حلال ہی ورنہ حرام مگر
کتاب کا حال یہ ہے کہ عہد حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ سے آجتک اس مدت مدید
مین برابر ہر زمانہ مین تحریف ہوئی خود کلام اللہ مین شہادت اسکی الآیہ۔ یحرفونہ موجود ہے
اور شرح و بسط سیکڑون تحریف انجیل مسلم الثبوت کتاب اعجاز عیسوی وغیرہ مؤلفہ مولوی
شاہ رحمت اللہ صاحب مین مندرج ہی علی ہذا توریت اور عمل کا یہ حال ہی کہ یہودی مقلد
شرع موسوی ہین مگر مسیحی کا طریقہ عمل شرع مسیحی غور طلب ہے اگرچہ مسلمانون کا عمل بہی
بمقابلہ امر و نہی شرع یہی حال ہی مگر وہ اس کی نا مشروع ہونیکی مقر ہین اور عمل مسیحیونکا حال
زیادہ تر تخالف مذہب رومن کیتہولک و پروٹسٹنٹ سی ہی جو اہلکتاب سے ظاہر ہے اور
مصداق اوتوا الکتاب کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے یعنی کتاب ہی باقی نہین رہی اگرچہ مولانا
سید احمد خان صاحب نے جنکو ادعا جواز ساتہہ کہانے مین تمسک آیہ ہے اس تحریف کی بحث
کو بہی اپنی تفسیر تبین الکلام مین خفیف کردیا ہے مگر وہ مولوی سید مہدی علی صاحب
تحصیلدار اٹاوہ نے ایک خط مدلل بہیجکر تحریف کو نقش خاطر مولانا فرمایا جس کے بعد
تفسیر مذکور پہر نہ چہپی پس بنظر السکوت یدل علی التسلیم امید ہے کہ بوجہ تحریف اب
وہ مصداق اوتوا الکتاب متصور نہونگی جس سے انکا طعام حلال ہو اور یہ جو نظیر ساتہہ

کہانے اہل مصر و روم کے درج خط مندرجہ اخبار سینٹفک سوسائٹی سے تو مصر و روم کچہہ مکہ و مدینہ نہین نہ ملکی آدمی متشرع و عالم مستند بلکہ انکے اکثر اوضاع مثل حلق ریش و پوشاک ریشم و استعمال شراب و سامان طلا و نقرہ نامشروع ہین بیچارہ ترک کئی سو برس سی ترکستان سے روم و مصر مین جار ہے جو ایک جاہل قوم سفاک تہی اور اون مین اگلی رسم اب تک باقی ہی ہان علما اور مشائخ و سکان حرمین کا فعل مشروع سند ہے مگر وہ اس نعمت سے آجتک محروم - اوس ملک کے اکثر باشندے قدیم یہودی و مسیحی ہین ترک نے بہی شرکت و صحبت سے ان کی رسوم و وضع اختیار کرلی اور اونکے ساتہہ کہانے پیتے چلے آئے انکا حال ہند کے مسلمانونکا ہے کہ ہند کے ہنود کی صحبت سے پوشاک و وضع و رسوم ہنود کی برتتے ہین تو گویا در اصل وہ رسم اسلام کی نہین بلکہ یہود و نصاری کی ہین اور اگر تین سو برس کے جاہل قوم کے عمل نامشروع کو تمسک گردانا جاتا ہے تو ہند کے مسلمانون کے آٹہہ سو برس کی عمل اور عرب اور حرمین کی اہل اسلام کے ۱۳ سو برس کے عمل کو معمول و دستور العمل گرداننا مقدم و مرجح ہوگا اور وہ ساتہہ نکہانا ہے اور شرع منقول ہے نہ معقول ہے مجتہد کے سوا سب پر تقلید ضرور ورنہ فتور - بالفرض کہ ساتہہ کہانا مجاز ہو مگر چند ذی علم و ذی عقل متعصب مذہب ایسے مستقل مزاج ہین کہ وہ ساتہہ کہانے سے ثابت قدم رہینگے مگر اون کی دیکہا دیکہی عوام الناس یا اون کی اولاد ناتجربہ کار کو انکا عمل دستور العمل ہو کر ضرور انکے تبدیل مذہب کا باعث ہوگا پس ایسے فضول امر کا اختیار سے ترک ہی اولی ہے جس سی دغدغہ تبدیل مذہب ہے - جنکو یہ باور نہ ہو اگر وہ زندہ رہے تو دوسری پشت کے لوگ دیکہہ لینگے مصرعہ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ٭ آج تو سد باب ممکن ہے مگر جب عام رسم ہوگئی پہر خلقت کا سنبہلنا مشکل - رہا اتحاد قوم اس کی بحث طویل ہی

مگر مختصر یہہ کہ تخالف مذہب مین کبھی اتحاد پیدا نہین ہوا اور ہو تو عارضی کہ جب ذرا سا مذہب
کا کوئی امر درمیان آیا اور وہ معدوم ہوا اور نہ اتحاد رسم وحال ملکی وذاتی کی حالت
مین پیدا ہو سکے اور اجتماع ضدین ایسا ہے کہ متحد ہونا معلوم انگریز چاہتے ہین کہ ہندوستانیون
کی اوضاع واطوار ہمارے جیسی ہو جاوین ہندوستانی چاہتے ہین کہ انگریزون کا
رویہ ہمارا جیسا ہو جائے اون مین سے کوئی امر ہونا ناممکن اور اگر دونون اپنے چال پر
رہے تو اتحاد خیریت یہی سبب ہے کہ سو برس مدت سلطنت سے اس مین ناکامی
ہے مسلمانون نے ہند مین ترکون کی رزم مین اشتراک رسوم احوال بھی اصل با ہند سے
کر لیا مگر آجتک وہی تخالف موجود ہے آرہی ۵ چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ؎
موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد ؎ فلاح ورفاہ کی اور بہت صورتین ہین جن مین بعض لوگ
ساعی ہین اور بلاشک وہ قابل یادگار وشکرگزاری ہند کے ۲۰ کرور آدمیون بین
پانچ کرور مسلمانون سے ایک دو کا عمل بے سود باعث انگشت نمائی ہے غرض
بہرحال ترک اولی ایک ممبر پارلیمنٹ نے سُنا ہے کہ خوب رائے دی تھی کہ ہند مین
جسوقت ایک مذہب ہو جاویگا اوسوقت ہند ہاتھ سے نکل جاویگا اور نظیر اوس کی
امریکہ ہے اور یہ سچ ہے پس صاحبان یورپ کو بھی براہ دور اندیشی مصلحتاً
یہ امر پسند خاطر نہو گا یعنے جو ایسے ذریعہ مین جس سی اتحاد مذہب پیدا ہو گا وہ باعث
رفاہ عام کا ہے اور وہ باعث دلیری عوام یہ عین اقبال بادشاہ وقت ہے کہ رعیت
کی قوم اور نیت مختلف ہے جو باعث ان کی کمزوری وقوت مملکت کا ہے یہ قیاس بیجا
نہین ہے ۵ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان تو کیا عجب ہے کہ مثل خطاے
خوردن گندم آدم کی حضرت کے بھی معنی آیہ مین خطاء اجتہاد ہو جب بقول مولانا مندرجہ
تفسیر مذکور کے مغوے آدم نفس آدم تھا نہ کی شیطان حالانکہ خلاف کلام الٰہی یعنے
واضلہما الشیطان پس کیا عجب ہے کہ آدمی صلب آدم سے ہی کہین اوسی نفس نے

برای ادای سُنّت آدم ابوالبشر یہان وہی مغالطہ بمراد الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس دیا ہوا اسلئے اور مسلمانون کو ضرور نہین ہے کہ اسی قول وفعل کو مستند گردانتے مولانا کا علم اور سیادت اور اتباع شرع بلاشک مصداق اوسی دعویکا ہی جو در باب اسلام خود تحریر فرماتے ہین اور مین اس فقرہ مین متفق اللفظ ہون کہ جسکا قول وفعل ایک نہو وہ کمینہ ہے بلکہ منافق معاذاللہ مگر مین اپنے حال پر اسکا دعوے اسلئے نہین کرسکتا کہ ابہی مثل حج وغیرہ احکام کا عمل بہت باقی ہے جو کہا جاتا ہے اور کیا نہین کہا اور علی ہذا یہ فقرہ کہ بڑا کمینہ وہ جو کہے کہ حکم شرع یہ ہے مگر خوف لعن وطعن خلقت۔ ایسے کمینے لاکہون شریف مسلمان ہین جو ملکی اور ذاتی و خاندانی عار رسوم مین گرفتار ہین شکر ہے کہ بہ سبب اتحاد مذہب اسلام کی اس امر عالم آشوب مین مین نے صاف رائے لکہی اور غصّہ اور نفسانیت سے نفور کیا مین ابہی برملا کہتا ہون کہ انگریزی مٹہائی مسلمان کی بنائی اور ہوٹل کا کہانا مسلمان کا پکایا ہوا سفر مین باطمینان حلت کہایا ہے کچہہ خدانخواستہ میرے اسلام مین شک نہین اسلئے کہ مجہے اپنے اسلام پر نہایت طمانیت ہوچکی ہے کہ مین نے خواب مین مکرر زیارت آنحضرت صلعم وسبطین علیہم السلام وجناب امیر وحرمین وکربلا زادہم اللہ شرفا کی ہے اور شب قدر آنکہون دیکہی ہے اور یہ سعادت سچے مسلمان کے حصّے مین ہے الحمد للہ علی ذلک یون تو سراسر گناہگار ہون مگر شفاعت ومغفرت کا امیدوار۔ اگرچہ الحیاء من الایمان ہے مگر شرع مین کیا شرم امید کہ نظر بکلمۃ الخیر معارف ہون۔ ۔ العاصی محمد مردان علیخان رعنا مقیم لکہنؤ اودہ اخبار مطبوعہ ۔

فصل سوم

از اخبار وکیل ہندوستان باہتمام پادری رجب علی مطبوعہ ۱۱ دسمبر ۱۸۷۵ء صفحہ ۷۸۰

✣ جلد ۲ نمبر ۹۴ مقام امرتسر ✣

تہوڑا عرصہ گزرا کہ بریلی ملک روہلکھنڈ مین امریکہ کے ایک عالم نے جو بڑے سیاح اور تجربہ کار خصوصاً ہندوستان کے حالات سے خوب ماہر ہین اس مضمون کا ایک لکچر دیا کہ کچھہ عرصہ کے بعد ہندوستان مین ۱۸۵۷ء کے غدر کی مانند پہر غدر ہوگا اور وجہہ اس کی یہ بیان کی کہ جسطرح ہند مین اسلام اور اوسکے پیرو پہیل گئے تہے اسیطرح جب دین عیسوی اور اوسکے ماننے والون کی کثرت ہوگی تو معمولی رشک حسد تعصب سے پہر ہنگامہ برپا ہوگا عام لوگون نے ابتک اون کی راے سے اتفاق نہین کیا الا دور اندیش لوگ اس خیال کو تسلیم کرتے ہین انتہے۔

فصل چہارم

کیفیت مسٹر گلاڈسٹون سابق وزیراعظم انگلستان

اخبار **زمان** ہین جو سلانیک مین چہاپا جاتا ہے مسٹر گلاڈسٹون وزیراعظم سابق انگلستان کا حال اسطرح لکہا ہے چند سال ہوئے کہ ایک شخص شقاوت شعار گلاڈسٹون نامی انگلستان مین نمودار ہوا از روے دنائت اشد دشمن دین مبین اسلام کا ہوا کوئی افترا باقی نرہا جو اوسنے مسلمانون اور دین اسلام کے حق مین نکیا ہو یہی وجہہ ہے کہ آج ترکونکو روسیون اور رومانیون اور اشقیاے جبل اسود سے شب و روز جنگ کرنی پڑی باوجود اس کے اوس کمبخت گلاڈسٹون نے اسپر بہی قناعت نکر کے یونان اور صربستان کو ظاہر ہو کر بغاوت کی ترغیب دے رہا ہے گلاڈسٹون ایک ایسا متعصب شخص ہے کہ ہر گناہ اور کمینہ پن مین انتہا درجے کا مشتاق ہے اگرچہ گلاڈسٹون ایسا مشہور ہو رہا ہے کہ انگلستان کا باشندہ سمجہا جاتا ہے اور انگریزون کی مانند اوسکا بڑا اعتبار ہے لیکن اوسکا نام گلاڈسٹون بدلا ہوا ہے اور دراصل باشندہ بلگیریہ ہے قریہ جادورہ ضلع کوستندیل مین بلگیریہ کے

باشندہ دمیرہی نامی سی جو کہ خوک یعنے سور بیچنے والے نصرانی مسمی فسطوری کا منگا تھا ۱۸۰۹ء مین بساعت نحس پیدا ہوا سولہ سال کے سن تک اپنے باپ کے ساتھ سور چرانے والی کی خدمتگاری مین رہا ایکدن بمقتضاے شقاوت ذاتی گلاڈسٹون نے اپنے آقا سور چرانے والے کی دختر باکرہ سے بکمال خباثت زنا کیا اور اس فضیحتی کے سبب اپنے گاؤن مین نرہ سکا اور سردیہ کو بھاگ گیا او دہان جاکر ایک خوک فروش یعنے سور بیچنے والے کا خدمتگار ہوگیا جب اوس سور بیچنے والے نے اپنے سور ایک سوداگر لندن کے ہاتھ فروخت کئے اون سورونکو پہونچانے کے لئے گلاڈسٹون لندن مین آیا اور وہان کچھہ پڑھنا لکھنا بھی سیکھہ لیا اور خود کو باشندۂ انگلستان مشہور کیا اور اپنا نام بلگیریہ کا جو گروزادن تھا بدل کر گلاڈسٹون نام مشہور کیا اور یاوری بخت بدبخت سے رفتہ رفتہ ترقی کر کے وزیر اعظم انگلستان کا ہوا۔ گلاڈسٹون فضائل انسانیت سے بالکل بے بہرہ ہے۔ گلاڈسٹون اتنا گندہ دہن ہے کہ جب وہ بات کرتا ہے تو اوسکے مُنہہ کی بدبو سے دور تک نفرت ہوتی ہے۔ غرضکہ گلاڈسٹون شکلیست عجیب و جانوریست غریب

(از اخبار دار الخلافہ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری)

فصل پنجم

پادری صاحب لوگون کی چالاکی کا بھید کھلجانا

۱- ایک اُردو رسالہ جسکا نام ہے امید آباد کی لئے خداوند کا فرستادہ مسیلے متلاشی اور مرزاپور کے آرفن اسکول مین باہتمام پادری ایم اے شیرنگ صاحب کے سنہ ۱۸۶۰ء مین چھپا اوس مین ایک سید عالی نسب متلاشی کا ذکر ہے یعنے دین عیسائی کا متلاشی ہوکر وہ آخر کو عیسائی ہوگیا اور پادری ہوکر امید آباد مین اپنے باپ کو اوسنے عیسائی کیا اور ابڈہا ہوکر ایک شخص کے گھونسے کے صدمے سے مرگیا

اور یہی حال کتاب ہندی مین جسکا نام ہے ستیا کاستی کہنڈ لفظ بلفظ گویا ترجمہ رسالہ اُردو کا لکہا ہے صرف اتنا تفاوت ہے کہ سید عالی نسب کی جگہہ برہمن اور امید آباد جگہہ بنارس لکہا ہے چنانچہ ان دونون کتابون کے دیکہنے سے فوراً صاف معلوم ہو جائیگا کہ ہندی کتاب مین ہندو شخص اور شہر اور اُردو کتاب مین مسلمان شخص اور شہر لکہدیا ہے اور دونون کا سارا حال ایک ہی ہے۔ پس یہ کسقدر فریب اور جہوٹہہ فاش ہوگیا کہ درصل نکوئی ہندو تہا نہ مسلمان بلکہ صرف اورون کو فریب دینے کے لئے یہ خیالی ہندو اور مسلمان بنالیا

۲- اول طمطاوس ۳ باب ۱۶ خدا جسم مین ظاہر ہوا روح سے راست ٹہرایا گیا۔ گرسیباخ کہتا ہے صحیح یون ہے وہ کہ جسم مین ظاہر ہوا الخ یعنے لفظ خدا کی جگہہ لفظ وہ رکہا ہے از کتاب اختتام دینی مباحثہ تصنیف پادری فانڈر صاحب چہاپہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۴ء صفحہ ۵۵-

یہ آیت حضرت عیسے کی الوہیت کی دلیل عیسائیون مین سمجہی جاتی ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ خدا کا لفظ یہان کسی الوہیت گر کا الحاق کیا ہوا ہے تو بہی ایسے موقع پر الحاق کیا ہے کہ جسکا سر دست پہچان لینا بالکل ناممکن تہا اور اگر اونہین یعنے عیسائی علما نے یہ جعل نہ پہچانا ہوتا تو اسپر الحاق کا گمان کرنا تک نہایت مشکل تہا اس سے ہر شخص منصف مزاج خوب یقین کرسکتا ہے کہ انجیل مین جہان جہان الوہیت مسیح کی اشارے مندرج ہین وہ یار لوگون کی چالاکی پر صاف اشارہ کرتے ہین فقط اس رومن بیبل چہاپہ لندن ۱۸۶۰ء مین جو کمال صحت کے ساتہہ چہپی یہ آیت اسطرح پر ہے خدا جسم مین ظاہر کیا گیا روح سے راست ٹہرایا گیا۔ الخ۔

۳- ایوحنا ۵ باب ۷ و ۸ تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین لفظ گرسیباخ اور شولز یہ دونون عالم محقق الہی

الحاقی جانتے ہین + ازاختتام دینی مباحثہ تصنیف پادری فانڈر صاحب چھاپہ مذکور صفحہ
ہارنصاحب نے بہی اپنی تفسیر کے چوتہی جلد کے صفحہ ۵۴۷ مین اس فقرہ کو جعلی لکھا ہے اور
بلاشبہہ یہ فقرہ جھوٹا ہے اسلئے کہ ترجمہ سریانی کے جو شروع دوسری صدی مین ہوا ہے
اور اسیطرح دوسرے ترجمہ سُریانی کے جو پانچوین صدی مین وہ ترجمہ ہوا ہے اور
ترجمہ کاٹپک کے جو دوسری یا تیسری صدی مین وہ ترجمہ ہوا ہے اور ترجمہ بہی ڈاک کی جو دوسرے
صدی مین ہوا ہے اور ترجمہ اتھیوپک کے جو چوتہی صدی مین ہوا ہے اور ترجمہ
ارمنی کے جو اخیر چوتہی یا شروع پانچوین صدی مین ہوا ہے اور ترجمہ عربی خطی کے
اور ترجمہ پرانی روسی کے جو نوین صدی مین ہوا ہے کسی نسخے مین یہ فقرہ نہین
پایا جاتا اور ڈاکٹر دی کنن لکھتا ہے کہ اوسنے اوس فقرہ کو اوس نسخے سُریا مین جو
بہت ہی پُرانا اور ہزار برس زائد سے وہ کلیسیا ہندوستان مین تہا نہین پایا او
نہ کسی اور نسخہ سریا مین جو اوسنے دیکہی اور چالیس نسخون لاطینی مین نہین پایا گیا ہارنصاحب
وقت نظر ثانی کے کہتے ہین کہ پچیس نسخے ان نسخون مین بہت ہی پُرانے ہین او
اون کی گواہی پچیس سو تین نسخون سے بہتر ہے انتہے اور اگسٹائن نے جو بڑا عالم
مسیحی مذہب کا گنا جاتا ہے چوتہی صدی مین دس رسالے اس نامہ پر لکھے ہین
اور اون مین سے ایک مین بہی اس فقرہ کا پتا نہین اور جو اگسٹائن فرقہ ایرین کی
مقابل تہا اگر فقرہ ہوتا تو تثلیث کے ثابت کرنے کو اسکو نقل کرتا اور اس تکلیف مین
نہ پڑتا کہ ورس آٹہوین پر بطور حاشیہ کے لکہتا کہ مراد پانی سے باپ اور خون سے
بیٹا اور روح سے روح القدس ہے کہ اوسی حاشیہ کو رفتہ رفتہ یاروں تثلیثیون نے
تغیر اور تبدیل کرکے ساتوان ورس قرار دیکر داخل متن کیا اور مارش کہتا ہے
کہ اون نسخون مین جو اری نیس اور کلیمنٹ اسکندریہ والے کے پاس تہی اور
یقیناً وے دوسری صدی کے بعد کی لکہی نہین ہو سکتے اور اسیطرح اون نسخون مین

جو ارجن کی پاس تہی اور یقیناً وے نسخے تیسری صدی کی بعد کے نہین ہوسکتی اور اسیطرح
اون نسخون مرشدون یونانی مین جو کونسل نائیس مین تہے اور وے نسخے یقیناً چوتہی
صدی کے بعد کی نہین ہوسکتی اور اسیطرح ہر صدی کے نسخون مین اوس صدی
تک کہ اوس صدی کی لکہی ہوئی پرانے نسخے ہم تک پہنچی یہ فقرہ نہا اور جناب
لوتہر مصلح دین کے ترجمہ جرمنی مین یہ فقرہ نہ تہا اور اون کی زندگی مین جتنے بار وہ
ترجمہ چہپا اون سب نسخون مطبوعہ مین وہ فقرہ ندارد ہے اور نوبت اخیر مین جو
سنہ ۱۵۴۶ع اپنی زندگی مین اوس ترجمہ کو چہپوایا اور اون کی زندگی مین اوس کی طبع
تمام نہوئی تہی بلکہ کچہہ رہ گئے تہے جو پیچہے وفات اونکے کے پوری ہوئی اوسکے
مقدمہ مین لکہہ گئے ہین کہ کوئی شخص اس میرے ترجمے مین تبدیلی نکرے
مگر حیف کہ تب بہی محرف اپنی تحریف سے نچوکے اور اون کی وفات کو تیس برس
نگزرنے دے کہ خلاف اونکے وصیت کے اس چہوٹے فقرے کو اون کے
ترجمہ مین ملا دیا اور اول اول یہ بے دیانتی اوس ترجمہ مین واقع ہوئی جو سنہ ۱۵۷۴ع
مین فرینک فارٹ مین چہپا تہا مگر سنہ ۱۵۸۳ع اور بعد اوس کے پہر جو کئی دفعہ وہ
ترجمہ فرینک فارٹ مین چہپا اوس سے یہہ جملہ نکالا گیا لکن پہر جو سنہ ۱۵۹۶ع اور سنہ ۱۵۹۹ع
ڈنبرگ مین اور اسیطرح جو سنہ ۱۵۹۶ع مین ہمبرگ مین چہپا محرفین تثلیثون نے اوس
جملہ کو داخل کرلیا اور سنہ ۱۶۰۶ع مین جو پہر ڈنبرگ مین چہپا اوس مین سے یہ فقرہ نکالا
گیا بعد اوسکے اوس ترجمہ مین الحاق اس فقرہ کا عام ہوگیا اور کالون نے
اپنے ترجمہ مین گو اوسکو رہنے دیا مگر اوسپر اپنا شبہہ ظاہر کیا اور ترجمہ لاٹن مین جو
منسوب لیو جوڈ اکیطرف ہے اور سنہ ۱۵۴۴ع مین اٹین وتر نے چہاپا ہے اس جملہ کو متن
سے نکالکر حاشیہ پر لکہا اور کاسٹیلیو کے ترجمہ مین جو اول سنہ ۱۵۵۱ع پہر سنہ ۱۵۶۳ع مین
چہپا ہے اسپر نشان علحدگی کا بنایا گیا اور ترجمہ تنڈل صاحب مین جو اول انگریزی مین

ترجمہ ہوا ہے اور سنہ ۱۵۴۴ مین پہر سنہ ۱۵۴۶ مین چہپا ہے اور کورڈیل کی بیبل مین جو
سنہ ۱۵۳۵ مین چہپی ہے اور میتہیو کی بیبل مین جو اول سنہ ۱۵۳۷ پہر سنہ ۱۵۴۹ پہر سنہ ۱۵۵۱ مین
چہپی ہے اور کرین مر کی بیبل مین جو اول سنہ ۱۵۳۹ پہر سنہ ۱۵۴۱ مین چہپی اور ٹیورنر کی بیبل
مین جو اول سنہ ۱۵۳۹ پہر سنہ ۱۵۴۹ پہر سنہ ۱۵۴۹ مین چہپی اور اسیطرح اوس بیبل مین جو بہ تصحیح اور
اہتمام لشب ٹانسٹل اور ہید کے سنہ ۱۵۴۱ مین چہپی اور عہد جدید مین جو سنہ ۱۵۵۵ مین گوال
ٹیر نے واسطے سر جان چیک کے لاٹن اور انگریزی مین اوسے چہاپا اور اسیطرح
اوس مین جسکو ہلدنی سنہ ۱۵۵۲ مین چہاپا اور اوس بیبل مین جو گرافٹن نے اوسکو سنہ ۱۵۵۳
مین چہاپا اور اوس انگریزی بیبل جو سنہ ۱۵۵۶ع مین جنیوا مین چہپی اور اوس بیبل انگریزی جو سنہ ۱۵۶۲
مین ہیری سن نے لندن مین چہاپی ان سبکے سب نسخون مین نشان شک اس جملہ
پر بنا یا ہوا تہا اور اسحاق نیوٹن حکیم مشہور نے جو زعم انگلش مین افلاطون سے بہی
بڑا ہے اس فقرے اور ایک اور فقرے کے جہوٹے اور الحاق ہونے پر پچاس
صفحونکا ایک رسالہ لکہا ہے ایک تاریخ مین جو لائی بریری یوسفل نالج کرکے
موسوم ہے اور علماء کمیٹی کی تالیف اور لندن مین جو سنہ ۱۸۳۳ مین بحکم کمیٹی چہپی ہے
مرقوم ہے کہ اسحاق نیوٹن نے ایک رسالہ پچاس صفحون کا لکہا ہے اور اوسمین
دو فقرون پر نامہ یوحنا اور پلوس سے درباب مسئلہ تثلیث کے بحث تحقیقی کی ہے
اور نیوٹن صاحب خیال کرتے ہین کہ کاتبون نی انہمین تبدیلی کی ہے انتہے اسحاق
نیوٹن سچ کہتا ہے کہ کسی کاتب تثلیثی مذہب کا یہ کام ہے کہ اپنے عقیدے کی تائید
کے لئے اس حرکت شنیع کا مرتکب ہوا شاید پادری فانڈر صاحب نے جو بڑے
معتقد تثلیث کی ہین اور اوس کی اثبات کے لئے رطب یابس بہر دینے سے اپنی
کتابون مین کام رکہتے ہین اس فقرہ کو جعلی اور جہوٹا سمجہ کر اسیواسطے نہین لیا ہوگا
کہ کوئی ناظر میرے لکہنے پر تفسیرون مین ان فقرون کو دیکہکر اوس کی قباحت

نہ مطلع ہو جائے اور سب زور شور میرا جو بابت اثبات تثلیث اور امتناع تحریف
ہے خاکمین نہ رل جائے مگر افسوس کہ ظہور السیی فسادون نے پہر سب اون کی ملمع
اوڑادیے اور اون کی قلعی کہول دی۔

۴۔ متی ۲۴ باب ۳۴ مین مسیح نے فرمایا مین تم سے سچ کہتا ہون کہ جب تک
یہ سب کچہہ ہو نہ لے اس زمانہ کے لوگ گزر نہ جائینگے۔ انتہے۔
یعنے حضرت عیسے نے فرمایا کہ جب تک میرا آنا بڑی قدرت اور جلال کے ساتہہ آسمان کے
بادلونپر اور نرسنگی بجتے ہوئے وغیرہ (متی ۲۴ باب ۳۰ و ۳۱) دیکہہ نہ لین اس
زمانہ کے لوگ نہ مرینگے لیکن حضرت عیسے کے زمانیکے لوگ جنبی مسیح نے
پیشین گوئی کی تہی اوسکے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد سب مر گئے اون مین
کسی نے بہی یہ دن جسکا وعدہ مسیح نے اونسے فرمایا تہا نہ دیکہا۔
علماء عیسائی اس ورس مین جس لفظ کا ترجمہ زمانہ ہے (یونانی گنیا) جب دیکہا
کہ یہ تو صاف و صریح جہوٹہہ کہلا جاتا ہے تب اوسکا ترجمہ طبقہ اور پشت وغیرہ
ہی کرنے لگے اور یہ مراد کہ یہ قوم دنیا مین باقی رہینگے جبتک مسیح کا آنا نہ دیکہہ لین
پس اس ورس مین تو طبقہ اور پشت ترجمہ کرکے بات بنائی لیکن یہی مضمون متی
۱۶ باب ۲۷ و ۲۸ مین بہی ہے کہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال مین اپنے فرشتونکے
ساتہہ آویگا تب ہر ایک کو اوسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا مین تمسے سچ کہتا
ہون کہ ان مین سے جو یہان کہڑے ہین بعضے ہین کہ جب تک ابن آدم کو اپنی
بادشاہت مین آتے دیکہہ نہ لین موت کا مزانہ چکہینگے اس مقام مین گنیا
کا لفظ نہین ہے اور مضمون وہی اب یہان وہ لیڈیٹ سپرٹ کیونکر چلے گی پس ظاہر
ہو گیا کہ وہ پیشین گوئی اگر حضرت عیسے نے فرمائے ہوتے تو ہرگز ایسی جہوٹ
اور بے اصل نہ نکلتے فقط

۵- نسب نامہ مندرجہ متی اور لوقا مین مسیح کو داؤد کے نسل سے لکھا ہے اور لوقا ا باب ۳۶ مین الیسبات کو مریم کی رشتہ دار لکھا ہے جو کہ حضرت ذکریا کاہن کی بی بی تھی جس سے ظاہر ہے کہ مریم خاندان کہانت اور لیوی کے فرقے سے تھی جو کہ کہانت کے لئے مخصوص تھا گنتی ۱۸ باب ۲۰ - ۳۲ یشوع ۱۳ باب ۱۴ اور ۱۴ باب ۳ و ۴ - اور حضرت داؤد نہ لیوی کے فرقے سے تھی اور نہ اونکے خاندان مین کہانت کسی سنے کی اور ہر فرقہ کے لڑکی اپنے ہی باپ کے فرقے مین بیاہی جاتی تھی گنتی ۳۶ باب ۸ و ۹ پس مسیحکو داؤد کے نسل ٹھرانا کب درست ہو سکتا ہے یا یہ کہ الیسبات کو رشتہ دار مریم کی نہ کہنا چاہیئے۔

۶- متی ۲ باب ۱۵ مین ہی اور ہیرودیس کے مرنے تک وہان (یعنے مصر مین) رہا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ مین نے اپنے بیٹے کو مصر سے بُلایا انتہے یہ مضمون ہوسیاہ ۱۱ باب ۱ مین صرف بنی اسرائیل کے حق مین ہے جبکہ وہ حضرت موسئے کے ساتھہ مصر سے نکلے مگر جبکہ حضرت عیسئے اپنے ماں کی ساتھہ مصر سے پھرے تو وہی ورس ہوسیاہ ۱۱ باب کا حضرت عیسئے کے مصر سے لوٹنے کی پیشین خبر ہی ٹھرائی گئی اور نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ متے صاحب فرماتے ہین کہ خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا اگرچہ ہوسیاہ - ۱۱ باب ۲ مین پھر اوس بلائے ہوئے کی بت پرستی مذکور ہے پس اگر حضرت عیسئے کی بابت یہ پیشین گوئی ہوتی تو حضرت عیسئے مصر سے بلائے جانیکے بعد کُبت پرست ہو گئے تھے - پس ہوسیاہ ۱۱ باب ۲ نے یہ بناوٹ فاش کر دی۔

۷- اول قرنتیون کے ۱۵ باب ۵ مین پلوس رسول حضرت عیسئے کے پھر زندہ ہونے کی بابت فرماتے ہین کہ بارہونکو دکھائی دیا لیکن اعمال ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ - اور ۱۳ باب ۳۱ سے ظاہر ہے کہ حواریون کے سوا اور کسیکو نہین دکھائی دیا

اور حواریوں صرف گیارہ تھے یہوداہ اسکریوطی تو مر چکا تھا اعمال اباب ۔
لعب کے اول قرنتیون کی ۱۵ اباب ۶ مین پلوس رسول فرماتے ہین کہ پانسو بہائیون سے
زیادہ تھے جنہین وہ ایکبارہ دکہائی دیا تھے اس پانسو نے اون باتون کو
بہی جو اناجیل مین مسیح کے دکہائی دینے کی بابت لکھے ہین بالکل ثابت کردیا
انجیلون مین تو گیارہ کے سوا بارہ تک کا ذکر نہین کہ جنہون نی مسیح کو دیکہا مگر پلوس
نے نہ صرف بیس تیس یا پچاس ساٹہہ بلکہ پانسو سے زیادہ کا ایکبارگی شمار
لکہدیا اگرچہ پانسو تو کیا دو سو شاگرد بہی مسیح کے سب نہ تھے اعمال اباب ۱۵
اور چونکہ انجیلون مین اسکا ذکر نہین ہے اس لئے پلوس رسول کو اتنا فقرہ اور
بڑہانا پڑا کہ اکثر اون مین سے اب تک موجود ہین تاکہ معلوم ہو کہ اون دیکہنے
والون سے سنکر پلوس نے یہ بات لکہی پس کیا اون پانسو مین متی اور یوحنا
بہی نہ تھے کہ جنہون نے اپنی انجیلون مین مسیح کا پہر زندہ ہوکر ظاہر ہونا لکہا ہے
مگر کسی نے پانسو کا شمار نہین لکہا اور اسیطرح لوقا اور مرقس نے مسیح کے دیکہنے
والون سے سب حال دریافت کرکے بلکہ لوقا نے پلوس ہی سے دریافت کرکے
مسیح کا حال لکہا اور تو بہی صرف گیارہ حواریون کے سوا کسی نے بہی بارہ تک
کا نام نہین لکہا ہے اور وہی لوقا کتاب اعمال مین پطرس کا قول ۱۰ اباب ۴۰ و ۴۱
مین اور پلوس کا قول ۱۳ اباب ۳۱ مین لکہتا ہے کہ سوا حواریون کے جو کہ صرف
گیارہ تھے اور کسینے مسیح کو جی اوٹہا ہوا نہین دیکہا پس اب یہ جہوٹہہ کیسا فاش
ہوگیا کہ جس مین کچہہ عذر کی جا ہی نہین ہے ۔

۸ ۔ الوہیم اگرچہ یہ لفظ فقط خدا کے اسمائے صفات مین سے ہے کچہہ اسم
ذات نہین تو بہی علماء عیسائی اس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ الوہیم صیغہ جمع کا ہے اور یہ جمع کا اسم وجودون کی جمعیت ظاہر کرتا ہے

اس خیال کو تمام اگلے اور حال کی یہودی جو عبری زبان کے محاورہ سے بخوبی واقف ہیں
صحیح نہین جانتے کیونکہ اس مقام سے نہ تثلیث پائی جاتی ہے اور نہ جمعیت وجودونکی
ثابت ہوتی ہے - علاوہ اسکے یہ لفظ یعنے الوہیم بادشاہون اور قاضیون اور سردارون
اور فرشتون کے معنے مین بھی آیا ہے جمعیت کے معنے اس لفظ مین لازمی نہین
ہین بلکہ اکثر جگہہ او پر واحد حقیقی شخص کے استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ خروج
ہم باب ۱۶ - اور ۷ باب مین خدا نے حضرت موسے کو کہا کہ مین نے تجھے فرعون کے لئے
(الوہیم) بنایا اور یہ بھی کہا کہ تو ہارون کے لئے الوہیم ہوگا ان درسون سے
بخوبی ظاہر ہے کہ یہ لفظ اکیلے حضرت موسے پر بولا گیا جن مین کسیطرح نہ تثلیث
کے نہ جمعیت کے معنے ہین بلکہ واحد حقیقی کے معنے مین استعمال کیا گیا ہے
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عبری زبان کے محاورہ کے موافق اس لفظ کا استعمال
واحد اور جمع پر کیونکر آتا ہے سو ہم کتاب مقدس پر غور کرنے سے پاتے ہین کہ اکثر
اس لفظ کا استعمال جمعیت کے معنے مین معبودان باطل پر ہوا ہے اور بادشاہون
اور سردارون اور قاضیون یا فرشتون پر اکثر بمعنے جمعیت اور
کبھی بمعنی وحدت اور معبود برحق پر ہمیشہ بمعنی واحد حقیقی استعمال ہوا ہے پس بموجب
اس استعمال کے ثابت ہوا کہ اس مقام پر جو الوہیم کا لفظ معبود برحق کے معنون مین
آیا ہے صرف وحدت حقیقی اس سے مراد ہے اور کسیطرح بمعنے جمعیت کے اسمین
نہین ہین پس جمعیت وجودون کی اس لفظ سے ثابت نہین ہوتی - پھر یہہ کہ
اگر ذات واحد الہی کا عرفان تثلیث کے ساتھہ لازم ہوتا تو اللہ رب العالمین اس
بات کو بھی صاف صاف جسطرح اپنی وحدانیت کو اوسنے بار بار جتا دیا ظاہر کر دیتا تاکہ حضرت
موسے بھی تعلیم دیو نکو دیتے مگر کبھی حضرت موسے کو اس عقیدہ تثلیث سے

اطلاع تک بہی نہ تہی اور اسی وہ سب باتین جو لکہی ہین کہ ابراہیم نے میرے دن دیکہے وغیرہ (یوحنا ۸ باب ۵۶) بالکل بناوٹ معلوم ہو گئین کیونکہ حضرت ابراہیم کو تثلیث کے نام تک سے اطلاع نہ تہی وہ کیا جانتے تہے کہ بیٹا کون اور روح القدس کسے کہتے ہین اور نہ صرف حضرت ابراہیم بلکہ وہ تمام انبیا جنکا شمار ہزارون سے زیادہ تہا اون مین سے کوئی بہی آ واقف نہتہا کیا خدا نے اونکو کامل عرفان نہ بخشا تہا تو اونمین سے جنکا کلام توریت مین شامل ہی وہ الہامی کیون سمجہا جاتا ہے پہر یہ کہ خدا نے حضرت موسے کو جو الوہیم کہا اگر اس سے وجودون کی جمعیت مراد ہوتی تو حضرت موسے کا رتبہ حضرت عیسے سے زیادہ سمجہنا چاہئے کیونکہ حضرت عیسے کو تو صرف بیٹے کا رتبہ حاصل تہا اور حضرت موسے کو باپ اور بیٹے اور روح القدس تینون کا مرتبہ حاصل تہا اور نہ صرف حضرت موسے بلکہ اون سب قاضیون اور مفتیون کو بہی جو الوہیم کہلائے کیونکہ بموجب عقیدہ عیسائی اگرچہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینون ایک ذات واحد خدا ہے لیکن یہ بہی ثابت ہے کہ باپ بیٹا نہین متی ۲۷ باب ۴۶ - اور بیٹا روح القدس نہین ہے (یوحنا ۱۶ باب ۷) اگر ایسا ہوتا تو تثلیث کا شمار کیونکر پورا ہوتا اب سنو الوہیم بمعنے جمع واسطے معبودان باطل کے استثنا ۳۱ باب ۱۷ - اور ۳۲ باب ۳۹ قاضیون کا ۵ باب ۸ - اور ۱۰ باب ۱۴ - اول سلاطین ۹ باب ۲ اور ۲ سلاطین ۹ باب ۱ اول تواریخ ۵ باب ۲۵ - اور ۲ تواریخ ۱۳ باب ۹ - اور ۲۵ باب ۱۴ - اور ۹۷ زبور ۷ - اور ۳۶ زبور ۲ یرمیاہ ۲۵ باب ۱۱ - اور ۱۱ باب ۱۲ - اور ۱۶ باب ۲۰ الوہیم بمعنے بادشاہان و سرداران و قاضیان خروج ۲۲ باب ۲۸ - استثنا ۱۰ باب ۱۷ اور ۸۲ زبور ۱ - اور ۱۳۸ زبور ۱ پیدایش ۶ باب ۲ وہ خروج ۱۲ باب ۶ - اور ۲۲ باب ۸ و ۹ - الوہیم بمعنی فرشتگان اول سموئیل ۴ باب ۸ - اور ۸ ۲ باب ۱۳ - اور ۲ سموئیل ۷ باب ۲۳ - اور ۸۲ زبور ۶ - اور ۸ زبور ۵ - الوہیم بمعنے خدا ئے واحد حقیقی پیدایش

پیدایش ۱ باب اوّل سلاطین ۱۰ باب ۲۴ و ۳۹ - اور نہایت ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ
سے پیشتر حضرت ابراہیم اور حضرت نوح بلکہ حضرت آدم تک اور حضرت موسیٰ کے
بعد حضرت ملاکی نبی تک جتنے انبیاء علیہم السلام آئے کسینے قوم کو کبھی تثلیث کی
تعلیم نہین دی پہر کیا وہ سب ایمان سے بے خبر تھے اور صرف عیسائیون کو یہ خدا
کا بھید معلوم ہوا یعنے خدا نے اونپر اپنی کتابین نازل کین مگر اپنا اصل حال یعنے
تثلیث کا بھید نہین بتایا اور حضرت عیسے پر بموجب عقیدہ عیسائی کوئی انجیل
نہین نازل کی مگر اپنا اصل حال بتا دیا تو کیا اگلے نبیون کا ایمان ان عیسائیونکے
آگے ناقص تھا نعوذ باللہ اگر ایسا ہوتا تو اون کی نبوت کیونکر درست ہوئی -

۹ - پیدایش ۳ باب ۲۲ - اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک و بد کی پہچان
مین ہم مین سے ایک کے مانند ہو گیا الخ اس آیت مین جو عبری یہ لفظ ہین (کاخد
امینو) اپنر علماء مسیحی نے بہت بحث کی ہے وہ کہتے ہین کہ ممنو جمع متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے اور
اسلیئے وہ اس آیت کا ترجمہ اسطرحپر کرتے ہین اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک
و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا اور جبکہ اونہون نے اس آیت کا
اسطرحپر ترجمہ کیا تو اب وہ اس آیت سے علانیہ الہیت مین وجودون کی تثلیث
ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بلا شبہہ کوئی ایسا طرز کلام نہین ہے کہ جس مین کوئی
تنہا شخص یہ کہہ سکے (ہم مین سے ایک) یہ ایسا طرز کلام ہے جسکے کچھ معنے نہین ہو سکتے
جب تک کہ اوس مین ایک شخص سے زیادہ شامل نہ ہون لیکن ممنو صیغہ جمع متکلم
مع الغیر کا نہین ہے بلکہ غائب کا صیغہ ہے اور اوسکے معنے ہین (اوس مین سے)
اصل مین یہ لفظ (من ہو) تہا اور یہ دو لفظ تھے ایک (من) دوسرا (ہو) ان دونون
لفظون کے بیچ مین ایک اور نون دونون کے ملانے کو آیا ہے جیسے کہ عربی زبان مین

اسی عبری کی قاعدہ کے مطابق نون وقایہ کا آنا ہے بعد السکون (اہی) نون سے بدلی
گئی اور (من نو) ہوگیا اور تین نون ایک کلمہ مین جمع ہوگئے اسلئے پہلا نون میم سے بدلا
گیا اور دوسرا نون تیسرے نون مین ادغام ہوگیا اور عبری زبان کے قاعدہ کے موافق
اوسپر داغش یعنے تشدید دیگئی جو علامت ہے حذف یا ادغام کی اور اسطرح یہ لفظ
ممنو ہوگیا - اب ہمکو اسبات کی سند بیان کرنی چاہئے کہ کس وجہ سے ہم اس لفظ کو
غائب کا صیغہ کہتے ہین اوس کی سند مین ہم یہ بات کہتے ہین کہ تمام اربع عسریم
مین ممنو کا لفظ جس مین داغش ہو جمع متکلم مع الغیر کے معنون مین نہین آیا بلکہ غائب
کے معنون مین آیا ہے چنانچہ غالباً تمام مقامات کتابہائے اقدس کو جن مین لفظ ممنو
کا معہ داغش آیا ہے دیکھنا چاہئے کہ اون مین سے صرف توریت مین استثنا کے
اکتیسہ جگہہ یہ لفظ آیا ہے اور انبیاء کے صحیفون مین جہان جہان یہ لفظ ہے اون کا
شمار علیحدہ ہے غرض تمام عہد عتیق مین جن جگہون مین یہ لفظ آیا اون مین سے تمام
مقامات ایسے ہین جن مین کوئی شخص انکار نہین کرتا کہ یہ لفظ غائب کا صیغہ نہین ہے
صرف تین مقام ایسے ہین جن مین تکرار ہوسکتی ہے مگر بہت سی دلیلین ایسی ہین جن سے
ثابت ہوسکتا ہے کہ اون مقامون مین بھی وہ لفظ غائب کا صیغہ ہے غور کرنے کا
مقام ہے کہ ابھی اسمقام سے پیشتر یہی لفظ متعدد جگہہ آیا ہے اور سب نے بلا اختلاف
اوس کے معنے غائب کے لئے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ اس مقام مین اوسکے وہ
معنے چھوڑکر دوسرے معنے جمع متکلم مع الغیر کے جو کسی مقام پر نہین لئے گئے لئے جاوین
پس کچھ شبہہ نہین کہ یہ لفظ غائب کا صیغہ ہے اور اوسکے معنے (اوسمین سے) کی ہین
ایک دوسرا عبری لفظ (کاحدم) کا جو اسی آیت مین ہے اوسکا بھی ذکر کرنا مناسب ہے
اوسکا ترجمہ علماء عیسائی نے ایک کیا ہے حالانکہ اوسکا ترجمہ یکہ ہونا چاہئے جسکو عربی
مین وحیدہ کہتے ہین چنانچہ اقلیفی جو ایک بہت بڑا عالم یہودی زبان کا ہے اوسکا ترجمہ

یحیدی کیا ہے یعنی وحیدہ کے ہے علاوہ اسکے کتاب اقدس کی چند مقامون مین
اس لفظ کے یہی معنی آئے ہین جن مین سے دو مقام یہ ہین ایوب ۳۴ باب ۳۱ غزل
الغزلات ۲ باب ۹ پس ہن تمام گفتگو کے بعد اس آیت کا صحیح ترجمہ جو بالکل عبری لفظ کے
مطابق ہے اسطرح پر پڑہنا چاہیئے اور کہا خداے معبود نے اب آدم ہو گیا یکہ
اون مین سے (یعنی حیوانون مین سے) بسبب جاننے بہلائی اور برائی کے۔
اب غور کرو کہ ان الفاظ سے جو اس آیت مین ہین کسی طرح الہیت مین وجود دو کی
جمعیت پائی نہین جاتی وہ حقیقت مین ایک ہے کسیطرح اوس مین جمعیت نہین
تمام مقدس کتابین ہمکو یہی ہدایت کرتی ہین اور یہی بات ہمکو ابراہیم اور موسے اور عیسے
اور تمام انبیاء علیہم السلام بتاتے چلے آئے ہین تفسیر رشی مین ربی شمعون یہودی
عالم نے اس مقام کی تفسیر یون لکہی ہے کہ خدا نے کہا دیکہو وہ یکتا ہے نیچے والون مین
جیسا کہ مین یکتا ہون اوپر والون مین اور کیا ہے اوسکے یکتائی جاننا نیک اور بد کا +
۱۰ - پادری صاحب کی خاص تعلیم عام لوگون کے لئے یہی ہے کہ مسیح نے جو کہ قادر
مطلق خدا ہی انسانیت اختیار کرکے اس جہان مین آیا اور سب عیسائیون کے
گناہون کے کفارہ مین اوسنے اپنی جان دی عبرانیون کا ۹ باب ۲۲ و ۲۶ کیونکہ تفسیر الصحیفۃ
مین لکہا ہے کہ انسان کی خون کا بدلا انسان ہی سے لیا جائیگا پیدائش ۹ باب ۶
اس سبب سے مسیح کو انسانون کے گناہون کے واسطے انسانیت اختیار کرنے اور
جان دینے پڑی فقط اسکے لئے یہ بات دانشمند کے سمجہنے کو کافی ہے کہ حضرت
عیسے بموجب عقیدہ عیسائی صلیب پانے کے بعد جب جی اوٹہے تو وہی انسانیت
باقی تہی جو کہ صلیب پانے سے پیشتر تہی اور اوسی انسانیت سے آسمان پر گئے
کیونکہ اگر بعد مصلوبی کے وہ انسانیت حضرت عیسے مین باقی نرہی ہوتی تو پہر جی اوٹہنے
کا ثبوت کیا تہا اور اگر اوسی انسانیت سے آسمان پر نہ گئے ہوتے تو آسمان پر

نجات ملنیکے فضیلت کیا تہی یون تو جو شخص مرتا ہے ہر ایک کی روح آسمان پر جاتی
ہے مگر فضیلت یہ تہی کہ حضرت الیاس اور حضرت ادریس یعنے حنوک کیطرح
انسانی جسم کے ساتہہ آسمان پر حضرت عیسے ہی اوٹھائے گئے اس سے ظاہر
ہے کہ قصۂ صلیب کو حضرت عیسے سے کچھہ علاقہ نہین ہے اگر حضرت عیسے نے
صلیب پائی ہوتی تو پہر انسانیت کے ساتہہ آسمان پر جانے کی کیا ضرورت تہی اور
جی اوٹہنا ہی کیا ضرور تہا حضرت عیسے کی روح تو یون ہی آسمان پر جاتی۔
چونکہ حضرت عیسے نے عیسائی عقیدے کے بموجب انسان کی گناہون کے فدیہ مین
اپنی جان دی تہی افسیون کا ۵ باب ۲ تو جو چیز کہ فدیہ مین دی جاتی اوسے پھر
لوٹانا اور پہر نہین لیتے ہین یا جو بکرہ قربان کیا جاتا ہے اوسے پہر چراگاہ مین چرتا ہوا
نہین پاتے پس حضرت عیسے کو بہی صلیب پانے کے بعد پہر انسانیت کے ساتہہ
جی اوٹہنا لازم نہ تہا تا کہ قربانی اور فدیہ مقبول ہوا اس سے ثابت ہوا کہ یہ باتین جو
پادری صاحب سمجہاتے پہرتے ہین محض دہوکا ہے اور کچھہ اوس کی بنیاد نہین
کیونکہ یہ بات خدا کی عدالت کی محض برخلاف ہے کہ کوئی گنہگار شخص پہر گناہ کرنیکے
سبب نجات پائے یعنے گنہگاران یہود حضرت عیسے کی مصلوبیکا گناہ بہی اپنے سر
لیکر اوسپر ایمان لانے سے نجات پا جائین اگر ایسا ہو تو ہر ایک چور اور ٹھگ کو زیادہ تر
اپنے کام مین سرگرم ہونا چاہیے کیونکہ گناہگار کے لئے گناہ کرتے جانا ہی وسیلہ
نجات کا ہے۔
۱۱۔ برنباس کے انجیل مین حضرت عیسے کا قول حضرت نبی آخر الزمان صلعم کی
بابت یون صاف صاف لکہا ہے اے برنباد یقین جان کہ کیسا ہی چہوٹا گناہ
کیون نہو خدا اوس کی سزا دیتا ہے کیونکہ خدائے تعالی گناہ سے ناراض ہے
اور کسی گناہ کو بے سزا نہین چہوڑتا میری ما اور میری شاگردون نے جو دنیوی

غرض یہی میرے ساتھہ محبت کی خدا اس سے ناخوش ہوا اور بمقتضاے عدالت
یہ چاہا کہ اون کی اس نامناسب عقیدت کی سزا اسی دنیا مین اونکو دیوے تاکہ وے
دوزخ کے عذاب سے بچین اور وہان اونکو اذیت نہوے اور مین دنیا مین اگرچہ
بے قصور تہا پر اسلئے کہ بعضے آدمیون نے مجکو خدا اور ابن اللہ کہا خداوند تعالے
کو یہ بات خوش نہ آئے اور اوس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے
دن شیاطین مجہپر نہ ہنسین اور مجکو ٹہٹون مین نہ اوڑاوین سو اوسنے اپنی مہربانی
اور عنایت سے ایسا بہتر جانا کہ دنیا ہی مین یہودا کی موت کے سبب میری تضحیک
اور بدنامی ہو جاوے اور ہر شخص یہہ گمان کرے کہ مین صلیب پر کہینچا گیا پر یہہ بیماری
ہتک اور بدنامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنی ہے تک رہیگی جب وہ دنیا مین
آویگا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور یہ دہوکا لوگون کی دل سے اوٹہا دیگا

فقط ترجمہ قرآن شریف مصنفہ سیل صاحب صفحہ ۴۴

دیکہو برنباہ کی انجیل ایک پرانی کتاب ہے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث
ہونے سے سیکڑون برس پیشتر کی ہے کیونکہ دوسری تیسری صدی عیسوی کی
کتابون مین اسکا ذکر ہوا ہے تو بہلا پہر غور فرماؤ کہ اتنے دنون پیشتر اوس مین جعل
کیونکر ہو گیا اور جعل بہی ایسا ہوا جو طاقت بشری سے باہر
ہے۔

اور اگر یہ خیال کرین کہ مسلمانون نے اوس انجیل مین یہ جعل کیا ہے تو نہایت تعجب
کی بات ہے کہ عیسائیون کی کتاب مین مسلمانون کا جعل چل جاوے اور عیسائی بالکل
بیخبر ہون آج تک نہین سنا کہ کوئی مسلمان انجیل برنباس رکہتا ہو اور اگر مسلمانونکا
جعل اوس انجیل مین چلگیا تو عیسائیون کا جعل اپنی کتابون مین اور بہی زیادہ آسان
بات ہے اسے کیون مشکل جانتے ہین لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اوسوقت مسلمان

کہان تھے جبوقت سے کہ یہ انجیل برناباس مشہور ہوئی ملکہ اسکے سیکڑون برس بعد اسلام کی نوبت آئی ہے فقط

فصل ۶

الحق مُر

مصنفہ جناب امام فن مناظرہ اہلکتاب سیدنا صر الدین محمد ابو المنصور

جواب رسالہ اظہار الحق مطبوعہ نور افشان لدہیانہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ الآیہ

ترجمہ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوا اللہ کے ساتھ اُس کے بعض علماء اسلام کے قول کے بموجب مواشی میں اتنی اتنی ہی چیزین حرام ہین (حاشیہ موضح القرآن) یعنے مردہ اور لہو اور سور کا گوشت، اور بتون پر کا چڑھاوا وغیرہ ان سب چیزون سے دور رہنا اسلام اور ایمان کا نشان ہے اور نہ صرف یہی کہ دین اسلام میں ان چیزون کے استعمال کی ممانعت ہوئی بلکہ شرائع سابقہ میں بہی یہی صاف و صریح ممانعت تہی چنانچہ انجیل مین بعینہ یہی آیہ موجود ہے (دیکھو کتاب اعمال ۱۵ باب ۲۹) کہتم بتون کے چڑہاوے اور لہو اور گلا گھونٹے اور حرامکاری سے پرہیز کروا تہے۔ حرامکاری کی جگہہ اصل انجیل مین سور کا لفظ ہے مگر تعجب کہ نصاریٰ مین جو شے سب سے زیادہ مستعمل ہے وہ سور کا گوشت ہے یہانتک کہ اسکے اجزا مین سے کوئی چیز باقی نہین رہتی جو انکے استعمال مین نہ آتی ہو۔ یعنے اسکی چربی گھی کی جگہہ اور اُسکے خون کا ایک قسم کا مشہور کہانا جسے بلاک پوڈنگ کہتے ہین اور اسکے بالون کی بابت صاف کرنے کے برش اور اوسکے چمڑے کی بیش قیمت زین اور اُس کی ہڈی سے دانت کے

مین نہین کہتا ہون بلکہ بڑے بڑے علماء نصاریٰ بہی اس قول سے متفق ہین
چنانچہ ڈاکٹر بٹیلی صاحب وغیرہ کا یہی قول ہے اور اس تبدیل کا موقع نصاریٰ
علماء کو اس جہت سے ہاتھہ آیا کہ یونانی مین جو لفظ سور کے واسطے مستعمل ہے اور
جس یونانی لفظ کے معنے حرامکاری ہین ان دونون لفظون کا املا بہت آپس مین
مشابہہ ہے یعنے دونون لفظون کی صورت بالکل ایک سی ہے پس سور کا
گوشت جائز رکہنے کے واسطے اوس انجیلی آیت مین وہی لفظ مناسب وقت معلوم
ہوا جسکے معنی حرام کاری کے ہین مگر یہ تبدیل اُن پہلی صدیون مین نہین ہوئی
بلکہ بہت قدیم زمانہ مین عیسائیون نے اس تبدیل کو لازم جانا ہے اور پہلی صدی کے
عیسوی مین جب غیر یہودی قومین عیسائی مذہب مین شامل ہوئین تبہی انتظام
مذہب عیسوی اور بت پرست بادشاہون کے ظلم اور عادات دستور قومی اور مخالف
اقوام مردار خوار سے سور کے گوشت سے نفرت عیسائیون مین نہولنے پائی چنانچہ
انجیل مین بہی لکہا ہے کہ کتنے ہی بُت کو کچہہ چیز جانکر بتون پر کی قربانی آجتک کہاتے
ہین اور اون کے دل ضعیف ہوکر آلودہ ہو جاتے ہین (اول قرنتیون کا ۸ باب)
پادری عماد الدین صاحب اپنے نغمہ طنبوری کے صفحہ ۱۰ مین لکہتے ہین کہ سور کا
گوشت نہ حرام ہے نہ نجس بلکہ جیسے بکری بہیڑ کا گوشت پاک ہے ویسے ہی وہ بہی
ایک گوشت ہے انتہے پہر وہی پادری صاحب اپنے کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ
۴۳ مین لکہتے ہین کہ ہر ملک کے طبیات جُدے جُدے ہین کسی ملک مین کتا
اچہی چیز ہے اور کسی ملک مین سور اچہی بڑی عمدہ چیز ہے انتہے یہ پادری صاحب
نے اپنا مشرب بیان کیا تاہم یہودی قوم کے جو لوگ کہ عیسائی مذہب مین شامل
ہوئے وہ سور کے گوشت سے ہمیشہ نفرت کرتے رہے اور بعضے عیسائی
فرقے بہی ابتک سور کے گوشت کو حرام جانتے ہین چنانچہ الیٹ صاحب ڈیگا ر

دیگار گوڈ المن اپنی کتاب کے صفحہ (۲۳۷) مین اپنی آنکھون سے دیکھا ہوا حال بیان
کرتے ہین کہ ارمنی عیسائی ممالک یوروپ کے پرہیز کرتے ہین ناپاک گوشتون جیسے سور
اور خرگوش استے۔ اور توریت مین تو صاف لکھا ہے کہ سور کہ کھر اسکا چرا ہوا نہین
ہوتا ہے پر وہ جگالی نہین کرتا وہ بہی ناپاک ہے تمہارے لئے تم اون کے گوشت
مین سے کچہہ نکہائیو نہ اون کی لاشون کو ہاتہہ لگائیو (احبار ۱۱ باب ۷و۸) اور حضرت
یسعیاہ فرماتے ہین کہ جو سور کا گوشت اور مکروہ چیزین کہاتے ہین وہ سب کے سب فنا
ہوجاوینگے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ (یسعیاہ ۶۶ باب ۱۷)

اور پادری جستس براڈہیڈ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰۵ مین لکھتے ہین کہ انطاکیہ
کے بادشاہ انطیوکس نی یہودیونکو حکم کیا کہ بادشاہ کی سالگرہ کے دن سور کا گوشت
کہائین جو اونکے نزدیک ناپاک کہانا تھا اور اگر کوئی ان باتون کا منکر ہو تو اوسکی
جان ماری جائے العیذر نامی ایک بوڑہا فقیہ ناجائز کہانا کہانیکا منکر ہوا پس اُنہون نے
اوسکے مُنہہ لینے کی کوشش کی لیکن اُس نی یہ جانکر کہ بتونکا چڑہاوا کہانے سے
مرنا بہتر ہے اونکا مقابلہ کیا تب اونہون نے اوسے کہا کہ اپنا کہانا لاکے ہمارے
ساتہہ کہا تو لوگ سمجھکر کہ العیذر ناجائز کہانا کہاتا ہے وہ بہی کہاوینگے لیکن اُس نی
اوس سے بہی انکار کیا اور دوسرا اونہون نے اوسے مار ڈالا ایک عورت اور اوسکے
۷ بیٹے اس سبب سے کہ اونہون نی سور کا گوشت اور بتونکا چڑہاوا نہ کھایا گرفتار
ہوئے پہلے بڑا بیٹا شکنجہ مین کہینچا گیا اور جب اوسنے بہی منکر رہا تب جان سے مارا گیا
دوسرا بیٹا بہی بہ سبب منکر ہونے کے قتل کیا گیا مرتے وقت اوسنے کہا کہ تو ظلم
سے ہماری زندگی لیتا ہے لیکن وہ جس کی شریعت مانکر ہم اپنی زندگی کو دریغ نہین
کرتے ابدی زندگی بخشیگا۔ تیسرا جب گردن مارا جانے لگا تب کہنے لگا کہ یہ چیز ہے

قادر ہے لیکن تو فانی ہے یہ نہین سمجھنا کہ خدا نے ہمارے قوم کو ترک کیا ہے۔
جو طریقہ سب سے عجیب تہا وہ اون زنگیکی ما کا تھا کیونکہ اپنے سات بیٹیون کو ایک دن
مین قتل ہوتے دیکھکر وہ خدا پر بہروسہ رکھکر خاطر جمع رہی جب اوسکا چھوٹا بیٹا
شکنجہ مین کھینچا جاتا تہا اور قاتلون نے اوس سے وعدہ کیا کہ اگر تو سور کا گوشت اور
بتون کا چڑہاوا کہاے تو بڑا انعام پاویگا اوس کی ما نے کہا کہ بیٹے اس ظالم سے
خوف نکر اور خاطر جمع ہو کر مثل اپنے بہائیون کے اپنے مرنے کو قبول کر کہ اونکے
ساتھہ تجہے بہی سعادت ابدی مین پاوٴن آخرکار ما بہی ماری گئی انتہے۔ پس یقین
کرنا چاہیے کہ دنیا مین کہ ہر سرد و گرم غذا اگر انسان کے بدن مین اپنی تاثیر ظاہر
کرتی ہے تو سور جو تمام جانورون مین نامعقول اور کسی طرحکی تربیت قبول نہین
کرتا ہے اسکا گوشت بہی ضرور اپنی تاثیر پیدا کرتا ہے اور اوس کی تاثیر یہی ہے
کہ انسان کسی طرح کی تربیت سے محروم رہے اور ہرگز اوسکا دل خدا اور سو[illegible]
نہ مائل ہو کوئی نصیحت اوسپر اثر نکرے اور کوئی عمدہ دلیل ترغیب دین حق کی اوسے
پسند نہ آئی جب ہی حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا کہ پاک چیز کتونکو ندو اور اپنے
موتی سورون کے آگے نہ ڈالو (متی ۷ باب ۶) کتون اور سورون سے ایک ہی
جنس مراد ہے یعنے برُے لوگ اور پاک چیز اور موتی سی مراد نیک نصیحت کیونکہ
ان دونون فقرون کا مطلب ایک ہے اور جیسے فارسی اور اُردو مین ایک بات کو
دو طور پر نظم و نثر مین بیان کرتے ہین اسیطرح عبرانی اور یونانی مین ہی ہے۔
لیکن باوجود اس انجیلی تعلیم کے جبکہ خدا نے دعوت اسلام کے واسطے قرآن کو
بہی نازل فرمایا تو اس سے ہمین یہ نصیحت ملتی ہے کہ ہم کسی عیسائی کو اگرچہ وہ
کیسا ہی سخت دل ہو دین و ایمان کی نصیحت نیک کرنے سے کسیوقت باز نرہین کہ
کہ ہمارا سب سے بڑا کام یہی ہے کیونکہ جو خدا انسان کو مسخ کر کے سور بنا دیتا ہے

وہ قادر ہے کہ سور کو انسان بنادے اور بے ایمان سے ایماندار کر دے
الغرض جبکہ عیسائیون مین سور کے استعمال کی اسقدر عبادت ہے تو ممکن نہین
کہ اون کا کوئی برتن نجاست کی آلودگی سے بچا رہتا ہو اور چونکہ ہیودی لوگ مسلمانو نکے
گہر کی روٹی کہا لیتے ہین مگر مسلمانو نکے گہر کی ہانڈی کا پکا نہین کہاتے یہ سمجھکر
کہ مسلمانون کو ذبح کرنا نہین آتا ہے اور وہی اپنے ہات کا ذبح کیا ہوا جن دیگچیو مین
پکاتے ہین اونہین مین ہر طرح کی ترکاری اور دال اور چاول وغیرہ پکاتے ہین
اس سبب سے وہ کوئی چیز مسلمانون کی ہانڈی کی پکی ہوئی نہین کہاتے تو کتنا
زیادہ ضرور ہے کہ باوجود اس قدر استعمال سور اور شراب کے عیسائیون کے
کہانے سے مسلمان پرہیز کرین خاصکر اسوجہہ سے کہ پادری والش صاحب
مخزن مسیحی مطبوعہ مارچ ۱۸۷۳ء مین نو دلیلون سے ثابت کرتے ہین کہ جو شخص
انگریزون کے ساتھہ کہانے کا حوصلہ کرے اوسے چاہئے کہ چمارون اور خاکروبونکے
کہانے سے اونکے جوتا بنانے اور پائخانے صاف کرنے کے دنون مین ہرگز پرہیز
نکرے کیونکہ انسان کی فروتنی اور نیکبختی کا یہ عمدہ نشان ہے اور برخلاف اسکے
چمارون اور خاکروبون کے کہانے سے نفرت اور انگریزون کی ساتھہ کہانیکی
رغبت کرنا کمال تکبر اور غرور مین داخل ہے فروتن اور تربیت یافتہ شخص کو ایسا
ہرگز نہ چاہیئے کیونکہ ہندوستان مین جب انگریزون کے ساتھہ کہانے کا تم ارادہ
کرتے ہو اون کے باورچی خانہ مین اس کی احتیاط نہین ہے کہ چمار یا خاکروب
باورچی اور خانسامان نہ کہا جائے اور سور کے ہر جزو کا استعمال باورچخانہ کے
ہر برتن مین علاوہ اسکے ہے۔ ہم نے مانا کہ قرآن مجید مین اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ و
طیبات وطعام الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ۔ مرقوم ہے لیکن گرم ملک یعنے
عرب مین نصارے اسقدر استعمال لحم خنزیر کے عادی نہ تھے جسقدر سرد ملک یعنے

انگلستان کی باشندے اسکے عادی ہین کیونکہ ہر گہر آدہا بال بچون کے لئے اور آدہا سئور ونکے لئے مخصوص ہوتا ہے اسکے سوا گرم ملک کے باشندے طہارت وغیرہ کے عادی ہوتے ہین برخلاف سرد ملک والونکے مگر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عرب کے نصاری مطیع الاسلام تھے الغرض ناجائز کہانے پینے سے پرہیز کرنا ایماندار کے لئے خدا کی شریعت پر عمل کرنے کا مقدم نشان ہے دیکھو سب سے پہلے شریعت جو خدا نے حضرت آدم کو دے وہ یہی تہی کہ منع کئے ہوئے درخت سے پہل نکہانا (پیدائش ۲ باب ۱۷) اور حضرت آدم کا وہ اگرچہ پہلا گناہ تہا تب بہی خدا نے اونہین معاف نکیا بلکہ دوہری سزا حضرت آدم کو دی یعنے بہشت سے نکالا جانا اور موت - اس سے اشارہ یہی ہے کہ بنی آدم سب سے زیادہ حتیاط حرام اور حلال مین کرتے رہین اور کسیوقت اس سے غافل نہون چنانچہ انجیل مین بہی لکہا ہے کہ کوئی بہائی کہلا کر حرام کاری یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اوس سے صحبت نرکہنا بلکہ ایسے کے ساتہہ کہانا تک نہ کہانا

(اول قرنتیون کا ۵ باب ۱۱)

پس ان ناجائز استعمالون سے جب کہ عیسائی اپنے ہی مذہب کے لوگون کے ساتہہ کہانا روا نہین رکہتے تو مسلمان ایسے کہانیکے گمنے گزرے ہو گئے جو سور کی خوراک والونکے دسترخوان کو مائدہ غیبے سمجہہ لین اور علما مجلس رومن کا تہولک نے یہودیونکو سزا دینے کے لئے ایک زمانہ مین یہ قانون جاری کیا تہا کہ وے عیسائی کسے یہود کیساتہہ نکہائے اور اونسے معاملہ نرکہے (کشف الآثار مصنفہ پادری مریک صاحب صفحہ ۲۹) - یہانسے ظاہر ہے کہ دینی امتیاز کے واسطے اہالی عقائد باطلہ سے ترک موکلت سب سے مقدم تدبیر ہے اور یہ بعضے عالی ظرف جو انگریزون کے ساتہہ کہانا کہانے کو دلیل ازدیاد محبت جانتے ہین یہہ اونکا خیال خام ہے - کسیکا

کہانا کہا لینے سے محبت زیادہ نہین ہوتی بلکہ اوسے اپنا کہانا کہلانے سے محبت
زیادہ ہوتی ہے ہر شخص کو اپنا کہانا کہلانا نشان محبت ہے نہ یہ کہ اوسکا کہانا
ہندو کسی انگریز کو اپنا برتن تک چہونے نہین دیتے تو بہی وہ مسلمانون سے کہین
زیادہ انگریزون کی نظر مین عزیز ہین اور مین یقین سے کہہ سکتا ہون کہ اگر خدا
نخواستہ ہندوستان مین پہر کبہی غدر ہوا اور اگرچہ ہندوؤنکے ذات سے ہو مگر مسلمانون
پر قیامت ہی گزر جائے گی اور ہندؤن کی طرف سے گورنمنٹ انگریزی کو ہرگز کامل
بدگمانی نہ ہوگی اور اب بہی ہم دیکہتے ہین کہ انگریزی اخبارون اور پادری صاحبونکے
اخبارون مین بہ نسبت سب قومونکے مسلمانون کی ممانعت کے مضامین بہرے
ہوتے ہین اور اوس کی وجہ شاید یہی ہوگی کہ مسلمان انگریزون کی روٹی پر
دانت لگائے ہین اور انگریز ہندؤن کی روٹی پر کہ اپنا اور اونکا یکجا ہی ثابت
[illegible] یہ دلیل ہے اس سبب سے انگریزونکا اغماض مسلمانون کے ساتہہ ہے اور ہندؤنکے
اغماض انگریزون کے ساتہہ۔ انگریز مسلمانون کی نظر مین عزیز ہین اور ہندو انگریزو
نظر مین اسلیئے مسلمانون کو چاہیئے کہ اب بہی اس رسوائی سے تربیت پذیر ہون خدا
اور رسول کی اطاعت سب سے مقدم جانین یہ اطاعت نہین کہ فقط چار رکعتین
پڑہکر اور چند روزے رکہکر خدا کے سب فرائض سے فارغ ہوگئے بدعتی اور
وہابی اور سُنی اور شیعہ اور رافضی اور خارجی وغیرہ ان سب مین نماز روزہ کرنیوالے
مجہہ سے اور تم سے بہت زیادہ ہین باوجود اسکے کیا سبب کہ ابتک نہ خدا
مسلمانون پر مہربان ہوا اور نہ ملک کے حاکم اس کی وجہہ یہی ہے کہ ان بگڑی ہوئی عقل
والونکو ابتک یہ یاد نہین آیا کہ خدا کی سب سے بڑی خوشنودی ترقی دین و اسلام
مین ہے اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اونہین لوگونکے
واسطے ہوگی جو سچے دل سے اس کام مین سرگرم ہین کہ انبیا علیہم السلام کو بہیجنے

اور کتب آسمانی کے نازل کرنے سے خدا کی خاص غرض یہی ہے پس انگریزونکے
گہر جاکر دعوت کہانا کچہہ ضرور نہین بلکہ اپنے گہر لاکر اُنہین دعوت اسلام کے بعد
کہانا کہلانا چاہئے کہ جب خدا اور رسول راضی ہون تو پہر ہندوستان اور انگلستان
وغیرہ مین مسلمانون سے کون ناراض رہ سکتا ہے اور ہمیشہ خدا کے اس حکم کو یاد
رکہنا چاہئے کہ حُرِّمَتْ عَلَیکُم المیتۃ وَالدَّمُ وَلَحمُ الخنزیر وَمَا اُہِلَّ لِغَیرِ اللہِ بِہٖ - الآیۃ
پس جو لوگ کہ نصارے کے ساتہہ کہانے کی ہوس کرتے ہین اُنہین معلوم کرلینا
چاہئے کہ جس سورہ مین آیہ اَلیَومَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَات وطعام الذین اوتوا الکتاب احل لکم
ہے اُسی سورہ مین پیشتر یہ آیت بہی ہے کہ حُرِّمَتْ عَلَیکُمُ الخ اور اس سے اشارہ
یہی ہوگا کہ نصارے کے ساتہہ کہانے کا ارادہ کرنے سے پیشتر یہ ضرور دیکہہ لیجئے کہ
سور اور شراب کا چرچا بہی وہان رہتا ہے یا نہین محض بے سمجہے بوجہے کہانے کو
نہ بیٹہہ جانا بلکہ جس رغبت سے وہان کہانے جاؤ اوس کی بہ نسبت کم سے کم
کوشش اس کی تحقیق مین کرلیجئے کہ سور اور شراب کا تو استعمال وہان نہین ہوتا ہے
کیونکہ جس خدا نے ایک بار یہ فرمایا کہ الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب
حل لکم - اوسی نے دوبارہ یہ بہی فرمایا ہے کہ حرمت علیکم فقط

فصل ہفتم

مضمون مصنفہ جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور والد ماجد مؤلف

قال اللہ تعالی جل شانہ - وَقُل لِّلمُؤمِنَاتِ یَغضُضنَ مِن اَبصَارِہِنَّ وَیَحفَظنَ فُرُوجَہُنَّ
وَلَا یُبدِینَ زِینَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنہَا وَلیَضرِبنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوبِہِنَّ وَلَا یُبدِینَ زِینَتَہُنَّ اِلَّا
لِبُعُولَتِہِنَّ اَو آبَائِہِنَّ اَو آبَاءِ بُعُولَتِہِنَّ اَو اَبنَائِہِنَّ اَو اَبنَاءِ بُعُولَتِہِنَّ اَو اِخوَانِہِنَّ اَو
بَنِی اِخوَانِہِنَّ اَو بَنِی اَخَوَاتِہِنَّ اَو نِسَائِہِنَّ اَو مَا مَلَکَت اَیمَانُہُنَّ اَوِ التَّابِعِینَ غَیرِ

اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن
لیعلم ما یخفین من زینتہن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون ۔

ترجمہ اور کہہ واسطے مسلمان عورتون کے کہ بند کرین آنکہین اپنی اور محافظت کرین
شرمگاہین اپنے کی اور نہ ظاہر کرین بناو اپنا مگر جو ظاہر ہے اوس مین سے اور چاہئے
کہ ڈالین اوڑہنی اپنے اوپر گریبان اپنے کے اور نہ ظاہر کرین بناو اپنا مگر واسطے
خاوندون اپنے کے یا واسطے باپون اپنے کے یا باپون خاوند اپنے کے یا بیٹون اپنے
کے یا بیٹون خاوندون اپنے کے یا بہائیون اپنے کے یا بیٹون بہائیون اپنے کے
یا بیٹون بہنون اپنے کے یا اپنی بیبیون اپنے کے یا جنکے مالک ہوئے داہنے ہاتہ اونکے
یا جو ساتہہ رہنے والے ہین غیر حاجت والے مردون سے یا لڑکون سے جو نہین
واقف اوپر چہپی باتون عورتون کے (یعنے خصے اور مجبوب اور عنین اور اطفال خورد
سال جو حد بلوغ کو نہین پہونچے) اور نہ مارین پاؤن اپنے زمین پر تاکہ جانا جاوے
جو کچہہ چہپاتے ہین زینت اپنی سے اور توبہ کرو طرف اللہ کے سب اے مسلمانون
تاکہ تم فلاح پاؤ (سورہ نور ع ۴)

پادری صاحبون کے اخبار نور افشان لدہیانہ نمبر ۴۷ و ۴۸ جلد ۲ ۔ اور شمس الاخبار
لکہنؤ مین مسلمان عورتون کی آزادی کے واسطے بڑی ترغیبین اور اونمین
بے پردگی رائج ہونے کے واسطے عجیب ترکیبین مندرج ہین چنانچہ آپ
مسلمانونکو الزام دیتے ہین کہ یہ اونکو زنانخانہ کی چوکہٹ تک بہی جانے نہین
دیتے اسکے پہر لکہتے ہین کہ یہ آزادی جو مدت سے دنیا مین خراب چیز سمجہی
جاتی تہی گو یورپین کی حسن سعی سے اب مفید نتائج بخشی ہوئی نظر آتی ہے اور
مشرقیون کے (اس سے مراد مسلمان) سنگین قید سے بدرجہا مستحسن الخ ۔
پہر لکہتے ہین کہ عورتون کی حقوق کی غاصب دو باتین معلوم ہوتی ہین ایک اونکا

علم سے محروم رہنا اور دوسرا اون کی آزادی بالکل چھین جانا الغرض اسطرح کی تحریرین نہ صرف
یہی کہ انہی دنون بلکہ مدت دراز سے ہم اخبارون مین بڑی بڑی دلیلون کی ساتھہ دیکھتے ہین چونکہ
مسلمانون مین عورتونکا نامحرم کی نگاہ سے بچنا دینی فرض اور شرعی حکم ہے اور مسلمانون مین
ایسے ہی ایک اخلاقی تعلیم ہے کہ یہود و نصاری اور دنیا کی ساری قومین آنکھہ سلگتے ہین
ہین اسلئے دل سے کوشش کیجاتی ہے کہ کسیطرح یہی کمال پست حالی اسلام مین یہ فضیلت
مسلمانون مین مفقود کرنا چاہیئے اگرچہ اسلام مین جو تعلیم ہے قابل حسد ساری قومون کی ہے
لیکن اور تعلیمات ایسے ہین کہ اون مین کی بعض باتین غیر قومون مین سے بھی کسی کسی قوم مین
کم و بیش موجود ہین مگر یہ تعلیم باوجود اپنے بیشمار خوبیون کے ابتک کسی مذہب مین کامل
طور پر موجود نہین ہے ہم از روی رواج عام و ہم از روے وحی و الہام اگرچہ ناقص طور
پر دنیا کے کوئی قوم اس کی خوبی سے انکار نہین کرتے اور مین دیکھتا ہون کہ منجملہ ان نصرانی
خیالون کی کتنے ہی مسلمان بھی جو اس پست حالی مین اسلام کے وقعت کو بھول گئے ہین
چند سال سے برابر اخبارون مین عورتون کی آزادی کیواسطے اپنے اپنے مضمونونکو مشتہر
کرتے ہین تاکہ جب مسلمانون مین عورتون کی بے پردگی کا رواج عام ہوجائے تو وہ نہین اپنی
عورتونکو بے پردہ رکھنے مین کوئی شرم اور بدنامی کا مقام باقی نرہے یہ نہایت کم حوصلگی اور
پست ہمتی ہے عورتونکا پردہ مین رکھنا اسلام کی خاص خاصیت ہے جسنے اسے ترک کیا
وہ خدا کی آیتون کا انکار کرنیوالا اور اسلام کی عمدہ فضیلت کو مٹانے والا ہے پس اوسکے
گھر مین کسیطرح کا کلام نہین ہے اور عورتونکو پردے مین رکھنا اونکے واسطے قید نہ سمجھنا
چاہیئے یہ تو اون کی کمال راحت کا سبب ہے کیونکہ راحت اوسکو کہتے ہین جس مین انسانکا
دل قرار پکڑے اگرچہ بظاہر وہ قید خانہ ہی ہو ۔ پاے در زنجیر پیش دوستان ؛ بہ کہ
با بیگانگان در بوستان - دیکھو جنگلی آدمی کو شاہی محل مین ایسی ہی وحشت ہوتی ہے جیسے
کہ بادشاہ کو ویرانہ مین پس جو عورتین کہ پردے مین رہنے کی عادی ہین اونکو دروازہ کے باہر

قدم رکھنا ایسا ہی مشکل ہوجاتا ہے جیسا کہ آزاد کو قید خانہ کی اندر قدم رکھنا مکڑی اپنے
جالے کو ساری خدائی جانتی ہی اور سیپی قعر سمندر مین زندگی تمام کردیتی ہی مرغ قبلہ نما
جبتک اپنے گہر مین ہی قبلہ نما ہے تھمبر مسجد سے باہر لباطیون کی الماری بنجاتا ہے اسکے
سوا عورتین اپنے بچون کی خبرگیری اور انتظام خانہ داری کے واسطے ہین نہ یہ کہ عورتین باہر
پہرین اور مرد گہر مین چولہا پہوکین - پہر یہ کہ دنیا مین افضل تہذیب اور سب سے عمدہ تر
شائستگی وہی ہے کہ جو اولیاء اللہ اختیار کرتے ہین اور سب سے مقدم قناعت اور گوشہ
نشینی ہے - اور غیر سے بے تعلق ہونا - پس عورتین گوشہ نشین ہوکر جو غیر صحبت سے محفوظ
رہتے ہین اس عمدہ صفت مین وہ اولیاء اللہ کیساتہہ شریک ہوتے ہین اور ثابت ہوا کہ
فعل گوشہ نشینی بنفسہ ساری تہذیبون کی ماہے - اور بغیر اسکے کوئی تہذیب ممکن نہین یعنی
گوشہ نشینی تہذیب نفس کیواسطے اسقدر لازم اور ضرور ہے کہ بغیر اوسکے ترک افعال ذمیمہ محال عقل ہی
ہے اگر کوئی کہے کہ عورت جب گوشہ مین بیٹھہ رہے تو گہر کا کاروبار کون کرے تو اوسے
سمجہنا چاہئے کہ عزلت سے مراد صرف ایک جگہہ بیٹھہ رہنا نہین ہے اور اولیاء اللہ ایک ہی
جگہہ نہین بیٹھے رہتے ہین بلکہ تہجد سے عشا تک کام ہی مین لگی رہتی ہین باوجود اسکے وہ
گوشہ نشین ہین اسیطرح عورتین بہی باوجود کاروبار خانگی کے جبکہ گلی کوچون کی سیر یا خلط صحبت
غیر سے محروم ہین تو گوشہ نشین ہین پس ممکن ہی کہ آدمی تمام دن ہل جوتے اور گوشہ نشین رہے
اور ممکن ہے کہ انسان ایک ساعت کیواسطے قمار خانہ مین جائے اور آوارہ گرد کہلائے
پس گوشہ نشینی محض بیکار رہنے کو نہین کہتی بلکہ غیر سے قطع تعلق کرکے اپنی ہی کاروبار مین مشغول
ہونا یہی گوشہ نشینی ہے اور یہی طریقۂ اتقیا اور اولیاء اللہ کا ہے کیونکہ بدون کو صبر و
قناعت دشوار ہے جسطرح نیکونکو شورش اور ہنگامہ ناگوار ہے - پہاڑی لوگ برابر
زمین پر چلنے سے گہبراتے ہین جسطرح سطح زمین کے رہنے والے پہاڑون پر چڑہنے
سے عاجز آتے ہین مصرعہ ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔ لیکن عورتون کو

تو بہ نسبت اولیاء اللہ کی گوشہ نشینی سے زیادہ تر واجب ہے یعنے اگر اولیاء اللہ سے بعد
ترک عزلت کوئی کام ناروا ہو جائے تو پھر اپنی اصلی حالت کو عود کر سکتے ہین لیکن عورت
کی اگر ایکدفعہ ذرا بھی بدنامی ہو جائے تو ساری عمر وہ اپنی اصلی عزت کو پھر حاصل نہین کر سکتی
دیکھو مرد باوجود بیسیون عورتین رکہنے کے شریف کہلاتے ہین مگر عورت دو مردونکے پاس
جانے سے بہی پھر شریف عورتون مین بیٹھنے کے لایق نہین رہتی اور نہ صرف دو چار روز
بلکہ تمام زندگی پھر وہ پارسا نہین ٹھہر سکتی یہانسے ظاہر ہوا کہ جسطرح عورت نازک اندام
ہے اوس کی عزت اس سے زیادہ نازک ہے کیونکہ نازک اندامونکا ہر عضو ورم درد یا
پھوڑے پھنسی کی برداشت کر سکتا ہے اور بعد دوا معالجہ کے اکثر صحیح وسالم بہی ہو جاتا
ہے لیکن شریف عورت کی عزت ذرا سے داغ و دہبے کی بہی برداشت نہین کر سکتے
اسلئے عورت کو گوشہ نشینی ہزار جلیل القدر منصب سے بہی اعلی تر ہے کیونکہ ہر طرحکی
برائی سے بچنے کے لئے اس سے عمدہ اور کوئی تدبیر نہین ہے کہ عورت پردے مین
بیٹھے اور عجیب یہ ہے کہ مردون کی کثرت ازدواجی عورتون کی بدنامی کا باعث نہین ہوتی
بلکہ عورت کی بدنامی تمام خاندان کی ناک کٹ جانے کا باعث ہو جاتی ہے اسسے عورتونکی
گوشہ نشینی شریف کی لئے دنیا کے سارے کامون سے مقدم تر ہے ع کہ زن روئے
پوشیدہ بہ در نہفت ÷ اسکے سوا مرد اگر کسی عورت سے مانوس ہوا تو وہ اوسے اپنے گہر
لائیگا اور عورت اگر کسی سے مانوس ہوئی تو اوسکے ساتھ بھاگ جائے گی پس عورتکا
باہر نکلنا اوسے گہر سے نکالدینے کے برابر ہے اگر کوئی کہے کہ گہر مین ہمیشہ رہنے سے
عورتون کی تندرستی مین خلل واقع ہوتا ہے تو یہ قاعدہ طب کے بہی برخلاف ہے کیونکہ گرمی
مین جاڑون کی رعایت نہین کی جاتی اور بچونکو جوانون کی مقدار کے بموجب دوا نہین
دی جاتی ہی ہر مریض اپنے مزاج اور موسم اور سن اور عادت کے موافق دوا کا
مستحق ہوتا ہے اور اسکے خلاف اگر عمل مین آئے تو وہ دوا اوسکے حق مین سم ہو جاتی ہے

پس جو عورتین کہ گھر مین بیٹھنے کے عادی ہین اونہین باہر نکلنا بے اعتدالی ہے
دامن ہمالیہ کے باشندے دہلی تک آئین تو بیمار ہو جائین اور ہرگز نہ تندرست ہون جبتک
کہ وہین اپنے وطن کو نہ جائین یا مر جائین اسیطرح دہلی کے باشندے دامن ہمالیہ
مین ایک ہفتہ بھی اگر بسر کرین تو یقیناً جیتے گھر نہ پھرین پس گھر مین بیٹھنے والی عورتون کا باہر
نہ نکلنا ہی تندرستی ہی جسطرح باہر پھرنے والونکا ایک جگہہ چندے بیٹھہ رہنا مخل
صحت ہے طبیعت جس بات کی عادی ہو جائے اوسکے لئے وہی مقوی روح ہے
عورتون کا گھر مین بیٹھنا حرارت عزیزی کا محافظ ہے اور رطوبت غریزی کو ترقی بخشتا ہے
پھر یہ کہ خواہ گھر مین بیٹھنے والی عورتین ہون خواہ باہر پھرنیوالیان زندگی اور موت خدا
ہاتھہ ہے کوئی عورت باہر پھرنے والی اپنے وقت مقرری سے ایک ساعت زیادہ نہین
جی سکتی ہی اور کوئی عورت گھر مین بیٹھنے والی اپنے وقت مقرری سے ایک ساعت پیشتر
نہین مر سکتی ہے اور جب یہ حال ہی تو زندگی کے لئے صحت و تندرستی لازم ہے پس گھر
مین بیٹھنے والی عورتین اپنے زندگی کے دن پوری کرنے کے لئے ضرور ہے کہ بغیر باہر نکلے
بھی صحت و تندرستی سے ایام حیات بسر کرین ۔

جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے ہین کہ ونس صاحب کہتے ہین کہ انگلستان کے لوگ
اسکے سوا اور کچھہ نہین جانتے کہ اہل مشرق کی عورتین ہر ایک جگہہ اپنے خاوندون کی
لونڈیان ہین اور جن حرم سراؤن مین وہ رہتے ہین وہ اونہین قیدخانون سے کم نہین
مگر صاحب موصوف اس بات سے انکار کرتے ہین اور یہ ثابت کرتے ہین کہ مسلمانون کی
عورتین بہت با اختیار ہوتی ہین حرم سرا کے قیدخانہ ہونے کا تو کیا ذکر ہے بلکہ وہ
اونکے واسطے ایک ایسا مقام آزادی ہے جہان اونکا خاوند بھی ایک اجنبی آدمی
معلوم ہوتا ہے جونہین خاوند دہلیز پر قدم رکھتا ہے وہین اوسے معلوم ہوتا ہے کہ
مین آقا اور مالک خانہ نہین ہون بچے اور نوکر اور لونڈی غلام سب بی بی کی تابعداری

کرتے ہین القصہ تمام گہر مین وہی بڑی ہوتی ہی اگر اوسکا مزاج درست ہی تو گہر مین خوشی
ہوئی اور اگر اوسکا مزاج بگڑا ہوا ہوتا ہے تو سب گہر مین لرزان اور ترسان ہوتے ہین
(مویدالاسلام صفحہ ۱۸۰) ایک اور فائدہ عورتون کی گوشہ نشینی مین یہ ہے کہ انسان جبتک
کسی چیز کو نہین دیکہتا اوس کی کامل رغبت دل مین نہین ہوتی ہی پس عورت باہر نکلکر جب
طرح طرحکا سامان دیکہکر اوس کی شائق ہو اور مرد محتاجی کے سبب نہ بہم پہنچا سکے تو لامحالہ
دونون مین حجت و تکرار پیدا ہو گی اس سبب سے عورت کی پردہ نشینی ہر حال مین بہتر ہے
کہ وہ باہر جاکر کسی چیز کو دیکہے گی اور نہ اوسکے حاصل ہونے کی تمنا کریگی کیونکہ عورت کے
فرمائشونکا بہم پہنچانا مرد کے ذمہ ہے نہ یہ کہ مرد کی فرمائش عورت کے ذمہ۔ پس مرد
اپنی ناکامی مین صبر بہی کر سکتا ہے لیکن عورت کو باوجود اہتمام مصارف ذمّہ شوہر صبر
کرنا دشوار ہوگا اس سبب سے عورت کا گہر مین بیٹہنا نہایت مناسب ہے قطع نظر ان سب
باتونکے عورتونکا پردے مین رہنا قانون فطرت کے بہی نہایت مطابق ہے دیکہو جب کبہی
غیر عورت ضعیفہ سے بہی باتین کرتے ہین تو بار بار شرم سے وہ اپنی آنکہہ نیچے کر لیتی ہی
برخلاف مردونکے کہ وہ عورت کی تو کیا حقیقت ہے کسی مرد سے بہی بات کرنے مین آنکہہ
نیچی نہین کرتی پس اگر عورت کو پردہ ضرور نہین ہی تو یہ شرم عورتنکو خدا نے کیون عطا کی
اسکے سوا ہندؤن مین اگرچہ عورتین باہر نکلتی ہین مگر اونمین گہونگہٹ کا رواج یہ ظاہر کرتا
ہے کہ پردہ کی وہ بہی محتاج ہین یعنے اگر پردہ ضرور نہین ہے تو گہونگٹ سے مُنہہ
چہپانیکی کیون ضرورت ہوئی اور جب کہ گہونگٹ سے مُنہہ چہپانا ضرور ہوا تو پردہ کی ضرورت
ثابت ہوئی خواہ کپڑے سے خواہ جہونپڑے مین خواہ محل مین اور کشمیری عورتین اپنا ماتہا
اور تمام مُنہہ اسطرح چہپاتی ہین کہ سر سے پاؤن تک سوا آنکہون کی پتلی کے کچہہ بہی
کہُلا نہین رہتا ہے پس اگر پردہ مستحسن نہین ہی تو یہ غیر قومین باوجودیکہ اپنی کتب مذہبی
سے یہ تعلیم نہین پاتین از روے عقل اور از روے تجربہ اسے کیون ایسا پسند کرتی ہین

کہ اون مین کی ساری عورتین اس عادتکی پابند ہوگئی ہین لیکن انگریزون مین قومی دستور
کے موافق البتہ گھونگٹ وغیرہ کا رواج نہین ہے اس کی وجہہ یہ ہے کہ انگلستان مین
مردون اور عورتون کی بے تکلفی کمال ترقی پر ہے یعنے مردون اور
عورتون کا ایک تالاب مین ننگے ہوکر نہانا اون مین کچھہ عیب نہین
ہے - لیکن یہہ ہنر نہ سمجھنا چاہیے - اور ضرور نہین ہے
کہ اون کا کوئی کام بہی تہذیب اور شائستگی کے خلاف نہ ہو
چنانچہ اس بے پردگی کے نتیجے بہی اسقدر انگلستانمین ظاہر ہوتے ہین کہ شاید
اور ملکون مین اسقدر نہونگے - ایرش ٹائمیس مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۷۱ع مطبوعہ ڈبلن سے
دریافت ہوا کہ انگلنڈ خاص مین بحساب تین ہزار سالانہ بچے بیگناہ قتل ہوتے ہین کیونکہ
دس برس مین تیس ہزار معصوم قتل ہوئے تکئے چہوٹے چہوٹی قبرون سے بہرے ہین
مگر تین ہزار اون مین سے بیکفن مدفون پہینکے گئے بعضے گرجا گھرون مین بعضی اصطبلون مین
بعضے مکانون کی چہتون پر بعضے خالی قبرستانون مین بعضے کاغذات سے صندوقون مین
بعضے نالون مین اور میزابون مین گھر کا کوڑا پہینکنے کے مکانون مین گھورون پر گڈھیون اور
خندقون اور تالابون مین مکانون کی نیومین ریل گاڑی مین نشستگاہون کے تلے بعضے
ریلوے گھر مین جہان اسباب رکھا جاتا ہے وہان پوٹلی مین بندہے ہوئے کاغذ مین لپٹے
ہوئے اور رستون اور خندقون مین ننہی ننہی لاشین پاخانونمین ٹکڑے کئے ہوئے بدانونمین ملتے ہین معلوم
نہین کہ کتنے بیگناہ مقتول بچے ندیون مین اور دریاؤن مین ڈبوئے گئے کہ جنکا نشان
بہی نہین ملا سال گذشتہ مین لندن جو پایۂ تخت انگلنڈ ہے فقط اسکے رستون مین چار
سو اکیاسی لاشین ننہے ننہے بچون کی پڑی ملین یہان بہت ایسی عورتین اور بعضے مرد
بہی ہین جو دیکھنے مین بہلے آدمی ہین انکا پیشہ یہہ ہے کہ بچون کو ماؤن سے لیکر اپنے
گھرون مین پالنے کو لاتے ہین اور با اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بہوک سے پیاس سے

یا استعمال زہر وغیرہ سے بچونکو ہلاک کرتے ہین بعضے مائین حرامکار ایسے ہین کہ وہ چہہ سو
ہزار روپے تک ان قتالون کی نذر بخوشی کرتے ہین کہ بچون کی صورت نہ دیکہین ایسے پیشے
والے لوگ جو بچونکو لیتے ہین عجب عجب اصطلاحین انکی ہین بچونکو سسک سسک کے ایکمدت
مین مارنا انکے نزدیک اوسکے گہر کو بہیجدینا ہے انکو فاقہ اور بہوکہ مین رکہنا ان کی اصطلاح
مین روزی دہندہ کو امداد پہونچانا ہے میزاب مین دفن کرنیکو انکے ہان نقل مکان کہتے
ہین زہر سے بچونکو بیہوش کرنا اور ہمیشہ حالت بیہوشی مین رکہنا انکے ہان خاموشی کہلاتی
ہے ان لوگونکو انگریزی مین زارع الاطفال کہتی ہین یعنے بچونکی زراعت کرنیوالی ان
ظالمون کی بہی درجے ہین بعضے غریب گندہ مکانون مین ایک ایک ڈربے مین سات سات
بچون تک بند رہتے ہین بعضے اچہے مکانونمین جو فراخ اور کشادہ ہین بہی رہتے ہین افیون کا عرق یعنے لاڈنم اون
بچونکو جو زندہ ہین اکثر خاموش رکہتا ہے نہ روتے ہین نہ چلاتے ہین یونہی گہل گہل کر مر جاتے ہین دو تین پونڈ یعنے
بیس پچیس روپیہ جو اس ملک مین نہایت ہی کم ہین فی ظالم عورتین لیکر ماؤن سے وعدہ
کرجاتی ہین کہ پہر وہ اپنے بچون کی صورت کبہی نہ دیکہینگی اور یہ قطار خوشی سے دیتے
ہین اے لعنت خدا کی کہ ایک لحظہ کے عیش غلیظ پر خون بیگناہ اپنے بچون کا اپنی گردن پر
لیتے ہین اور سوال (بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ) یعنے کس گناہ پر قتل کئے گئے۔ سے نہین
ڈرتی ہین جو روزنامہ صاحبان کمشنران محافظت اطفال کا اس مین ایسے حوادث جانکاہ
بہرے ہین کہ اعادہ ذکر آن ناکردن اولی تر است٭ اگرچہ ہزارون اسطرحسے قتل ہوتے
ہین تب بہی وہ نطفہ حرام جو زندہ ہین تعداد مین بیشمار ہین یہ حال جو لکہا گیا فقط انگلنڈ
کا تہا۔ اسکاٹلنڈ ویلز اور آیرلنڈ جو اور اجزا اس سلطنت کے ملے ہوئے ہین اسمین
نہین داخل ہین ورنہ فقط ویلز مین مجکو یاد ہے کہ ایکسال عدد اولاد نکاحی ایک ربع اور
ولد الحرام قریب تین ربع کے تہے۔ ہندمین ایام غدر مین جو چند سپاہیان فوج انگریزی
نے آتش غضب اور غصے مین چند بیگناہ بچونکا خون کیا تہا اسپر ہندو اور ہندی سب

اہل انگلستان کی نزدیک بلکل گنہگار اور روسیاہ ٹہر گئے اور گیہونکے ساتہہ گہن بہی پسے مگر یہ
معصوم بچے جو ولدالزنا اور ولدالحرام ہزارہا خود پایۂ تخت انگلستان مین حلال ہوتی ہین
اور قاتل اونکے آتش غضب اور غصے سے ہین بلکہ محض شرم بیجا اور نفع دنیوی کیواسطے
ان گلونکو خون منی لال کرتے ہین اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ اس جرم اور اوس جرم
مین دیکہو کتنا فرق ہی ؎ تفاوت از زمین تا آسمان است ۔ تمت کلامہ از اودہ اخبار
نولکشور مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۷۱ع نمبر ۹۲ جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۱ پس انگریزون کی صحبت سے
اون کی سیکڑون اچھی باتین چہوڑکر کیا ضرور ہے کہ ہم صرف اونکے عیبونکو چُن کر سیکہہ لین
اور ابتو اون مین بہی روز روز عورتون کی آزادی سے اجتناب ہوتا جاتا ہے چنانچہ
اسی نور افشان مین لکہا ہے کہ انسان کی شہوانی نفسانی قوائے عقلی یا روحانی پر
اکثر غالب مانے گئے ہین پس ایسا فعل جو زیادہ تر شہوتون کی خوش کرنے کے لئے
ہے موضوع ہو کیونکر کہا جاوے کہ وہ آدمی کی دلکو ناپاک خیالون سے محفوظ رکہہ سکتا ہے
مثلاً ناچ کی محفل مین جب حسین حسین لیڈیان زرق و برق نیم تنہ چست پوشاک جس سے
چہاتی تک کا اوپر کا جسم صاف برہنہ نظر آتا ہے پہنکر جوان مردون کے ساتہہ ہم بغل ہوکر
ناچتی ہین توکیا سب کی سب ایک ناموس شکن آفت سے بچ سکتی ہین انتہے۔ یہہ جعفر
یادری صاحب نے فرمایا کہ انسان کی شہوانی نفسانی قوای عقلی یا روحانی پر اکثر غالب
مانے گئے ہین انتہے۔ اور حضرت عیسے فرماتے ہین کہ جو کوئی شہوت سے عورت پر
نگاہ کرے وہ اپنے دل مین اوسکے ساتہہ زنا کر چکا (متی ۵ باب ۲۸) پس بحجاب
عورتون کا آنکہون سے زناکار ہو جانا تو ثابت ہوا کیونکہ زنا مرد و عورت دونوکو آلودہ کرتا ہی
پس عورتون کی بے پردگی کا ایک نتیجہ تو یہی ظاہر ہوگیا کہ سارے عیبون سے پہلے
زناکاری کا خطرہ اونکے ساتہہ لگا ہوا ہے خواہ آنکہون سے ہو خواہ زبان سے
کشف الاخبار بمبئی مطبوعہ ۹ نومبر ۱۸۷۲ع جلد ۲۰ نمبر ۴۶ مین لکہا ہے تریا چرتر جبکا

نام ہی اسی قسم کا یہ ایک تازہ کلام ہے میل ولایت کے ساتھہ آئی ہوئی خبرون سے معلوم
ہوا کہ فرانس کی شہر پارس مین ایک امیر دولتمند عورت نوجوان بہت خوبصورت پری تمثال
کیا ہہ شادی کی تہی اوس لعبت فرنگ کے ادائے دلربانہ اور کرشمۂ محبوبانہ سے فریفتہ
ہو کر بہت خاطرداری کرتا تہا اور دستور آزادی عورات کے موافق سیر اور ہوا خوری
کے واسطے ایک گاڑی فٹن اور گہوڑا ہی بہت اچہا برق دم صبا رفتار مع ساز و سامان
اوس نازنین گل بے بو کی سواری کے لایق خرید کر تیار کر دی تہی اور بنظر دانائی کے ایک
کوچبان بدشکل سیاہ فام مثل صبح کے مقابل شام کہ خوبصورت عورت کی صحبت مین نوکر
صورت وار نہ چاہیئے نوکر رکہہ دیا تہا اوس گاڑی پر وہ میڈم صاحبہ سوار ہو کر سیر کو جایا
کرتی تہی تہوڑے دن کے بعد امیر مذکور کو اوس عورت شیطان خصلت کے باب مین
بہت طرح کی خبرین نالائقی اور بے وفائی فعل قبیحہ سماعت مین آنے لگین کیونکہ عورت
نابکار بدکارہ نے اوس کی تمام خاطرداری اور صرف کثیر و حق محبت کو فراموش کر کے شیوۂ
نمکحرامی اور بیوفائی کا اختیار کیا تہا کار شیطانی سے مُنہہ کالا کرتی تہی یہ سُنکر
اوس امیر نے دریافت حال کرنے واسطے اسطرح کی تجویز ٹہرائی کہ ایکدن اوس
نوکر کوچبان کو کسی دوسرے کام پر بہیجدیا اور مڈم خود مختار شیطان سیرت کے دریافت حال کیواسطے
اس کی سواری سیر کیوقت کوچبان کے سب کپڑے امیر نے خود پہنے اور مڈم بدکارہ کی
روسیاہی دیکہنے کو اپنا مُنہہ بہی سیاہی وغیرہ سے کالا کر کے بالکل مثل کوچبان کے
بنایا گاڑی طیار کر کے دستور کے مُوافق دروازہ پر لایا عورت مکارہ تو اپنے اشتیاق
لذت نفسانی اور آغوش نشینی یار جانیکے واسطے اول ہی سے بن ٹہن کے انتظار
بیٹہی تہی گاڑی آنے کے ساتہہ ہی فوراً سوار ہو کر روانہ ہوئی امیر کوچبان گاڑی
ہانک کر لیچلا مڈم کے حکم کے بموجب مقام لیوی مین گاڑی لیگیا اوس جگہہ مین پُہنچے
ہی ایک شخص نوجوان صاحب جمال جو وہان منتظر کہڑا تہا گاڑی مین آ کر مڈم

تربیت یافتہ کے پاس کمال اشتیاق سے بیٹھہ گیا عورت نی اپنے کوچبان امیر کو حکم دیا کہ
بلور نام کی جگہ مین جہان بغیر شادی کی کنواری نوجوان مرد سب جمع ہوتی ہین گاڑی لیچلو
امیر مذکور عورت کے حکم برداری کرکے گاڑی وہان لیگیا جب وہ عورت اور اوسکا دوست
گاڑی سی اوترکر اوس مکان کے اندر گئے اونکے پیچھے صاحب بھی گیا وہان جاکر اون
سینکڑون آدمیونکے مجمع عام مین گھوڑا ہانکنے کا چابک ہاتھہ مین لیے گیا تھا یکبارگی اوس
نازنین بیوفا کے جسم پر متواتر سیکڑون چابک لگا دیے اتنا پیٹا کہ فرش زمین کر دیا یہ دیکھکر
وہ عورت مستانی اپنے حسن کی خوبی اور یار دلپسند کا جوش ہم آغوشی سب بہولکر چیخین مارنے لگی
بیتاب ہوکر بلبلا گئی اور اوسکا وہ عاشق نوجوان یہ حال دیکھکر بالکل نادم اور ششدر ہو گیا
جس جگہ تک گیا تھا حالت سکوت مین پتھر کی تصویر کے مانند بے حس و حرکت کھڑا ہو رہا اور
اپنی گاڑی لیکر اپنے گھر کو چلا آیا یہ حال جب اوسکے کوچبان نی سُنا تو دوسرے دن
صاحب مذکور کو ایک چٹھی لکھہ کر ظاہر کیا کہ تمنے میرے کپڑے پہن کر مجھکو عیب لگایا اسواسطے
اب تمہاری نوکری مین نہین کرونگا سچ ہے عورتون کی آشنائی کا یہ بہت اچھا فائدہ ہے
انہین صاحب ونیٹی فیر کو خبر پہونچی کہ الفانسو شاہ اسپین کسی کرنیل کی بیٹی پر عاشق ہوئے
کرنیل مقام جنگ پر مامور تھا کرنیل کی گہر مین بادشاہ کی آمد و رفت کا چرچا ہوا تو اوسکے
بہائی نے اطلاع دی کرنیل مقام جنگ سے نکلکر شہر کو آیا اور کسی مقام مین چھپا رہا
بادشاہ کے ہمراہ ایک ڈیوک بھی رہا کرتے تھے دونون کے آنے کی خبر رکھکر کھینچ کو
بار کیا ہوا گھس پڑا اور بادشاہ پر چوٹ کی قضارا گولی نہین لگی تو بار ثانی بار کرنے سے پیشتر
ڈیوک نے پیشدستی کر کے گولی سے کرنیل کا کام تمام کیا یہ دو فیر کی آواز سنکر پولیس
والے دوڑ آئے اور بادشاہ اور ڈیوک کو دیکھکر پسپا ہوئے اور یہ دونون اپنے گھر سلامت
پہونچے آخر یہ بات مشہور کی گئی کہ کرنیل نی حالت جنون مین خودکشی کر لی انتہے (از اخبار
جریدہ روزگار مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۸۸۵ء جلد ۱ شمارہ ۱۱) غرض بے پردگی کے ایسے ہی

[illegible] عورتون کی بیحجابی پر
اب غیرت آچلی ہے چند روز مین یہ غیرت ترقی کرکے ان کی عورات کو بہی پردے مین
بٹہادیگی کیونکہ انجیل مین بہی عورتون کی بیحجابی پر صریح ملامت ہے چنانچہ اول قرنتیون کے
۱۴ باب ۳۴ مین ہے تمہاری عورتین کلیسیا مین چپکی رہین کہ اونہین بولنے کا حکم نہین ہے
بلکہ چاہیے کہ فرمانبردار رہین جسطرح شریعت مین (یعنے توریت مین) بہی لکہا ہے اگر وہ کچہہ
سیکہا چاہین (یعنے علم دین) تو گہر مین اپنے شوہر سے پوچہین کیونکہ شرم کی بات ہے کہ عورتین
کلیسیا مین بولین انتہے پس عورتون کا بیحجاب پہرنا بڑے خطرہ کا مقام ہے فریب نہ کہاؤ
بری صحبتین اچہی عادتون کو بگاڑتی ہین (اول قرنتیون کا ۱۵ باب ۳۳) اور جسطرح ہندؤن مین
گہونگٹ کا دستور اسیطرح عیسائیون مین بہی عورتونکو منہہ چہپانے کا تاکیدی حکم ہے کہ جس سے
پردہ کرنے کا اشارہ پایا جاتا ہے چنانچہ اول قرنتیون کی ۱۱ باب ۵ و ۶ مین ہے کہ ہر عورت جو
بغیر سر ڈہانپے دعا یا نبوت کرتی ہے سو اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ اگر عورت اوڑہنی
نہ اوڑہے تو اوس کی چوٹی بہی کاٹی جاوے پر اگر عورت چوٹی کاٹنے یا سر منڈانے سے
بے حرمت ہوتی ہے تو اوڑہنی اوڑہی انتہے چونکہ عورت ہمہ تن ستر اور سراسر شرم ہے
چنانچہ لفظ عورت کے معنے یہی ہین اسے اپنے سب اعضا کا چہپانا لازم ہے اسلیئے
انجیل مین لکہا ہے کہ جوان رانڈون کو کنارہ کردے کیونکہ وہ جب مسیح کے برخلاف
نزاکتین جتاتیان ہین تو بیاہ کیا چاہتیان ہین سوا اسکے وہ آلسی ہو کر گہر گہر دوڑتے پہرنا
سیکہتے ہین اور فقط آلسی نہین بلکہ بکواسی اور ہر کام مین دخل کرنے والی ہوتی ہین اور بیجا
باتین بکتی ہین اسواسطے میری مرضی یہ ہے کہ جوان رانڈین بیاہ کرین بچہ جنین اور
گہر کا کاروبار کرین اور مخالف کو لعن وطعن کرنے کی جگہ ندین (اول تمطاؤس ۵ باب ۱۱ وغیرہ)
پس اس جگہہ کسیقدر عورت کے زناکاری کی شکایت نہین کی لیکن بیحجاب پہرنے کے نتیجہ پر نظر
کرکے یہ نصیحت لازم ہوئی علاوہ اسکے خدا نے بہی کسی عورت پر کوئی کتاب کبہی نازل

نہین کی اسلئے انجیل مین لکھا ہے کہ چاہئے کہ عورت چپ چاپ کمال فرمانبرداری سے سیکھے
اور مین پروانگی نہین دیتا کہ عورت سکھلاوے اور شوہر پر حاکم بن بیٹھے بلکہ خاموشی کیساتھ
رہے کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا بعد اوسکے حوّا اور آدم نے فریب نہین کھایا پر عورت فریب کھا کر
گناہ مین پہنچی انتہے (اول طمطاؤس ۲ باب ۱۱-۱۴) یہان سے عورت کا ناقص العقل ہونا
بہی کامل پر طور پر ثابت ہوا پس چاہئے کہ جسے اپنے ناموس کی حفاظت منظور ہے وہ اپنے
گہر کی عورتونکو ہرگز باہر پہرنے نہ دے چنانچہ دوسرے مقام مین لکھا ہے کہ جوان عورتونکو
ہوشیار کرین کہ وے اپنے شوہرون اور بچون کو پیار کرین ہوشیار اور پاک دامن اور
گہر مین رہنی والیان اور نیک مزاج اور اپنے شوہرون کے کہنے مین ہووین (طیطس ۲
باب ۴ و ۵) اور کتاب جامعہ الفرائض جو عیسائیون مین نہایت مقبول اور مشہور ہے
اوس مین عورتون کی پردہ مین رہنے کی فضیلت منظور ہے اور نہ صرف یہ کہ انجیل مین
بلکہ توریت مین بہی پردہ کرنے کی فضیلت موجود ہے چنانچہ کتاب پیدائش ۲۴ باب ۶۵ مین ہے
کہ اوسنے یعنے حضرت بی بی ربقہ نے نقاب ڈالا اور اپنے تئین چہپایا انتہے پس اگر یہ فعل مستحسن نہین
ہے تو اوس عالی رتبہ بی بی نے اسے کیون استعمال کیا اور نہ صرف یہی بلکہ جب تین مرد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے پاس ممرکی بلوطان مین آئے تو وہین اجنبی جانکر حضرت بی بی سارہ
خیمہ سے باہر نہ آئین چنانچہ لکھا ہے کہ اوسکے پیچہے خیمہ کے دروازہ مین سارہ اسکے سُنتی
تہی (پیدائش ۱۸ باب ۱۰) اب ملکی دستور اور عقلی امتیاز اور قانون فطرت اور الہامی تعلیم اور
مصلحت وقت کے بموجب عورتون کے لئے پردہ کی ضرورت شدید تو ثابت ہوئی
لیکن قطعی حکم جس مذہب مین پردہ مستورات کیواسطے ہے وہ صرف مذہب اسلام ہے کہ فرمایا حق تعالی نے قل للمومنات
یغضضن من ابصارہن الخ- اور مسلمانون مین عورتونکے واسطے جسقدر پردہ کا رواج ہے کسیقوم مین نہین
ہے اس فضیلت مین مسلمان لوگ بے مبالغہ محسود خلائق ہو رہے ہین اگرچہ سب قوم مین عورتونکو پردہ مین
رکہنے کی فضیلت سے واقف ہین لیکن اس سے بہرہ یاب نہین ہین مگر خدا نے مسلمانون کو اسباب غیبی مین

ہر اوسکا نصیب بنایا جسطرح بہشت کی خوبیون سے ہر قوم کے لوگ واقف ہین مگر اوسمین
داخل ہونے کی مستحق نہین ہین اسیطرح پردۂ مستورات کے باب مین مسلمانون کا حال
بہ نسبت دنیا کی تمام قومون کے سمجھنا چاہیے اب ایک بات پر اس مضمون کو ختم کرنا کافی
ہے کہ حاملہ ہونے اور حیض و نفاس کے دنون مین عورتون کو گھر مین بیٹھنا ناگزیر ہوتا
ہے اس سے ثابت ہے کہ خدا نے عورتون کو گھر ہی مین بیٹھنے کیواسطے پیدا کیا ہے
نہ یہہ کہ مردونکو پس از روئے قانون خلقت عورت گھر مین بیٹھنے کیواسطے ہے نہ کہ
مردون کی طرح باہر پہرنے کے واسطے اب دیکھا کہ قرآن مین جو عورتون کو پردہ کرنیکا
حکم ہے اس کی مصلحتین تمام دنیا کے اقرار سے کسقدر ثابت ہوئین کہ تمام بت پرستون
اور یہود و نصاریٰ کی اس فضیلت کو حاصل کرنے کے واسطے رال ٹپک پڑی ہوگی
مگر افسوس جبکہ یہ قرآنی تعلیم سے خصوصیت رکھتی ہے تو سب غیر قومین اس مرتبے
کے پانے سے ناامید ہین جبتک کہ اسلام کو نہ قبول کرین اور تعلیمات قرآن کو اپنا
دستور العمل نکرلین افسوس کہ ایسے عام اور مشہور فضیلت اسلام پر بہی یہود و
نصاریٰ وغیرہ اسلام کو قبول نکرین اور ہمیشہ خجالت اور شرمندگی اور آنکھہ سامنے
نکرنے مین جو کہ عورتون کی بے پردگی کے نتیجے ہین زندگی بسر کردین اس سے زیادہ
بدنصیبی اور کیا ہوگی۔ توبوا الی اللّٰہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون۔

فصل ۸

ازجانب امام فن مناظرہ اہل کتاب سیدنا ناصر الدین محمد ابو المنصور
والد ماجد مصنف کتاب ہذا

آج کل ہندوستان مین یورپ کی تہذیب نہایت مرغوب ہے انگریزی لباس نے وہ شرف
حاصل کیا ہے کہ جو لوگ ہندوستان مین اول درجہ کے فلاسفر مشہور ہین اونکی

اس لاثانی لیاقت وعظمت کا پہلا نشان کرتی پتلون پہننا ہے بلکہ غالباً یہی ایک لباس
انگریزی اونکی عمدہ لیاقتونکی ثبوت کیواسطے کافی ہے جیسے ہم غریبون مسکینونکے پاس کوئی شخص
مکلف لباس پہنکر آئے تو خواہ ایک جاہل اور رذات کا جولاہہ کیون نہو مگر اوسکے زرق
برق پوشاک کے رعب مین آکر ہمین ضرور ادب کرنا اور اوسے سب سے بڑا ذی لیاقت سمجھنے پڑتا ہے
اسیطرح انگریزی لباس پہننے والونکو بہی جب ہم چرٹ منہ مین لگائے ہوئی بگہی یا انگریزی زین
پر سوار ڈام فول کہتے ہوئی لحظہ لحظہ گہڑی پتلون کے جیب سے نکالکر دیکہتے ہوئی ہندوستانیو نسے
نفرت انگریزون سے گڈ مارننگ کرتے ہوئی دیکہتے ہین تو وہ اگرچہ بے لیاقتی مین تمام جہان سے
گئے گزرے ہوے کیون نہون اونکے ہاتھ کے ہنٹر کا ایسا رعب غالب ہوتا ہے کہ بیساختہ جہککر
سلام کرنے اور یورپ کے سب سے بڑے فلاسفرونمین سے اونہین سمجہنے پڑتا ہے یہ مین نے اپنی خام
خیالی کو یہان ظاہر کیا ہے اگر کوئی دوسرا شخص اسکے خلاف ہی اون فلاسفرونکی ساتہہ عملدرآمد
کرتا ہو تو دوسری بات ہے لیکن ہم غریب غربا لوگ اُن بڑے رتبہ والونکو فقط دور سے دیکہکر اسلام
کر لیتے اور اتنی مجال نہین رکہتے ہین کہ اس سے زیادہ اُنکے حسن معاشرت کی کیفیت کو معلوم
کر سکین اگرچہ بعضے معتبرونکی زبانی انکا پتلون پہننے کے سبب اہل یورپ کیطرح کہڑی ہو کر
پیشاب کر لینا اور پاخانہ کے چوکی کیجگہ پاٹ پر جہکی پاخانہ پہرنا بہی سنا ہے اور جب یہہ
سب کچہہ ہے تو کاغذ سے چوتڑ پونچہنے مین پہر کیا کلام ہے لیکن بعضے اخبارونمین جو کوائف تہذیب
یافتگان یورپ درج ہوتے ہین ہملوگ بہی بنظر استفادہ پڑہ لیتے ہین اور سمجہتے ہین کہ
ان نئے تہذیب یافتگان ہندوستان کے طرز معاشرت ایسیہی ہونگی چنانچہ انہین دلونکی
بعض اخبارات مین سے چند حکیمانہ باتین انتخاب کرکے ناتجربہ کارون کے فائدہ کیواسطے
لکہنا ضرور ہوا (۱) گہوڑے اور گدہے اور خچر کا گوشت پیرس کے بازارونمین بکنا شروع ہو گیا
تقریباً بیس ۲۰ دوکانین جاری ہوگئین اسواسطے یہ جانور گران ہیں (۲) نسبت تربیت یافتہ
اضلاع کے بلجیم نے ایک عجیب طریق چوری کہانیکا نکالا ہے یعنے گم بلوکس سلطنت بلجیم مین

چوہی کہانیوالونکی ایک سوسایٹی قایم ہوئی ہے جسمین ہفتہ وار ممبر فراہم ہوتے ہین اور پکے ہوئے
چوہے بڑے آب وتاب کیساتہہ رکابیون مین چُنے جاتے ہین اور اہل ذالقہ اونکو نہایت
رغبت کیساتہہ کہاتے ہین (روزنامہ پنجاب) اگرچہ حضرت یسعیاہ اپنی کتاب کے ۶۶ باب مین
فرماتے ہین کہ جو سور کا گوشت اور مکروہ چیزین اور چوہا کہاتے ہین وہ سب کے سب فنا ہوجاینگے
خداوند فرماتا ہے انتہی لیکن باوجود اس آیۃ کتاب یسعیاہ کے یورپ مین اب چوہا کہانیکا رواج
ہوتیکی وجہ یہہ ہے کہ اگلا حکم اسلیئے کمزور اور بیفایدہ تہا اوٹہہ گیا (عبرانیونکا ۷ باب ۱۸)
(۴۳) پیرس کا جارڈن ڈی انگلشمین چاہتا ہے کہ کتونکی بچونکا گوشت عام طور پر کہایا جاوے
آنیلگے چنانچہ پہلا جلسہ کتونکی کہانیکا اس ماہ مین ہونیوالا ہے مگر پیرس والونمین ایک بات کی
کمی ہی وہ یہ کہ چین والے کہانیکو ایسے گئے کہ اونکو تنفر ہیگا ایک روپیہ سیر کا گای یا بیل کا گوشت
کہلا کر پالتے ہین یہ بات فرانس والے شاید نکر سکین (روزنامہ پنجاب مطبوعہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۵ع
صفحہ ۷ ۴۴) اب دیکہیے کہ بعضے سعقل اور دہقانی اسکی خوبیکو کب پہچان سکین کتے مین
بہت سے نیک خصایل ہین مثلاً قناعت کہ اپنے مالک کے دیے ہوئے ٹکڑے پر گزارا کرتا ہے
پہر وفاداری پہر شب زندہ داری کہ تمام رات چلاکر صبح کردیتا ہے پہر قوت دماغ پہر انسانسے
انتہادرجے کی محبت وغیرہ پس اگر ہر غذا انسانکی بدن مین گرم یا سرد تاثیر کرتی ہے تو کتے کا
گوشت بہی کہانیوالونکی دلمین کتے کے یہہ سب اوصاف حمیدہ ضرور پیدا کریگا پس اسکے
لئے اگر دو روپیہ سیر کا گوشت گائی وغیرہ کا کہلا کر کتے پالے جائین تب بہی صریح فائدہ ہے
اگرچہ توریت مین فاحشہ کی خرچی اور کتے کی قیمت تک کو ناپاک لکہا ہے لیکن بچنا اور بات ہے
اور نوش فرمانا اور بات ہے اور ملانونکا منہ بند کرنیکے لئے تو یہی دو باتین کافی ہین کہ اگر
اونہین کا قول صحیح مان لین تو کتے کا گوشت کہانیکی ایک گناہ کو از روی نیچر بیشمار خوبیون
پر ترجیح نہین ہوسکتی ہے (۴۴) امریکا مین ایک ڈاکٹر صاحب نے چند دوستونکی دعوت کی
اور اونکے واسطے اپنی حکمت سے پرانی جوتیون سے جیلی اور قسم جیالٹی سے قہوہ تیار کرائے

انکو کہانا کہلایا جب وہ دوست جیلی کہا کر قہوہ پیکر اکل و شرب سے سیر ہوئی تو اوسکی مزہ کی تعریف کی ڈاکٹر صاحب نے ہاتہہ جوڑ کر جواب دیا کہ یہہ سب آپ ہی کے جوتیوں کا صدقہ ہے صاحب نے سچ کہا ہے ترکیب جیلی بنانیکی یہہ ہے کہ جوتیوں کو پہلے خوب صاف کیا بعد ازان انکو سوڈا کے ساتہہ اُبالا اور اوپر سے اتنا بوجہہ ہوا کا دیا جتنا کہ دو چند کُرہ باد کا ہو جو تیزاب چمڑے کا تہا وہ سوڈا کے ساتہہ ملکر تہ نشین ہو گیا اور جیلی کے مزہ کا جو مادہ تہا وہ اوپر اوٹہہ آیا اوسکو لیکر سوکہا ڈالا بعد ازان اوسکو مصالح مناسب دیکر شیر دکیطرح پکا لیا تو جیلی بنگئی (از نور الابصار نمبر ۱۱ جلد ۲۴) اب دیکہئے کہ ہم لوگ اپنی بے تمیزی سے کسقدر نقصان کرتے رہتے ہین آٹہہ آنہ یا چہہ آنہ کو بکری کی کہال سوداگرون کے ہات بیچ ڈالتے ہین اور جب انگلستان سے وہی کہال بڑی آب و تاب کے تیار ہو کر آتی ہے تب پہر اوسی کہال کو روپیہ خرچ کر کے مول لیتے ہین لیکن اسی کہال کی جوتیون سے پورانی ہو جانیکے بعد جو جیلی تیار کیجاتی ہے اگر ہندوستان مین بکنے کو آوی تو شاید نامہذب لوگ اوسکی قدر نہ پہچانین مگر ترتیب یافتہ عالی دماغ لوگ ان پورانی جوتیونکی جیلی کو روپیون کیجگہہ اشرفیان دیکر خریدنا غنیمت سمجہین اور اپنے قدماء پیران مشرب کے نذر نیاز بہی اسی شیرینی جیلی پر ثواب عظیم جانین فی الحقیقت + قدر گوہر شہ بداند یا بداند جوہری + جوار باجرا کہانیوالے ان نعمتون کی قدر کیا پہچان سکتے ہین

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ فِتْنَةِ مَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

فصل

عیسائی علما کے استفتا پر جناب امام فن مناظرہ اہلکتاب کے دستخط

پادری صاحبون کے اخبار کوکب عیسوی مطبوعہ ۲ فروری سنہ ۱۸۷۵ع نمبر ۶ جلد ۲ صفحہ ۷۵ کالم ۱ باہتمام پادری سمو صاحب میں ایک استفتا وہابی تحریر جواب کے چہپا یا گیا چنانچہ اوسکی بعینہ نقل معہ جواب کے درج ذیل کیجاتی ہے

استفتا

کیون شادی کے چوتہی انگلی مین انگشتری پہنائی جاتی ہے کیون اور کسی انگلی مین یعنے پہلے یا
دوسرے یا تیسری یا پانچوین مین نہین پہناتے اسکے پہنانے سے خاص غرض اور منشا کل کیا ہے
یہہ دستور کہان سے اور کسطور سے مسیحیون مین رایج ہوا اور اوسکے قایم رہنے کا ثبوت

جواب شادی کیوقت چوتہی انگلی مین بالتخصیص انگشتری پہنائی جانیکی وجہ یہہ ہے
تاکہ چار تک شادی کرینگی واسطے عیسائیون کے لئے دستاویز ہوا اور پانچوین انگلی تک
اسلئے انگشتری کو رسائی نہین دیتے تاکہ عیسائی لوگ چار سے زیادہ جوروان کرنا جایز نسمجہین
خاص غرض و منشا کل اسکا یہی ہے یہہ دستور غالبًا ادرین قیصر کے عہد کے قریب جسوقت سے
عیسائیون مین سب یہودی دستورات تعین مہر وغیرہ ترک ہوئی جاری کیا گیا اور اوسکا
قایم رہنا عہد ادرین قیصر کے حوادثات کے یادگار مین ہوا اکثر اہل روم تہے اور سی شیش اور
تورسیس اور اگڈیس (یعنے ارقدوس) بادشاہون کے زمانہ تک ایک سے زیادہ شادیان
کرتے رہے لیکن ارکیدیس نے پہلے ہی پہل سنہ ۳۹۳ ع مین اس امر کی ممانعت کا قانون جاری کیا تہا
بعد ازان ارکیدی اس و یلن ٹینیٹن بادشاہ نے منادی کرائی کہ میری رعیت مین سے جسکا
جی چاہے جتنی بیبیان کرے کچہہ ممانعت نہین ہے اور اس زمانہ کی مذہبی تواریخ سے بہی
یہہ بات ثابت نہین کہ کسی پادری نے اس حکم پر اعتراض کیا ہو ویلن ٹینی انیس کا سن ٹینس
ابن قسطنطین اعظم کی بہت سے بیبیان تہین کلوتیر بادشاہ فرانس اور ہنری برٹش اور ہی بریکس اسکے
دو بیٹے ان سب کے یہان ایک سے زیادہ بیبیان تہین ان بادشاہون کے علاوہ سنیٹ
ارس صین سمس (یعنے ارس تمسس) نے لکہا ہے کہ پی پن اور شارلی من کے یہان بہی
بہت سی بیبیان تہین لوتہر اور اوسکا بیٹا اور نونغس ہفتم شاہنشاہ جرمن ۸ ع فرڈرک
یا بربروسا اور شارلی من کا ایک بیٹا اور فلیپ تہی اور دی ہٹس بادشاہ فرانس اور فرنگ
کے متقدمین بادشاہون مین جنہون نے کئی کئی جوروان ایک ہی زمانہ مین کین یہہ ہین گونٹران
کاری برٹ بہی برٹ جل پرگ گون ٹرین کی حرم سرا مین تین بیبیان تہین ونی آینڈا

مرگئی تو دوسری جلدپر جلدی اور کہتا تہا کہ یہہ میری شرعی بیبیان ہین اور گیری
برٹ کے یہان مرفلی ڈاما گونسا تہی دو جلد بیبیان تہین دمی نیل صاحب پادری
خود مقر ہین کہ فرانس کے بادشاہ بہت سے بیبیان کرتے تہے اور اونکو اسبات کا بہی
انکار نہین ہے کہ ویگوبرٹ اول نے تین بیبیان کہین اور پادری صاحب موصوف کو
یہہ بہی اقرار ہے کہ تہیوڈوبرٹ نے ڈٹری سے اوس حال مین شادی کی کہ جب اوسکا
شوہر موجود تہا اور اوسکے پاس زری جلدی اوسکی بی بی موجود تہی اور صاحب موصوف
یہہ بہی لکہتے ہین کہ تہیودوبرٹ نے اپنی چچا کلوٹیر کی نقل کی جسنے کر بود ومرمیوہ سے تین جوروں کے
ہوتے نکاح کیا تہا - اب انجیل کے مندرجہ ذیل فقرون سے معلوم ہو جائیگا ایک سے زیادہ
نکاح جونکو خدا تعالی صرف پسند نہین کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے پیدایش ۳۰ باب ۲۱
ایکزوڈس ۲۱ باب ۱۰ ڈیوٹرونومی ۲۱ باب ۱۵ اول سموئیل ۱ باب ۲ و ۱۰ و ۲۰ ایضاً ۲۵ باب ۴۲ و ۴۳ و ۴۴
دوئم سموئیل ۱۲ باب ۸ ایضاً ۵ باب ۱۳ اور ۸ باب ۳۰ اور ۱۰ باب ۴ یحزقیل ۲۳ باب ۴ ۱۴
سنہ ۷۲۶ء مین یوتی ٹیس صاحب جرمنی پادری نے پوپ گرگری سے مسئلہ پوچہا کہ آدمی کو
کس حالت مین دو بیبیان کرنی جائز ہین تو اوسنے یہہ جواب دیا کہ اگر جورو کو کوئی ایسی بیماری
ہو کہ خاوند اوس سے مباشرت نکرسکی تو اوس صورت مین خاوند کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے
لیکن اس شرط پر کہ بیمار جورو کی ہر طرح خبرگیری کرتا رہے عیسائیون نے خود بہت سے
کتابین بہت سی بیبیان جمع کرنیکی جواز مین لکہی ہین برنارڈو اوکنیس نے جو فرقہ
کپوچین کے جنرل تہی سولہوین صدی کے وسط مین اس رسم کے اچہی ہونیمین ایک کتاب
لکہی ہے اور اسی زمانہ مین ایک اور شخص نے بہی اسی مضمون پر جواب مضمون لکہا ہے
اس جواب مضمون کے لکہنے والیکا اصلی نام لائسیرس تہا مگر اوسنے اپنے جواب مضمون کا
تخلص تہی اوفیلس الیہو تہیمس اختیار کرلیا تہا - سیلڈن صاحب اپنی کتاب موسومہ یوکزر ہیبرائکہ مین
ثابت کرتی ہین کہ بہت سی بیبیان جمع کرنی صرف یہودیون ہی مین جائز نہ تہین بلکہ تمام قومونمین بہی جائز تہین

سب مین بڑا مشہور آدمی جو ایک سے زیادہ عورتین جمع کرنیکی رسم کی حمایت کرتا ہی جان ملٹن تھا اس شخص نے اپنی کتاب موسوم بجواب مضمون درباب مذہب عیسائی مین اسامر کے ثبوت مین انجیل کے بہت سے فقرہ نقل کئے ہین مارٹین لوتہر نے فلپ نامی ایک رئیس کو دو جوروان رکہنی کی اجازت دی (مرات الصدق مصنفہ پادری ہیڈلی صاحب مطبوعہ ۱۸۶۸ع صفحہ ۹۴) پادری فکس صاحب فرماتے ہین کہ تعداد ازواجکی مقدمہ مین ہم بے تردد تسلیم کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مین بہی اس دستور نے رواج پایا تہا اور خدا نے بہی اوسکو منع نہین کیا بلکہ اکثرونکو برکت دینے کا وعدہ کیا جو اوسپر چلتی تہی انتہی (اصلاح ہمو مطبوعہ لکہنو باہتمام پادری مسمور صاحب) قید چار بیبیوں کے موافق رواج قدیم یہودیون کی تہی اور پرانی مصنفون سے بہی معلوم ہوتا ہے اونکی پادریونکی اجازت چار بیبیون تک تہی بعینہ قول صاحب سیر الاسلام ترجمہ مہر صفحہ ۳۱۹)

فصل ۱

(از خیر خواہ ہند مرزاپور مطبوعہ ماہ اگست ۱۸۶۵ع صفحہ ۱۷۷ اہتمام پادری مسیح صاحب)

فرانس کے بادشاہ افریقیہ الجیریہ نامی ملک مین جو اوسکی تحت مین ہیگئے تہی اور وہان کے لوگونکی ساتہہ ملاقات کرکے اوس ملک کے بندوبست کی بابت گفتگو کی اور مسلمانونکی خوشامد کیواسطی اونکی مسجد مین بہی گئے بلکہ وہان کے ملاؤن نے اونکی سلامتی کے واسطے خدا سے دعا بہی مانگی اور شاہ نی ایسی جرأت کی کہ اپنے فرمان مین ایک قرآن کی آیت داخل کی یہہ مسلمانونکی خوشامد ہی وہ چہہ ہفتہ اپنی ملک سے باہر رہی اور اس عرصہ مین اوسکی ملکہ فرانس مین بادشاہ کے قایم مقام ہو کے حکومت کرتی تہی فقط

انڈین اگزامنر نمبر ۲۶ مورخہ ۲ اکتوبر مین اسطرح سے رقم ہے کہ جزیرہ بوربو مین مسلمانون نے بڑی مسجد تعمیر کی ہے ہینسی صاحب گورنر جنرل بوربو اس مسجد کے اجلاس روز اول مین شریک تہی علماے اہل اسلام نے

گورنر موصوف کی تعریف اور شکر گذاری مین ایک اڈریس پڑہا جسکے جواب مین گورنر صاحب نے فرمایا کہ اس حریت کے
سبب مذہبونکو آزادی حاصل ہے اور یہہ مصلحت تہا اور بڑا تعجب فرمایا کہ آپ لوگونکو بموجب ہدایت قرآن مجید کے شراب خواری وغیرہ سے پرہیز مناسب تہا

فصل ۱۱

ترقی اسلام

اگرچہ اس زمانہ مین اسلام کا ضعف اور دین عیسوی کی ترقی خصوصاً ہندوستان مین
ظاہر ہے کہ لاکہون آدمی اپنا دین مذہب چہوڑکر عیسائی مذہب مین شامل ہوگئے اور
ہوجاتے ہین سبب اوسکا یہہ ہے کہ انگلستان کے بڑے بڑے علما اور ذی لیاقت لوگ عیسائی مذہب کے
ترقی کیواسطے چہہ ہزار میل انگلستان سے چلکر ہندوستان مین آتے اور دن رات اسی ایک ہی
کام مین مصروف رہتے ہین اور جسطرح دنیاوی کامیابی مین ہندوستان کی دولت انگلستان
کو چلی جاتی ہے اسیطرح کامیابی کیواسطے انگلستان کی دولت ہندوستان کو چلی آتی ہے ہندوستان کے
ہر ہر بڑے شہر مین پادریونکی مشن اور وعظ کرنے والے عیسائی موجود ہین اور اونکی ذاتی
مصارف اور ہندو مسلمانون کے رد کی کتابین چہپوانیکے واسطے لاکہون روپیہ
رعایای انگلستان کیطرف سے جمع ہوجاتا ہے اگرچہ سرکار اسمین کچہہ نہین کرتی لیکن
خاص و عام ترقی خواہان دین مسیحی کیطرف سے صرف ایک شہر لندن جو روپیہ جمع ہوتا ہے
اوسکی تعداد ہر ایک سال ایک کروڑ سے زیادہ ہے بعضی انگریزون کا یہہ حال ہے کہ
اونہون نے چاء پینا چہوڑ دیا ہے اور سال مین اسکا خرچ جو بچا وہ حساب کرکے پادریون کے
پاس بہیجدیا لڑکونکو مان باپ مٹہائی کہانیکے واسطے دیتے تو وہ اوسے جمع کرتی جاتے ہین اور جب کچھ قدر
فراہم ہوگیا وہ اکٹہا کرکے کسی پادری کے پاس بہیجدیتے ہین کہ ہمارے طرف سے بہی کوئی رسالہ مسلمانونکی تردید مین
چہاپا جاوے اور اس دولت عظیم کے بدولت سیکڑون پادری شہر شہر اور گانون گانون انجیل سناتے پہرتے اور لوگونکو
کتابین بانٹتے اور اونسے مباحثہ کرتے اور عیسائی کرکے اونہین اپنے مذہب کی تعلیم دیتے اور روپیے سے

پیسے سے اونکی مدد کرتے ہین اب مسلمانونکا حال دیکھنا چاہیے نہ کوئی اونمین عام وعظ
وعظ کرنے والا ہے اور نہ اس قسم کے واعظ کی کوئی خبر لیتا ہے نہ کہین اس کام کیواسطے چندہ
جمع ہوتا ہے یہانتک کہ اس خاص فرض ایمان کو لوگ عام نیکونکی برابر بھی نہین سمجھتے
مسلمانون کے پست ہمتی خاص امر دین مین تو البتہ غیر قومون کے بہی چشمک زنی کا باعث ہے
پھر خدا اور رسول کی خوشنودی کے دنیا و دین مین کیا امید ہو بیان سے ظاہر ہے کہ یہہ
دین اسلام فی الحقیقت خدا کیطرف سے ہی کہ باوجود اس بے سامانی کے بہی وہ اپنی رونق
دکہلاتا اور اپنی صداقت ظاہر کرتا ہے چنانچہ اس پست حالی اسلام مین بہی جب جناب ملول
صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر جیسا ذی علم اور ذی مقدور اور صاحب حکومت اور عالی فہم
اسلام کا مذہب قبول کرے تو ہم نہین دیکہتے کہ سیکڑون پادری صاحبون کے کوشش
اور کتابون کے انبار اور دولت کی فراوانی نے اس رتبہ کے کسی مسلمان کو ابتک قریب
سو برس کے بہی ہندوستان مین عیسائی کیا ہو یہہ ایک ایسی دلیل ہے کہ جسے سمجھکر کوئی
ایسا دانشمند نہوگا جو اسلام کی صداقت دل سے یقین نکرے ہان یہہ تو چھوٹی بات ہے
بلکہ یہہ وہ وقت ہے کہ غلغلہ صداقت اسلام سے زمین و آسمان گونج جاوے اور اگر یہہ چپ ہو رہین
تو پتھر چلا اٹھینگے (لوقا ۱۹ باب ۴۰) اور نہ صرف جناب ملول صاحب بہادر مسلمان ہوے بلکہ
اندنون ہندوستان مین جو انگریز اور ہندوستانی عیسائی اسلام سے مشرف ہوئے ہم آگے
بیان کرتے ہین چنانچہ ہم پیشتر اون صاحبان انگریز کا حال لکہتے ہین جو ہندوستان کے
متفرق شہرون مین مسلمان ہوئے ہین۔

اکروپجر صاحب فوج انگریز مین افسر تہی جو مسلمان ہوگئے اور شہر بمبئی مین ایک رئیس کے تہا
اپنے بیٹی ۳۰ ہزار روپیہ کو فروخت کردی مگر یہہ صاحب بہت عرصہ تک زندہ نرہے ۲۔
ایک میم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملک اودہ کی بیوی اپنی خاوند کو چھوڑکر مسلمان ہوگئی اور
اور فی الحال ایک تعلقدار ملک اودہ کے بیوی ہے ۳ ایک صاحب انگریز کی لڑکی

ایک نواب کے ساتھہ او رمسلمان ہوگئی اور اس نواب کے پاس ابتک ہے ۴ مسٹر مرٹ صاحب فرزند مسٹر مریٹ صاحب جو بمبئی کونسل کی ایک مرتبہ ممبر بہی تہے کراچی مین مسلمان ہوگئے یہہ صاحب بڑی عالم فاضل تہے ۵ مسٹر گرین صاحب بیرسٹر اٹ لا مقام مدراس مین مسلمان ہوئے اور مکہ کو واسطے حج کے جانیوالی ہین ۶ - دو انگریزوں کی علم بڑے پادری کے مسلمان ہونیکا حال ناظرین باتمکین کے ضمیر منیر پر مبرہن ہو چکا ہے الحال سا شعبان ۱۳۰۹ ہجری روز جمعہ کو ایک انگریز یورپین اپنے علم مین بہت ہوشیار صورت و شکل مین طرحدار مسٹر جون نامی نے جناب قاضی صاحب کیخدمت مین حاضر ہو کر کہا کہ ای دین حقانی اور مذہب رحمانی محمدی کے دل نشین کرنیوالی اور راہ راست طریقہ احمدی کے بتانیوالی ہمکو ہماری گمراہی اور دریاے ضلالت سے نکالو مین کہانی اور پینے اور پہننے اور سونے سے ضروریات رکہنے والی مخلوق دار خدا سے بیزار ہوا اوسکو خدا جاننا چاہتا ہون جو بیمثال اور بے زوال ہے اور کسی شئی کا محتاج نہین اوسکا اور اوسکے حبیب خاص رسول برحق شفاعت کرنیوالے سچے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑہتا ہون اپنی او گمراہی سی یہہ کہکر صدق دل سے مسلمان ہوا - اب مسٹر جون سے عبد الکریم نام ہوا - ۷ ایک یورپین صاحب عالی خاندان اسکو ایل بٹ سی تر صاحب لفٹنٹ جو سکندر صاحب بہادر کے رسالہ مین لفٹنٹی اور انجنئی کا عہدہ رکہتے تہے بلکہ سکندر صاحب کے ہمشیرہ زادہ ہین بمبئی مین مسلمان ہوئے اب اونکا نام عبد القادر ہی ۸ - مسٹر ملول صاحب ڈپٹی کمشنر سرسہ مسلمان ہوئی - ۹ - امرتسر مین مسٹر جیمس - ۱۰ - مسماۃ جنیس ۱۱ - مسٹر سموئیل ثانی مسلمان ہوگئے پادری صاحبون نے انکو بہت سمجہایا مگر کچہہ اثر نہوا - ۱۲ کلکتہ مین ایک لڑکی مسماۃ کمٹی لاکس سولہ برس کی دین عیسوی سے مذہب اسلام مین آئی

ہندوستانی عیسائی جو مسلمان ہوئے

ا- ایک یہودی اور ۷ ہندو پنڈت اور بیراگی بمبئی مین مسلمان ہوئے اونکی نام اسوقت
یاد نہین ہے - ۹ پہر ۳ ہندو مسلمان ہوی ایک کا نام موتی رام قوم راجپوت تہا
اب عبد الحکیم نام ہے دوسرا ناگوجی پنڈت قوم مرہٹہ او تیسری کا نام اسوقت معلوم نہین ہوا
غرضکہ یہہ تینون صاحب اور شخص اول کے سب ملاکر گیارہ آدمی مسلمان ہوے یہہ سب اشخاص
بمبئی مین موجود ہین ۱۲ الکہنو مین عیسی داس صاحب ہندوستانی عیسائی نے
ایک صاحب اہل اسلام سے مباحثہ کیا آخر کار ۱۶ ماہ گذشتہ کو عیسی داس نے تحریری
اقرار کیا کہ پیغمبر اسلام اور سچے نبیون کے مانند بیشک سچے نبی ہین ۱۳ ۲۱ اکتوبر سنہ ۸۳ء کو مشن اسکول
رای بریلی مین ایک جلسہ عام منجانب اہل اسلام و عیسائیون کی منعقد ہوا اسمین بحرای بنی
آر صاحب بہادر تعلقدار بودا وری مسٹر جی شولڈ - رشید الدین صاحب
اسسٹنٹ انگلش ماسٹر گورنمنٹ اسکول و شیخ نجف علی خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و
دیدار حسین وکیل عدالت وغیرہ ہندو مسلمان قریب ۸۰ کے شریک تہے - اول سوالات مولوی
محمد سلیم اللہ صاحب دربارہ نسخ و تحریف وغیرہ کتب مقدسہ و بعد ازان جوابات منشی
الطاف مسیح صاحب عیسائی حاضرین جلسہ کو سنائی گئی بعدہ جواب الجواب مولوی صاحب
موصوف کے باواز بلند نظیر حسین خان صاحب نے پڑہی اور کچھہ زبانی تقریر بہی مولوی صاحب
اور بحر آر صاحب ہین ہوئی تب شیخ نجف علیخان صاحب نے منشی الطاف مسیح سے دریافت
فرمایا کہ آپ مولوی صاحب موصوف کے جواب الجواب کا کیا جواب دیتے ہین الطاف مسیح نے کہا کہ مین کچھہ
جواب دی نہین سکتا مولوی صاحب کے دلایل اور تقریر نے میری دلکو پارہ پارہ کردیا اور مین کلمہ لا الہ الا اللہ کہکر
صدق دلسے مسلمان ہوتا ہون ایک کرمفرما کی تحریر ہے کہ جنکے پاس منشی خیر الدین عیسائی نے اسلام
قبول کیا یون دریافت ہوا کہ منشی خیر الدین عیسائی برادر بزرگ پادری عماد الدین دہلی سے بندر بمبئی مین
پہونچی اور وہان جاکے مسلمانون کے بڑی جماعت کے سامنے عیسائی مذہب سے توبہ کی
اور با علان تمام دین اسلام قبول کیا - ایک عرصہ گذرا کہ پانی پت کے تین شخصون نے عیسائی

مذہب قبول کیا تہا ایک پادری عماد الدین جنہون نی اسلام کے برخلاف بہت سی کتابین تصنیف کین دوسرا انکے بڑے بہائی بہی خیر الدین جو دہلی مین ایک مدت تک انجیل کی منادی کرتے رہے اور چند کتابین اسلام کے برخلاف انہون نے بہی تصنیف کین ہین تیسرا ان دونون کے والد سراج الدین صاحب جو غالباً ستر برس کے سن مین عیسائی ہوئے تہے ان تینون تثلیث پرستون مین سے مولوی سراج الدین صاحب تو اپنی وفات سے چند عرصہ پیشتر عیسائی مذہب چہوڑکر مسلمان ہوگئے تہے چنانچہ یہ خبر اخبارون مین بہی مشتہر ہوئی اور مسلمان ہونیکے دن اونہون نے علماء اسلام کی بڑی دہوم سے ضیافت کی اور پہر تا دم مرگ بہت اعلان اور شہرت کے ساتہہ مسلمان رہے ۔ دوسرے اونکے بیٹے خیر الدین بہی ہین جو کلکتہ جاکر مسلمان ہوئے اب تینون صاحبون مین سے صرف پادری عماد الدین باقی ہین کہ جو اتبک اگرچہ مسلمان نہین ہوئے لیکن چونکہ ان تینون مین چہوٹے پادری عماد الدین ہین اسلئے عجب نہین کہ جو اون دونون کی فہم ادراک سے یہ بہی کسیقدر کم ہین اور گمان ہے کہ اپنے سن کے موافق پیچہے سے یہ بہی ویسا ہی فہم و ادراک پیدا کرین جیسا کہ اون دونون صاحبون کا ظاہر ہوا قرینہ تو یہی چاہتا ہے کہ الولد لابیہ یہ بہی اپنے بزرگون کے طور و طریق کو ہاتہہ سے نہ دینگے ۔

فصل ۱۲

دہلی مین ایکسال مین اونہتر آدمیونکا عیسائی ہونا اور اوسی سال مین
چہپتر آدمیونکا عیسائی دین سے برگشتہ ہوجانا اور ایک بڑے عیسائی
واعظ کا بہی برگشتہ ہونا اور جاتے وقت پادری صاحبان
سے صاف کہہ گئے کہ صرف دنیا کے فائدہ
کے لئے عیسائی ہوئے تہے

...از خیر خواہ ہند مرزاپور مطبوعہ ماہ مارچ ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۵ و ۲۶ باہتمام
پادری آف جی برایت صاحب ــ بو ــ

دہلی کے بپٹسٹ مشن کی کیفیت نامہ کا احوال ۱۸۶۱ء کے لئے اس جانب کے نزدیک
تعجب ہے کہ دہلی شہر مین طامسن صاحب نے تیس چالیس برس انجیل کی منادی کی
اور اوسکے کوششون کے انجام تھوڑے ہوئے لیکن جبسے کہ بلوا ہوا دو تین برس کے
عرصہ مین دو سو مرید سے زیادہ ہوگئے اگر یہ سنئے مرید سب کے سب سچے اور نیک چال
ہوتے تو اور بہی خوب ہوتا لیکن ایسا گمان کرنا تجربہ کاری سے بعید ہے دہلی والون کی
درمیان وہ ماجرا واقع ہوا جو اکثر ممالک مین وقوع مین آیا کہ سب جو مرید ہوئے ایکسان
لایق نہ تھے اون کے علم اور ایمان اور توکل اور نفس کشی اور نیک روشنی مین بڑا
فرق ہے انہین سے بعضے ہین کہ جنہون نے اپنی سچائی کے ثبوت مین بہتیرے اذیتین
اوٹہائی ہین کہ دوستون اور رشتہ دارون نے اونہین ترک کیا پر اون مین سے اوسے
ہین جن کی دینداری فقط ظاہری ہے اور اونہون نے نہ فقط عبادت گاہون مین
آنا موقوف کیا پر ان مین سے بعضے ہین کہ صاف بت پرستی اور بدچالی کیطرف متوجہ
ہوگئے اوس مشن کے لوگون کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۶۰ء مین کل مرید
دو سو دس تھے اور ۱۸۶۱ء کے عرصہ مین ۶۹ اونہتر اور بہی شامل کئے گئے پر اوسی
سال مین بدچالی کے باعث اٹہتر آدمی خارج کئے گئے پہر اور چار آدمی اپنی خوشی سے
دہلی کو چہوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور گیارہ آدمیون نے انتقال کیا چنانچہ اس سال کے
شروع مین ایکسو نواسی باقی رہے وہان کے پادری یون بیان کرتے ہین کہ اب ظاہر
ہوا کہ کئی ایک لوگ جنہون نے بپتسما لیا کسی دنیوی غرض سے بلکہ اون مین سے
بعضون نے صاف اقرار کیا کہ ہمکو گمان تہا کہ دین عیسوی کی قبول کرنے سے دنیوی
فائدے ہونگے سو ویسا نہوا اسلئے ہم لوگون نے اپنی ذات سے باہر جانا بہتر نہ سمجھا

یہ شاگرد مثل اُن شاگردون کے ہین کہ خداوند مسیح کے ایام مین اوسکے پیرو ہوئے نہ تعلیم پانیکے لئے بلکہ روٹی اور مچھلی کہانے کے لئے کہ جسے اوسنے اپنے معجزہ سے موجود کیا تہا ایسے آدمیون سے کسی کلیسیا کو کچھہ فائدہ نہ ہونچیگا اور اسی لحاظ سے اون کی رازکا فاش ہونا اور سچے لوگون سے علحدگی قبول کرنا باعث شکرگزاری کا سمجہتے ہین افسوس ہے کہ ان مین ایک کمیٹی کسٹ بہی شامل ہوا کہ جسنے بدچالی کی اور اسی سبب سے خارج کیا گیا لیکن امید ہے کہ باقی لوگ عبرت پاکر ثابت قدم رہین۔

۲۔ از خیرخواہ ہند مرزا پور ۱۸۶۲ء ماہ دسمبر صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷

دہلی مین بپٹسٹ مشنری سوسائٹی کے مریدون کی خبر امسال کے ماہ مارچ مین پادری یونس صاحب نے چار آدمیون کو بپتسما دیا ان مین سے دو گورے تہے ملکہ کی باسوین پلٹن کے اور دو مسلمان عالی خاندان کے جو عالمون اور فاضلون مین ہین ان مین سے ایک شاہ دہلی کا بہتیجا مرزا فیروز شاہ نامی یہ خاندان بادشاہی مین سے جو دہلی مین رہا سب سے نزدیکی قرابتی ہے یہہ برسون سے قرآن اور انجیل کے مقابلہ مین مشغول رہے جب پادری طامسن صاحب وہان موجود تہے مرزا صاحب موصوف اوسکے ہان نت جایا کرتے اوسوقت ایسا اتفاق ہوا کہ مرزا صاحب نے دربار مین دین عیسوی کا ذکر کیا تہا اور اسباعث سے بادشاہ ناراض ہوئے اور اوسکو تنبیہ دی پادری یونس صاحب نے بپتسما دیتے وقت مرزا صاحب سے پوچھا کہ اوسوقت آپ مسیح پر اعتقاد رکہتے تہے کہ وہ نجات دینے والا ہے اوسنے کہا ہان مین اسبات کا قائل تہا لیکن مین اپنے تئین ایسی نجات کا حاجتمند نہین سمجہتا تہا اور اوسوقت پانچسو روپیہ مہینا بادشاہ کیطرف سے پاتا تہا جسے چہوڑنے پر مین اوسوقت راضی نہ تھا۔

بلوے کے وقت مرزا صاحب دہلی مین نہ تہے اور اوس فساد مین مطلق شریک نہ تہے جب دہلی مین پہر آئے تب مسیح کی الوہیت کے بیان مین ایک رسالہ لکہا اسباعث

وہان کی اہل اسلام سے بڑی تصدیع پائی ایک اہل اسلام جو شاہ دہلی کا نسبتی تہا اوس نی
ایک ہوسیی عیسائی کو جسنے بادشاہ کی پوتی سے شادی کی تہی سو روپیہ نقد اور دس زیور
پہننا دینے کا اقرار کیا بشرطیکہ وہ فیروز شاہ کو ترغیب دی کہ عیسائی نہ ہو جائے۔
دوسرا مسلمان جسنے بپتسما پایا وہ بہی بادشاہی قرابتیون مین ہے مگر اوس کی قرابت
کی مرزا صاحب کیطرح ایسی نزدیکی نہین اون مین ایک اور بہی جو متلاشی نجات ہے سوا
اسکے اور کئی ایک متفرق درجات اور حالات کے ہین جو کہ مشتاق بپتسما کے ہین۔ تمت کلام
اب مؤلف کہتا ہے کہ فیروز شاہ جنکا ذکر اس کتاب مین ابہی بیان ہوا ابہی یہان موجود
ہین اور بر ملا مذہب اسلام مین ثابت قدم ہین اور ہرگز عیسائی نہین ہین چنانچہ اس شہر کے
سب لوگ اس حال سے واقف ہین کچہہ چہپی بات نہین ہے۔

خط بنام اڈیٹر اخبار کوہ نور۔ صاحب کوہ نور سلامت۔

شوق مافوق کے بعد مشہود خدمت ہو کہ انسان بے خبر اکثر دہوکا کہا جاتے ہین چنانچہ
مین بہی اسی باعث سے عیسائی ہو گیا تہا مگر جب کہ مین نے باخلاص دل و عقیدت کامل
عہد عتیق و عہد جدید روزمرہ تلاوت پڑہنا شروع کیا تو اونکے سب دعوے غلط اور ہر ایک بات
نقش بر آب پائی نہ کہین کفارہ اور نہ تثلیث اور نہ تنسیخ شرع ثابت ہوئی اور نہ عقل سلیم
قبول کر سکتی ہے لہذا تعصب بر کنار کر کے ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۸۳ ہجری مطابق ۵ مئی سنہ ۱۸۶۷ع
کو یقین دلسے اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑہکر اور پچہلے گناہون سے استغفار کر کے مشرف
باسلام ہوا لیکن جب مین نی اپنے حال کو کما حقہ دریافت کیا تو کمی واقفیت از دین خود
اور کتب عہد عتیق یعنے توریت زبور وغیرہ سے بخوبی ماہر نہ ہونا اس حرکت ناشائستہ کا باعث
ہوا تہا اور یقین کرتا ہون کہ اور برادران دینی کا بہی یہی حال ہو گا اسکا واضح کرنا بہی ضرور بات
سے نظر آیا بنا بر علیہ سب صاحبون کی خدمت مین ملتمس ہون کہ اگر کسیکو مذہب عیسوی مرغوب
خاطر ہو تو لازم ہے کہ پہلے اپنے مذہب کی کتابون کو بلا تعصب دیکہے اور اپنے فاضلان دینی سے بہی

اس مین مدد لے بعد ازان عہد عتیق اور عہد جدید اور دیگر کتب مروجہ ملت عیسوی کا مطالعہ کرے اس شرط پر مین پورا یقین کرتا ہون کہ وہ مذہب عیسوی نہ قبول کریگا بلکہ اگر مین بہی عالمان دین جناب ختم المرسلین صلواۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محققانہ دریافت حقیقت کرتا اور منصفانہ پیش از تبدیل مذہب اسیطرح کتب دینی مسیحی کا مطالعہ کرتا تو اتنی تکلیف نہ اوٹہاتا اور اسلیئے کہ یہ بات مفید عام اور لائق مشہور کرنے کی تہی اور پہلے میرا عیسائی ہونا درج اخبار ہو چکا ہے یہ عریضہ ارسال خدمت ہے ازراہ عنایت بے کم و کاست مشتہر فرماوین

العبد۔ سید نادر علیشاہ سابق عوض مدرس گورنمنٹ کالج امرت سر۔

(از کوہ نور لاہور مطبوعہ ۲۸ مئی ۱۸۶۷ء صفحہ ۴۳۱ نمبر ۲۲)

ایضاً تبدیل مذہب

صاحب مہتمم شعلہ طور کانپور بحوالہ انڈین ڈیلی نیوز رقمطراز ہین کہ چار یا پانچ صاحبان یورپ مین سے بترک دین عیسائی شریک دین اسلام ہوئے اون مین سے ایک کا نام ٹامسن لارکن تہا اب اوسکا نام عبد الرحمٰن رکہا گیا ہے انتہی

(از برق خاطف بمبئی ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۲۵ ماہ اگست ۱۸۶۹ء نمبر ۳۰ جلد ۱۲ صفحہ ۹)

کوہ منصوری مین ایک عیسائی کا مسلمان ہونا

خبر معتبر پہونچی ہے کہ بہت دنون سے جو پادری اوڈ سیڈ صاحب اور مولوی مراد علی کے واہیات مسائل مذہبی کی بابت جہگڑا تہا اوسکا یہ نتیجہ نکلا کہ مولوی صاحب مذکور دہلی مین جاکر مشرف باسلام ہوا یقین ہے کہ اور بہی عیسائی مسلمان ہوجاوینگے ــــ صاحب اودھ اخبار فرماتے ہین کہ دوسری جگہہ سہو کاتب سے پادری صاحب کی عوض مین مولوی صاحب لکہا گیا صحیح یون معلوم ہوتا ہے کہ پادری مشرف باسلام ہوئے۔

(از اودھ اخبار لکہنؤ مطبوعہ ۲۳ دسمبر ۱۸۶۷ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۲۸۴ ہجری جلد ۹ نمبر ۹۴ صفحہ ۱۱۹۶

سہیل پنجاب راولپنڈی مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۸۶۷ء نمبر ۴۸ جلد ۲)

ایک لیڈی کا مسلمان ہونا

پیشتر ہمنے لکہا تہا کہ مدراس مین ایک بیرسٹر صاحب مسٹر گرین نام نے مذہب اسلام قبول کیا اب بنگال ٹائمس سے معلوم ہوا کہ بمقام ویلور علاقہ مدراس مین مس رچرڈ صاحبہ نے اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمانون کا مذہب اختیار کیا یہ لیڈی صاحبہ لارڈ ہنیر صاحب بہادر گورنر مدراس کی ایک دانہ باشندۂ فرانس کی لڑکی ہین اور بیرسٹر صاحب جنہون نے مدراس مین تبدیل مذہب کیا ہے ایک ہیڈ ماسٹر کے صاحبزادے ہین۔

(از انجمن پنجاب مطبوعہ ۳ جون ۱۸۷۱ع یوم جمعہ جلد ۲ نمبر ۲۶)

فصل ۱۳

از نوبہار ملتان اہتمام لالہ چند ورام تقلم نجم الدین مطبوعہ ۱۵ جنوری ۱۸۷۱ع نمبر ۳ جلد ۲ صفحہ ۱۵ کی بعینہٖ عبارت۔ **قولہ**

سید احمد خان بہادر

رفلیکٹر اخبار مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ سید صاحب کی طرز عبارت سے ہمکو اون کی خیرخواہی اور نفع رسانی مین شبہہ پیدا ہو گیا انگلستان مین کچہہ کاغذات یا کتابین یا تصویرین ایسی جمع کر رکہی ہین کہ ہندوستانیون کی مذمت پائی جاتی ہے خود سید صاحب کی تحریر مین بصراحت یہ بات مذکور ہے کہ سید صاحب کے بیٹے سے کسی صاحب نے پوچہا کہ تم ہی اوس ملک کے آدمی ہو اونہون نے کہا کہ مین اوس ملک کا نہین ہون خیر اس انکار سے ہمکو کچہہ غرض نہین یعنے وہ راست ہو یا دروغ مگر غور کیا چاہئے کہ اون تصویرون کو دیکہکر اہل فوج کہ ہماری پناہ اور اہل قلم کہ ہمپر حکومت کرنے کے لئے آتے ہین وہ کیسے خیالات ہماری نسبت ولایت انگلستان سے اپنے ساتہہ لاتے ہین اور یہ خیال اون کا کیون مضبوط نہ ہو جب ایسا شخص جیسے کہ سید صاحب ہین ہمکو یہ نصیحت کرین کہ مثل اہالیان یورپ کے ہمکو ہی اپنے طور و طریق معاشرت سکرنے چاہئین ہم یہ بات تلکہ چنیے ہے

نہین لکھتے ہین بلکہ ہم سے سید صاحب سے ملاقات بہی نہین ہے لیکن ہماری دانست
مین اب یہ مناسب ہے کہ جو لوگ ہماری بہتری اور تہذیب کا وسیلہ بجز اسکے نہین سمجھتے
ہین کہ اپنے کی برائی کرین اونکے قول کو بتحریر سخت رد کیا جائے کیا ایسا شخص ہمت
والا اور بے غرض کوئی نہین ہے جسکو اپنے ملک کی مذمت سے حاکم کے خوش کرنیکی
کچھہ پروا نہین اور کیا ایسا شخص بہی کوئی نہین ہے کہ جو ہماری عادات اور اوضاع
اور اطوار کو اہالی یورپ کے اوضاع اور اطوار سے مقابلہ کرے اور بلا طرفداری منصف ہو
کیا اس ملک ہندوستان مین دغابازی اور جہوٹہہ اور فریب ہوتا ہے اور کہین نہین
ہوتا اور اگر ہماری عادات اور اوضاع اہل یورپ کی پسند کے موافق نہ ہون تو کیا پہر
لازم آتا ہے کہ ہماری مذمت کیجاے کیا ہم مین سے کوئی ایسا شخص جرأت والا
نہین ہی جو یہ کہے کہ جسطرح ہماری رسم و رواج اہل یورپ کو اچہے نہین معلوم ہوتے
اسیطرح ہمکو اونکے طور پسند نہین آتے بعض دستور ایسے ہین جو ہندوستانیون کی نظر
بنظر شرم و حیا معیوب معلوم ہوتے ہین لیکن اہل یورپ مین وہ برے نہین سمجھے جاتے
اور اسیطرح بالعکس اسکے ہے جبکہ ہم مین سے کوئی شخص ایسا نہین اور اوس قسم کے
بہت سے ہین جو مذمت کرکے اس وسیلہ سے حاکمون کی عنایت کے خواہان ہون اور
اپنے ملک کی تذلیل کی کچھہ پروا نکرین تو یہ ملک ہند کیون نہ ذلیل ہو اس صورت مین اگر
اہل یورپ ہمکو بچشم حقارت دیکہین تو جائے شکایت نہین ہے بخلاف اسکے جو اونمین سے
اعلے رتبہ کے ہین ہم نہایت ممنون ہین کہ وہ ہماری ترقی کیلئے کوشش کرتے ہین فقط

(از نور الابصار)

فصل ۱۴

عیسائی لوگ جو آنحضرت صلعم کے دامن عصمت پر لوث الزام بابت نکاح بی بی زینب کے
لگاتے ہین اسکی تردید ہم بخوبی کرتے ہین اور جو جو شک و شبہہ وہ اپنے دلون سے ہمپر

ظاہر کرتے ہین بفضل اللہ تعالیٰ اونکو ہم بخوبی دفع کرتے ہین اولاً یہ کہنا عیسائیون کا
کہ خداوند تعالیٰ محمد صاحب کی خواہش کے موافق حکم بھیجتا رہا یہ سراسر اون کی کم فہمی ہے
وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم - پس ان دونون آیتون سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم
خداوند تعالیٰ کے حکم کیموافق کہتے و کرتے تھے جو حکم پروردگار کا ہوتا تھا اسکے مطابق
عمل کرتے تھے - دوئم یہ کہنا عیسائیون کا کہ محمد صاحب اگر کسی دوسری کی جورو کی
خواہش کرتے تو وہ اون کے لئے حلال ہوتی اور اپنے شوہر کیلئے حرام ہوتی ہذا بہتان
عظیم کسواسطے کہ یہ بات تو نہ قرآن شریف سے اور نہ حدیث شریف سے ثابت اور نہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسو کی جورو کی خواہش کی نہ اونکے چاہنے سے کوئی
عورت اپنے شوہر پر حرام ہوئی اگر حضرت پر عورتین بلا اجازت حلال ہوتین اور بے
زحمت مفت ملتین تو آپ نکاح مین اجازت اپنی منکوحات کی کیون چاہتے چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب ۵۰ - آیت مین فرمایا ان وہبت نفسہا للنبی یعنے اگر بخشدے
عورت اپنی جان نبی کو پس محمد صاحب کی خواہش کے موافق تو نہ فرمایا بلکہ عورتون کا
حلال ہونا عورت ہی کی خواہش پر شرط ٹہرایا پس یہ گمان عیسائیون کا محض غلط
نکلا علاوہ اسکے قصہ زید کا جو سورۂ احزاب کی ۳۷ - آیت کی روسے جو عیسائی
لوگ اپنے دعوے پر بیان کرتے ہین سو وہ بھی اون کے مدعا کا شاہد نہین بلکہ
صرف عداوت اور تہمت اور تعصب مذہبی پر شاہد و عادل ہے کیونکہ محمد صاحب اگر
بی بی زینب کے خواہان ہوتے تو زید کو طلاق دینے سے کیون روکتے (جیسا کہ
سورۂ احزاب کی ۳۷ - آیت سے ثابت ہے وہ یہ ہے اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ
وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ ترجمہ جسوقت کہا تو نے واسطے اوس
شخص کے جسپر انعام کیا اللہ نے اور انعام کیا تو نے رہنے دے اپنی بیوی کو

اپنے پاس اور ڈر اللہ سے) اور بی بی زینب بے طلاق زید پر حرام اور بے نکاح محمد
صاحب پر حلال ہوتی علاوہ اسکے بی بی زینب حضرت کی پھوپھی کی بیٹی ہی اگر آپ اونکے
خواہان ہوتے تو پہلے نکاح اونسے آپ ہی کیون نکرتے اس امر کا آپکو کون مانع تھا اور
زید کیواسطے کیون طلب کرتے حالانکہ زینب اور عبد اللہ اون کی بھائی ناراض تھے
زید سے آنحضرتؐ نے اون دونونکو سمجھا کر زید سے زینب کا نکاح کر دیا چنانچہ یہہ قصہ
بھی سورہ احزاب کی ۳۶ - آیت مین مذکور ہے وہ یہ ہے ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا
قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل
ضلالا مبینا - ترجمہ کام نہین کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرا دے اللہ اور رسول
اوسکا کچھہ کام کہ انکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ اور اوس کے
رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر - بموجب تفاسیر کے معلوم ہوا اس آیت سے
کہ عبد اللہ جو بھائی بی بی زینب کے تھے اور بی بی زینب دونو ناراض تھے پہلے نازل ہونے
اس آیت سے مرد یہان مراد عبد اللہ اور عورت سے مراد بی بی زینب ہین پھر جب یہ
آیت نازل ہوئی تو یہ دونون اللہ تعالی کے حکم پر حضرت کے سمجھانے سے راضی
ہو گئے حضرت نے نکاح کر دیا لیکن بی بی زینب کی آنکھون مین زید حقیر معلوم ہوتے تھے
پس اس سبب سے یہ دونو باہم لڑتے جھگڑتے رہتے تھے جب زید بی بی زینب کو چھوڑ دینا
چاہتے تو آنحضرت یون فرماتے کہ جیسا اوپر مذکور ہوا یعنی امسک علیک زوجک واتق اللہ
کہکر منع فرماتے جب بار بار قصہ ہوا اور مناقشہ پڑا تو آنحضرتؐ کی طبیعت کو نہایت ملال
گذرا اس سبب سے کہ آپ کے سمجھانے سے نکاح ہوا تھا سو اللہ تعالی نے حضرت کے
رنج مٹانے کو ارشاد فرمایا کہ ہم زینب کو تیری ازواج مطہرات مین داخل کرینگے کہ
یہی سبب ناواقفی کا ان دونون مین ہے یعنی زینب زید کو خاطر مین نہین لاتی بسبب
غیر کفو ہونے کے پس اوسوقت حضرت نے برضائے الہی یہ چاہا کہ اگر زید چھوڑ دیگا

تو زینب کی دلجوئی بغیر اسکے نہین کہ مین نکاح کرلون کذافی جامع التفاسیر لیکن منافقون اور کافرون کی بدگوئی سے یہ اندیشہ تہا کہ کہینگے اپنی لیپالک بیٹی کی جورو کو گہر دالا حالانکہ کسی کتاب اللہ مین لے پالک کو حکم بیٹے کا نہین نہ قرآن شریف مین نہ توریت و انجیل وغیرہ مین اور قرآن مین توصاف اللہ نے فرمایا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین ترجمہ نہین ہے محمد باپ تم مین سے کسی مرد کا لیکن ہے رسول اللہ کا اور خاتم ہے سب نبیون کا اب بیان ان چند شبہون کا جو عیسائی لوگ پیش کرتے ہین یہ ہے۔

شبہ اول۔ بعضے عیسائی جو کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم ایکروز بی بی زینب کے گہر گئے اونکو دیکہا تو آپ کی نظر مین اچہی لگین پس محمد صاحب بی بی زینب کے حسن و جمال پر عاشق ہوگئے جسکا ذکر سورہ احزاب کی آیۃ اور تفسیر بیضاوی سے یون لکہتے ہین کہ و تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس و اللہ احق ان تخشاہ ترجمہ اس آیت کا یون غلط کرتے ہین کہ تو چہپاتا تہا اپنے دل مین عشق زینب کا اور اللہ ظاہر کرنیوالا ہے اور تو ڈرتا ہے لوگون سے اور تجکو چاہئے اللہ سے ڈرنا تہے یہ عیسائی لوگ تغیر و تبدل اپنی کتابون مین کرکے قرآن شریف مین بہی اپنا دخل و تصرف کرنے لگے لیکن قرآن شریف مین ہرگز دخل و تصرف انکا نہ چلیگا۔
وتخفی فی نفسک کے معنے جو یون کرتے ہین کہ چہپاتا تہا تو اپنے دلمین اور ما موصولہ سے عشق زینب کا مراد لیتے ہین محض غلط ہے کیونکہ اللہ مبدیہ سے توصاف ظاہر ہے کہ اللہ نے ظاہر کیا آیا عشق ظاہر کیا یا نکاح اگر عشق ظاہر کیا تو ثابت کرین اس آیت مین کہانسے عشق ظاہر ہوتا ہے نہ ایسی بدگمانی اہل انصاف کو نچاہئے اگر یہ بدگمانی عیسائیون کو درست ہے تو کیا ہو دکی بہی بدگمانی عیسے کے حق مین درست ہوگی۔

شبہ دوم۔ اور اگر عیسائی لوگ یون کہین کہ محمد صاحب کے دل مین شوق بی بی زینب کا

ثابت ہوتا ہے بقول قاضی بیضاوی اسکے دو جواب ہین جواب اول کہ شوق ہونا عورتکا مرد کے دل مین ایک امر جبلی ہے کچھہ اختیاری نہین دیکھو پیدائش ۶ باب ۲ کہ خدا کی بیٹون نے انسانونکے بیٹون کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہین اور پیدائش ۲۹ باب ۱۸ مین ہے کہ یعقوب راحیل پر عاشق تھا سو یعقوب نے راحیل کے باپ کی سات برس کی خدمت اور حضرت داؤد نے اوریا کی جورو سے زنا کیا اور آخرکار اوسکے خاوند کو قتل کروا کر اوس عورتکو گھر مین داخل لیا اور حضرت عیسے کی محبت عورتونکے ساتھہ لوقا ۷ باب ۲ و ۳ سے ثابت ہے -

جواب دویم - اگر زید کو آپ طلاق دینے سے منع نکرتے بلکہ اذن دونون مین کوئی ڈہنگ جدائی کا ڈالتے تو جاے اعتراض بہی تہا بلکہ آنحضرت کی کمال خوبی پائی جاتی ہے کہ باوجود سب طرحکے قدرت و سامان کی پہر بہی آپ سے کوئی امر ایسا ثابت نہین ہے -

شبہہ سیوم - بعضے عیسائی کہتے ہین کہ اچھے لوگونمین ایسی خواہش ہی نہین ہوتی جیسے عیسے کا حال تہا سو اس مین کچھہ خوبی نہین خوبی تو تب تہی کہ جب حضرت عیسے کو خواہش ہوتی اور پہر بچتے اسکے سوا سب انبیاء علیہم السلام مین یہ خواہش تہی -

شبہہ چہارم - اگر کوئی عیسائی کہے کہ انجیل کے بموجب طلاق بے علت زنا جائز نہین تو انجیل کوئی شریعت کی کتاب نہین ہی شریعت توریت مین ہی کہ مسیح بہی اوسکے پابند تہے اور اوس مین (استثنا ۲۴ باب ۲) طلاق کی اجازت موجود ہے اور جبکہ انجیل مین توریت کا حکم در باب طلاق منسوخ کرنا جائز ہوا تو قرآن مین انجیل کی اس حکم کا نسخ کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن مین احکام شریعت ہین جیسے توریت مین -

شبہہ پنجم - بعضے عیسائی یہ دلیل لاتے ہین کہ محمد صاحب نے زید کو اپنی زبان سے بیٹا کہا تہا اسکے دو جواب ہین اول یہ کہ پیدائش ۲۶ باب سے ثابت ہے کہ حضرت اسحاق نی اپنی بی بی کو بہن کہا تہا دوسرے یہ کہ حضرت عیسے نے پطرس کو شیطان کہا متی ۱۶ باب ۲۳ جو ان باتون کا جواب ہے وہی زید کی بابت بہی سمجھہ لینا چاہئے فقط -

فصل ۱۵

جواب استفتا از دار الامامت

استفتا

عیسائی لوگ اکثر مسلمانونکو یہہ الزام دیتے ہین کہ اونکی مذہب مین وَالقَدرِ خَیرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ جو تعلیم ہے اسے
خدا شر کا بانی قرار پاتا ہے اور یہہ خدا کی قدوسی کے برخلاف ہے پس اسکا جواب مسلمانونکی طرف سے کیا ہو سکتا ہی آیا
اس مسئلہ کو تسلیم کرنا چاہیے تو مذہب اسلام پر الزام قایم رہیگا اور اگر نہ تسلیم کرین تو اسلامی
عام عقیدہ سے انکار کرنے پڑیگا **بینوا توجروا**

جواب حقتعالی اپنے مخلوق کے واسطے شر کی ہدایت نہین کرتا ہے اور وہ شر کا بانی
بھی نہین ہے اور دنیا مین کوئی شر موجود بھی نہین ہے ذرا غور کرنے سے یہہ عقدہ حل ہو جاتا ہے
کہ خدا نے کوئی شی ایسی نہین پیدا کی جسے فی نفسہ شر کہنا چاہیے مگر تمام کامونمین افراط و تفریط
ہی شر کا باعث ہو جاتا ہے یعنے ہر کام مین اوسکی حالت اعتدال ہی خیر ہے اور اوسمین بے
اعتدالی ہی شر ہو جاتا ہے چونکہ اس سے تو کسیکو انکار نہین ہے کہ خدا نے ہر جاندار کو تھوڑا بہت
اختیار دیا ہے تاکہ عدالت کے دن اوسی مقدار پر اوسکی جزا و سزا تجویز ہو مثلاً بچونکی خطا و نیز مواخذہ
نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ معذور ہین اور وہی بچے جب جوان ہوتے ہین تو ذرہ ذرہ اونکی کام قابل
لحاظ ہو جاتے ہین اسیطرح مسکینون سے دولتمندون اور اختیار والون کے ساتھہ مواخذہ
نہین ہوتا ہے اور نہ دولتمندون سے مسکینون کے ساتھہ ہان محتاج حج و زکوٰۃ سے معاف
کیئے گئے ہین نہ یہہ کہ نماز و روزہ سے بھی اور دولتمند و نیز حج و زکوٰۃ اسیطرح فرض کیا گیا ہے
جیسے کہ نماز روزہ غرض یہہ کہ دنیا عالم امتحان ہے جسکو جسقدر خدا نے امکان عطا کیا ہے اوسی
اوسیقدر مواخذہ شرط عدالت ہے جانور بھی بہاگ جانے یا سینگ مارنیکا اختیار رکھتی ہین اور
یہہ اونکی سزا و اذیت کا باعث ہوتا ہے برخلاف اونکی راستی اور شایستگی کے کہ یہہ اونکی

خوشحالی کا وسیلہ ہے پس انسانکو جو خدا نے زندگی دنیا مین کسقدر اختیار نیک و بد کا عطا
کیا ہے اوسکی وجہ سے ہر کام مین جو سلامت روی اور فرمانبرداری ہے تو وہی خیر ہے اور
جب اسمین افراط و تفریط ہوئی وہی شر ہوجاتا ہے مگر شر کوئی خاص چیز نہین ہے اور خدا خیر کا
یا شر کا خالق اسوجہ سے ہے کہ اوسی نے ہر کام مین یہہ دونون خاصیتین رکھی ہین کوئی
دوسرا نہین ہے جو اوسکا خالق ہو لیکن خدا شر کا بانی اوسوقت ثابت ہوتا جب دنیا مین کسی
شے محض شر کا وجود پایا جاتا مگر ہر کام مین افراط و تفریط جو انسان کیطرف ہوتی شر کو ظاہر کرتی ہے
مثلاً کوئی دوا کسی مرض کے لئے مفید ہے مگر مقدار سے زیادہ اوسکا استعمال وہی مضر ہوگا
باعث ہوتا ہے ہان سم بھی انسان کے اکثر حالتون کی اصلاح کیواسطے پیدا کیا گیا مگر اوسکی
بے احتیاطی استعمال ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور بہت اشیاء ہین کہ جو انسان اونسے بہلائی
کیئے گئے ہین مگر باوجود اسکے بہر جرات اونکی استعمال کے خطرناک ہوجاتی ہے شیطان کو
بھی خدا نے بد نہین پیدا کیا تہا مگر اوسکی اختیار سے جسکا ناروا استعمال اوس سے وقوع مین آیا
یعنے نافرمانی اوسکی بدحالی کا باعث ہوا اور چونکہ وہ فرشتہ تہا انسانون کے اغوا پر اوسی
مقدرت خاطر خواہ حاصل ہوئی جیسے ہوا کے متعفن ہونے سے مخلوق مین امراض پیدا ہونا
ممکن ہوجاتا ہے اور اغواے شیطانی سے بچنے کے لئے الہامی ہدایت بڑا وسیلہ ہوجاتی ہین
اگر وہ عملی ہون اور اونپر بکوشش عمل کیا جاے جسطرح ہوا کے ضرر سے بچنے کے لئے طبیب کی
مجوزہ دوا مفید ہوجاتی ہے اگر وہ تشخیص صحیح کے ساتہہ احتیاط سے استعمال کیجاے
پس حقتعالی نے جس لئے اپنے بندون کے واسطے اسقدر اہتمام ہدایت فرمایا کہ پیغمبرونکو
بہیجا اور کتابین نازل کین وہ تعلیمات خیر کے سوا کبھی شر کو پسند نہین کرتا اور جسچیز
خدائی تعالی پسند نفرمائی اوسکا وجود کیونکر قایم ہوسکتا ہے پس شر دنیا مین کوئی چیز نہین
ہے مگر ہر نیک کام کا ناروا استعمال ہی شر کہلاتا ہے اور شیطان کو البتہ مجسم شر یا شر کا
مخزن کہہ سکتے ہین کہ جو انسان سے نیک ہر کام مین شر کی خاصیت ظاہر کروا سکتا ہے —

وَمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اور اوسکی یہی وجہہ ہے کہ ملائکہ جسم لطیف کے
ساتہہ مخلوق کئے گئے ہین اور ہر جسم لطیف دو کیفیتون کا مجموعہ نہین ہو سکتا مثلاً
ہوا کبہی نصف سرد اور نصف گرم نہین ہو سکتی اور شیشا جس رنگ سے ایک طرف
رنگین کیا جائے دوسری طرف وہی رنگ ظاہر ہو جائیگا برخلاف اور دہاتون وغیرہ
کے کہ کثیف ہونیکی سبب دونون طرف مختلف رنگ قبول کر سکتے ہین پس شیطان جب
آلودہ لوث شر ہوا تو سوا شر کے اوسمین کوئی دوسری کیفیت باقی نرہی اور ہمہ تن شر ہونا
اسکے لئے لازمہ حال ہو گیا اور اوس سے جو تاثیر ظاہر ہوتی ہے وہ سوا شر کے اور کچھہ نہین ہے
پہر اگر کوئی کہے کہ خدا جو شر کا بانی نہین تو خیر کا بہی بانی نہو گا کیونکہ یہہ دونون خاصیتین
ہر کام سے افراط و تفریط کیحالت مین پیدا ہو جاتی ہین تو مین کہتا ہون کہ خدا خیر کا بانی ہے
کیونکہ اوسنے ہر چیز ہمارے فایدہ کے لئے پیدا کی ہے مگر اپنے اختیار کی وجہہ سے جو ہم اوسمین افراط
و تفریط کرتے ہین یہی شر ہو جاتا ہے پس ہر کام مین شر کی خاصیت خدا کیطرف سے رکہی گئی ہے
مگر اوسکا ظہور ہمارے سوء استعمال سے ہے کیونکہ خدا نے ہر مخلوق کو کسیقدر اختیار عطا کیا ہے اگر یہہ
نہوتا تو عدالت کسطرح کیجاتی اسکے سوا خدا نے ہماری ہدایت کے لئے جو کتابین نازل کین اور انبیا علیہم
السلام کو بہیجا اس سے ثابت ہوا کہ خدا خیر کا بانی ہے اور شر کے لئے کوئی ایسا اہتمام نہین کیا گیا
مگر شیطان اپنے اختیار کی وجہہ سے خود نافرمانی کر کے مجسم ہوا حالانکہ خدا نے اوسی ہی نیک
پیدا کیا تہا اور یہی وجہہ ہے کہ والقدر خیرہ و شرہ مین پیشتر خیر کا لفظ آیا ہے کہ خیر
تو ضرور خدا کیطرف سے ہے مگر مخلوق کے سوء استعمال کے سبب اوس سے شر کی کیفیت ظاہر ہو جاتی
اور اسوجہہ سے خیر و شر دونون کا خالق خدا ہے نہ یہہ کہ اور کسی وجہہ سے یہی جو پیشتر مذکور ہو چکی
کہ خدا محض خیر کا بانی ہے اور سوء استعمال مخلوق سے اوسمین شر پیدا ہو جاتا ہے مَا اَصَابَكُمْ
مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوری) اور دوسرے مقام مین حقتعالی فرماتا ہے
وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (کہف ع ۴)

مثلاً خدا نے انسان کو چلنے کیواسطے پاؤن عنایت کئے ہین نہ یہہ کہ کوئین مین گرنیکے لئے

پس کوئی جاندار اپنے مقرری اختیار سے اگر کوئین مین جاکر گری تو پاؤن عنایت کرنیوالے پر

یہہ الزام نہین ہے لیکن ہر کام سے خیر یا شر کا ظاہر ہوتا ہی

اسیوجہہ سے ہے کہ اگر یہہ نہوتا تو انسان کو نیک وبد کا

اختیار دینے سے کیا فایدہ تہا اور عدالت کے دن کی بہی

ضرورت کیا تہی پس اسکے سوا بندون کے امتحان

فرمانبرداریکا اور وسیلہ نہین ہے

کہ خیر و شر دونون باتون مین انہین

اختیار دیا گیا اور مین تو سب سے بہتر

اسکا سبب یہی بیان کرسکتا ہون

کہ یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۵

فصل ۱۶

ایک لسبپ یعنے بڑی پادری صاحب متوطن انگلستان کا اس توریت سے انکار اور اس جرم مین

پادری صاحب موصوف پر بعض ولایتی عیسائیون کی طرفسے الزام و زیربرد ہے بطور دنیاوی حکومت

بشپ کولنزو صاحب کہ انگلستان کے فضلاء اکابر مین سے ہین اونہون نے اپنی توریت کی نسبت

یہہ ظاہر کی کہ یہہ کتاب حضرت موسیٰ کی نہین لکہی ہوئی اور الہامی کتاب نہین

بلکہ ایک تواریخ معتبر ہے ایسی رائے کے لکہنے سے وہ اپنے عہدہ بشپ سے معطل ہوے

پراوی کونسل ملکہ معظمہ مین اپیل کیا ہے دیکہئے کیا ہو فقط

جس شخص نے اس کتاب کو پڑہا ہوگا اوسکو بہت سے شبہات اس کتاب مین ہونگی کہ وہ

حضرت موسیٰ کی ہو۔ (از نجم الاخبار میرٹہہ مطبوعہ یکم جون ۱۸۶۳ع مطابق ۲۵ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۹ہجری

نمبر ۲۲ جلد ۲ صفحہ ۱۰

فصل ۱۷

یروسلم جدید یعنی بیت المقدس

اکثر سیاح یروسلم جدید (کیونکہ یروسلم قدیم بابل کی اسیری مین غارت ہوگیا تہا) کا گہیر (یعنی
وہ شہر پناہ جو سنہ ۱۵۴۲ء مین سلطان روم سلیمان بن سلیم شاہ نے بنوائی) اڑہائی میل کا ٹہراتے
ہین اور اگر زیادہ بہی ہو تو تین میل سے زیادہ نہوگا مقام مذکور پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
شہر جدید قدیم شہر کی جگہہ پر تعمیر ہوا ہے اور بہ سبب اسکے کہ یہ شہر ابتدا سے چہوٹا ہے چند اطراف
مین اسکے بہت زمین ہی جو سابق مین شہر کے اندر تہی اب باہر پڑگئی ہے چنانچہ آدہا کوہ صیہون
اوس کی چاردیواری کے باہر ہے جو آگے اندر تہا شہر جدید کی چاردیواری اونچی مضبوط اور
کنکرہ دار پتہرون سے ٹہوس بنی ہے اور برابر جابجا اوسکے برجون مین رندے اور ترکش بنے
ہین اس شہر کو سات پہاٹک ہین دو اوتر رخ اور ایک پچہم ایک پورب ایک حرم شریف کہلاتا اور
اور دو دکہن رخ ہین شہر کے اندر تین بڑی سڑکین ہین ایک جسے باب الدمشق کہتے ہین جو
اوتر دکہن رخ جاتی ہی دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچہم جاتی ہی تیسرے غمخوارون کی سڑک
مشہور ہے اور یہ وہ راہ ہے جس سے عیسٰی مسیح کو صلیب دینے کے واسطے لیگئے انکی سوا سات
سڑکین اور ہین جو اون کی نسبت چہوٹی ہین اور نام اونکے یہ ہین کوچہ مسلمین کوچہ نصارا کوچہ ارمنی
کوچہ یہود کوچہ الظاہرہ کوچہ مغربین کوچہ باب حوت - معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے سب باشندے
بیس ۲۰ یا تیس ۳۰ ہزار آدمی سے زیادہ نہونگے ڈاکٹر ریچرڈسن صاحب کی حساب سے معلوم
ہوتا ہے کہ اون مین پانچ ہزار عیسائی اور دس ہزار یہودی ہین بکنگم صاحب یون فرماتے
میری سمجہہ مین مسلمان سب سے زیادہ ہونگے اور بہ نسبت یہودیون کے یون کہتا ہے کہ ذکریا جو آقا
شریف کا صراف ہے یون کہتا ہے کہ یروسلم مین فقط ایکہزار یہودی مرد اور تین ہزار عورتین ہین اور
اوسکا سبب یہہ ہے کہ کوئی یہودی یہان آکر نہین بستے مگر وہ جو تکلیف کا متحمل ہو یا ایسا دولتمند
جو قرض دیکر سود سے گزران کرتے ہین کیونکہ تجارت کا یہان نام بہی نہین جس سے کوئی گزران کرے

ہوا ہین چونکہ یہ جانتی ہین کہ ہماری پرورش ضرور یروسلم ہی مین ہوگی اس باعث سے عورتونکی
بڑی کثرت ہے مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد نواح مین رہتے ہین اور عیسائی اپنے
خانقاہون اور گرجون کے آس پاس اور یہودی کوہ سیہون کے دامن مین اور اوس کے
آس پاس کے نشیب مین قصائیونکے محلہ کے نزدیک رہتے ہین یہ تینون قوم یروسلم کو
مقدس سمجھتے ہین خصوصًا یہودی اس خیال سے کہتے ہین کہ جو یروسلم مین وفات پاکر یہوشفاط
کی وادی مین مدفون ہوتا ہے وہ خوش قسمت ہے بس یہی سمجھکر ان تینون قومون نے
شہر مذکور مین اپنے اپنے واسطے معابد تعمیر کروائے ہین اور ان ہی کے سبب سے یروسلم کا
حج کرنا حسنات اولا سے مقرر کیا گیا ہے۔ عمارت جو اہل اسلام سب سے متبرک جانتے ہین
وہ مسجد جو خلیفہ عمرؓ نے تعمیر کی الصخرا نام پر معروف ہی معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت حضرت
عمرؓ نے یروسلم کا محاصرہ کرکے اوسے لیلیا تہا اوسوقت عیسائیون کے بطریک یعنے امام
سے عرض کی کہ مسجد کیواسطے کونسی جگہہ بہتر ہوگی بطریک موصوف نے سلیمانؑ کی ہیکل
کی اوجاڑ جگہہ کو دکہایا اور کہا کہ یہ سب سے بہتر جگہہ ہے اسطرح مسجد مذکور تعمیر ہوئی مسجد کا احاطہ
حرم شریف کے نام سے نامزد ہے اوس مین کوئی عیسائی ہرگز نہین جانے پاتا اور اگر دغا سے
داخل ہو اور کہلجائے تو ضرور اوسے قتل کرین جسوقت صلیب دارون کی فوج نے یروسلم
کو اپنے قبضہ مین کیا تہا اوسوقت اونہون نے اوس مسجد کا گرجا بنوایا تب سے اس زمانہ
تک کوئی عیسائی اوس مین داخل نہوا مگر ایک شخص یعنے ڈاکٹر ریچرڈسن صاحب جسنے اپنی
طبابت کے وسیلہ اہل اسلام کے امام سے ایسی موافقت پیدا کی تہی کہ اونکو خود مین یا
مسجد کے اندر لیگیا پس ڈاکٹر صاحب موصوف کے حسب بیان اوس مسجد کا احوال لکہتے ہین
صاحب موصوف فرماتا ہے کہ حرم شریف لمبائی مین اکہتر اچار سو نتنانوے فٹ ہے
یعنے الاقصے نام مسجد کی نماز کی محراب سے باب الاسلام تک اور عرض مین نوسو چپانوے فٹ ہے
اوس احاطہ مین نارنگی زیتون اور سرو کے کئی ایک درخت لگے ہین پر اسقدر نہین کہ

جنگل ہو جاوی اوسی احاطہ کے درمیان ایک پختہ سنگ مرمر کی کرسی جو چارسو پچاس فٹ مربع
مین ہی دہری ہے کہ احاطہ کی سطح سے بارہ چودہ فٹ اونچی ہے اوسپر چڑہنے کیواسطے چاروں طرف
اچھی اور کشادہ سیڑہی بنی ہے چنانچہ پچھم رخ تین اور اوتر کیجانب دو اور پورب کیطرف ایک
اور دکھن سمت دو اور ہر ایک سیڑہی کے اوپر اچھی اچھی اور اونچی اونچی محراب بنی ہے جو
نہایت خوشنما نظر آتی ہے اوسکی بالکل کرسی سفید و آسمانی رنگ کی سنگ مرمر سے بنی ہے تین
اوسکے پتھر بعضے بہت پرانے ہین جنپر طرح طرح کی صورتین تراشی گئی ہین اونسے یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ یہ کسی قدیم عمارت کی تھی اوس کرسی کے کنارے پر بہت سے حجرے بنے ہین
جن مین درویش و ملا و موذن اور سب سامان مرمت کے موجود رہتے ہین لیکن سب سے
حسین وہ مسجد ہے جو کرسی کے بیچ و بیچ ہے اور بنام الصخرا مشہور اسلئے کہ مسجد کے اندر ایک پتھر
ہے جسے کہتے ہین کہ جب نبوت پہلے پہل ہوئی اوسوقت یہ پتھر آسمان سے گرا اور اسجگہ پر
پڑا ہے اسے کہتے ہین کہ سب اگلی نبی جب نبوت کرتے تھے اوسی پر بیٹھتے تھے جب تک نبوت کی
نعمت رہی یہہ پتھر رہا جب وہ موقوف ہو گئے تو پتھر بھی اوڑجانے پر تھا مگر جبرئیل نے
ہاتھ سے تھام رکھا جب تک محمد صلعم نہ آیا اور اوسنے اس ہی جگہہ پر اوسکو ہمیشہ کیواسطے
قایم کیا یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ایک ایک پہل ساٹ فٹ کا ہے اس مین چار باب
ہین باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنتہ ایک دروازہ پر ایک اوسارا بہت
پہلا درجہ اسکا سنگ مرمر سے بنا لیکن جو پتھر اوس مین لگے ہوئے پائے جاتے ہین وہ ایسے
قدیم ہین کہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہیکل کی سنگ ہونگی سب دیوارین دلدار بنی ہین ایک دیوار
کے پتھر مربع دوسرے کے ہشت پہل اسیطرح تمام دیوارون مین ہین اسکے سنگ مرمر کا رنگ
سفید ہے مگر اونہون نے اوسکو جابجا نیلاہٹ پیوستہ کی ہے کہ خوبصورت معلوم ہو
اس درجے مین کوئی کہڑکی نہین ہے مگر اوپر کے درجہ مین ہر ایک پہل مین ساتھ ساتھ
اونچی کہڑکیان مین اور سنگ مرمر کی عوض مین تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بلند بنی ہے

جن پر چارونطرف قرآن کی آیتین بخط جلی لکھی ہین یہ سب عمارت ایسی خوب معلوم ہوتی ہین
کہ ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہین کہ اس عمارت کے دیکھنے سے مجھے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری
عمارت سے ہرگز نہین ہوئی مسجد مذکور مین بہی اون عیسائیونکے حجر صخرا کے سوا چند اور تحفہ جات
ہین جن کو اہل اسلام متبرک جانتے ہین چنانچہ ایک بڑا پتہر ہے جسے کہتے ہین کہ محمد کے بستر تہا
سنگ مذکور بیچ مین ٹوٹا ہی اور ایک صندوق ہی جس مین ایک سوراخ ہاتہہ جانیکے لائق
ہے اسکے اندر قدم رسول ہے پہر سنگ سبز ہے جو مربع چودہ تسو ہی جس مین اٹھارہ سوراخ
کیل کے لائق بنے ہین اسکی یہ خاصیت ہے کہ ایک زمانہ کے ختم ہونیکے بعد ایک کیل اسمین سے
غائب ہو جاتی چنانچہ اس مین سے ساڑہے چودہ غائب ہوگئی ہین اور ساڑہی تین
باقی ہین کہتے ہین کہ جب یہہ سب غایب ہو جاوینگے تو اس جہان کا خاتمہ ہوگا اسکے
علاوہ یہ بہی کہتے ہین کہ اس مقام پر سلیمان ابن داود کا مدفن ہی معلوم ہو کہ مسجد مذکور
کا گنبذ نوّے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ چہت اسکے شیشے کی پتوتنے بنی ہے
جسپر سے تمام یروسلم دکہائی پڑتا ہے۔ پادری راگر صاحب کا یہہ بیان ہے کہ اہل اسلام
عیسائیون کو مسجد مین جانے نہین دیتے اسکا یہ سبب ہے کہ وے سمجہتے ہین کہ جو
دعائین اور منتین یروسلم والے الحرم مین مانگینگے خدا تعالی ضرور سُنے گا اگر وے
یہ دعا مانگین کہ اہل اسلام یروسلم سے خارج اور عیسائی بحال ہون تو خدا تعالی ضرور
اوسکو بہی سُنیگا۔ یہودیون نے جو یروسلم مین رہتے ہین دو عبادت گاہ بنائی لیکن دونون
چہوٹی اور بدمنظر معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم نے اہل اسلام کے سبب سے بہت ظلم
اوٹہایا ہے کہ اون مین کئی ایک دولتمند تو ہین لیکن شان وشوکت سے گزران نہین
کرتے اب تک وہی مثل اونپر بحال ہوتی ہے کہ وہ جو اپنے دروازے کو زیادہ بلند کرتا شکین
کو ڈہونڈتا ہے اور یہی سبب ہے کہ سب سے بڑے دولتمند یہودیونکے گہرون کو جاکر دیکہو
تو باہر سب ٹوٹے ہوئے نظر آتے ہین اور اندر اچہے اور کشادہ مکان ہین جنمین

فرش فروش بچھے اور اہل خانہ آرام وچین سے رہتا ہے معلوم ہوتا ہی کہ اون کی
عبادتگاہون مین عورتون کیواسطے الگ الگ جگہہ مقرر ہین جن مین کوئی جاوے تو فقط دیکھنے
کیواسطے جاسکتا ہے پر عبادت مین ہرگز شریک نہین ہوسکتا کہتے ہین کہ ہر ایک عورت
شادی کے بعد اور سال بسال ایک مرتبہ جاتی ہی — اوپر عبادتگاہونکا مذکور ہوا اب
اس بیان کے تمام کرنے سے پیشتر کچھہ مفصل حال خانقاہ کا لکھتے ہین انمین سے دو خانقاہ
مشہور ہین ایک تو لاطینی اور دوسری ارمنی لاطینی خانقاہ شہر سے اوتر پچھم اور یونانی
دکھن پچھم کی سمت ہے دونون مین حاجیون کی سمائی ہوسکتی ہے چنانچہ ارمنی کا خانقاہ
مین ایکہزار شخص رہ سکتے ہین ارمنیون کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہے اور اوسمین
اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہین کہ تمام جہان مین دستیاب نہوسکینگے ظاہر
ہوتا ہے کہ ہر وقت یونانی ولاطینی آپس مین برابری کیا کرتے تھے اور کبھو کبھو ایسا بھی
ہوتا تھا کہ شریعت وانجیل کو چھوڑ لاٹھی لے خوب مارپیٹ کرتے تھے اور سچی دینداری کی
بے عزتی اور دین حق کی بے حرمتی صاف ہوتی تھی

یروسلم مین ایک نیا ماجرا ہوا کہ ملکۂ انگلستان اور شاہ پروشیا نے باہم عہد وپیمان
کرکے ایک گرجا تعمیر کرنیکا ارادہ کیا جس مین خدا کی عبادت انگلستان کے کلیسیا کیطور
پر ہو سو آشکارا ہوتا ہے کہ گرجا مذکور کے لئے زمین ملی اور اوس کی نیو بھی ڈالی گئی پر اب تک
تعمیر نہ ہوسکا اسلئے کہ ارمنی ویونانی ولاطینی عیسائی اس تدبیر سے ناخوش اور تامقدور
اسکے باطل کرنے مین مستعد وسرگرم ہین اور اب نہین معلوم کہ کب اسکا نیک انجام ہوگا
وادی جو یروسلم کے پورب طرف ہے اور یہوشفات کے نام سے مشہور ہے اوسکا طول دو یا ڈیڑہ
میل ہوگا اوسکے کنارے پر گتسمنی کا باغ ہے اور شاہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک
مقبرے بعضے بلند وعالیشان وبعضے ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہین یوئیل نبی کی کتاب
سو باب ۳ مین ایسا لکھا ہے کہ اون دنون مین ساری قومون کو اکٹھا کرونگا اور اونکو یہوشفاط کی

وادی مین لیجاؤنگا پہر آیت ۲ مین یہ لکہا ہے کہ غیر قومین بیدار ہوکر یہوشفات کی وادی مین چلین کیونکہ چارونطرف کے غیر قومون کے انصاف کرنیکو مین وہان بیٹہونگا ان آیتون سے یہودیون نے یہ سمجہا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی بنی آدم کی عدالت یہوشفات کے وادی مین کریگا اور اس زمانے کے بعضے عیسائی بہی جو اس خیال کی سرگرمی سے پیروہین کہ قوم یہود پہر اپنے ملک مین اکٹہی ہوگی اور مسیح سرفرازی کی حالت مین یروسلم مین تخت نشین ہوکر ساری غیر قومون کی عدالت یہوشفات کی وادی مین کریگا اور اہل اسلام بہی جو قدس کے نواحی مین رہتے باوجودیکہ اس خیال کا قرآن وحدیث مین کہین نام ونشان نہین پایا جاتا ہے برابر کہتے آئے کہ اس عدالت مین محمد صلعم بہی مسیح کا شریک ہوکر ایک خاص مسند پر بیٹہیگا لیکن شاید اور وے تجویز کسیکا خیال اسقدر مین صحیح اور درست نہ ٹہریگا کیونکہ اصلی لفظ یہوشفات کے معنے یہہ ہین یہوواہ کی عدالت اسپر اکثر عالمونکا یہ خیال ہے کہ اسکا ترجمہ کرنا واجب تہا اور یہ بہی کہتے ہین کہ اوس وادی نے کیونکر یہوشفات نام پایا کوئی نہین کہہ سکتا بلکہ گمان غالب ہے کہ نبی کی عبارت کے سبب سے یہود کے عالمون نے اس وادی کا یہ نام رکہا ہوگا فقط الکتاب کے مقامات المعروف چہاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ ع صفحہ ۲ - ۲۶ و ۳۳ -

جہنم عبرانی لفظ ہے یعنے گیہنوم اور اوسکے معنے ہنوم کے وادی یا درہ ہے ہنوم نام ہے کی یہ وادی یروسلم کے پاس دکہن طرف تہی یوسیاہ بادشاہ کے وقت سے پیشتر یہودی یہان مالک بت کی پوجا کرتے تہے ۲ سلاطین ۱۶ باب ۳ - اور ۲ تواریخ ۲۸ باب ۳ -

یہ بت جسکو مسلمانون نے دوزخ کا داروغہ ٹہرایا ہے پیتل کا بنا تہا اوسکا چہرہ بیل کا سا تہا اور اوسکے ہاتہہ پہیلے ہوئے گویا اپنے عابدونکو گود مین لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کرکے اپنے لڑکونکو اوسکی گود مین ڈالتے اور اون کی چلانے کی آواز دبانیکے واسطے اوسوقت ڈہولکون کو

بجاتے تھے یہ ڈھولکین عبری مین (توف) کہلاتی ہتین اور اسواسطے اُسجگہہ کا نام توفت بھی تھا یرمیاہ ۷ باب ۳۱ و ۳۲ - بابل کی اسیری سے لوٹنے کے بعد اگلی بُت پرستی سے ڈر کر یہودی اس مقام سے بہت نفرت رکھتے تھے اور یوسیاہ بادشاہ کے طور پر (۲ سلاطین ۲۳ باب ۱۰) اونہون نی اوسکو (یعنے مالک بُت کو) بہت خراب کیا چنانچہ شہر کا غلیظ وہان پھینکا جاتا اور اس غلیظ کو جلانے کے واسطے وہان رات دن آگ جلتی رہتی اسواسطے وہ بہت ڈرونی اور گھنونی جگہہ اور دوزخ سے کچھہ بہت مشابہت رکھتی تھی یون رفتہ رفتہ محاورہ مین اوسکا نام دوزخ کا نام ہوگیا جسطرح کہ عیسائیون اور مسلمانون کے محاورہ مین فردوس جسکے معنے باغ ہین اور خاص باغ عدن کا نام تھا (یعنے عیسائی محاورہ مین) بہشت کا نام بہی ہوگیا ہے فقط - از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ آلہ آباد جلد اول صفحہ ۹ ہ د ۵۰ سنہ ۱۸۶۶ع

ماہ محرم سنہ ۹۳۵ ہجری مین بادشاہ فرانس سلیمان خان سلطان قسطنطنیہ کو خط لکھا اور عبادتگاہ نصارا یعنے بیت المقدس کی درخواست کی سلطان سلیمان نی جواب لکھا کہ مدت دراز سے وہ مقام مسجد اہل اسلام ہے اب وہ گرجا گھر نہین ہو سکتا اور یہ مقدمہ دین اور مذہب کا ہے اگر مال وجاگیر مانگتے تو مین تمہین دیتا فقط - از تواریخ قیصر روم چھاپہ مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۲۰ -

فصل ۱۸

کوہ سینا کے بیان مین

کوہ سینا وہ پہاڑ ہے جو یہودی و عیسائی و محمدی قومون مین مشہور ہے کہ اوسپر خدا تعالی نے شریعت عطا فرمائی چنانچہ اسکا احوال خروج کی کتاب کے ۱۹ باب ۱۸ سے یون ظاہر ہوتا ہے کہ کوہ سینا پر زیروبالا دہوان تھا کیونکہ یہوواہ شعلہ مین ہوکے اوسپر اوترا اور تنور کا سا دہوان اوسپر سے اوٹھا اور پہاڑ سراسر لرزا اور جب قرنا سے کی صدا بہت

بلند ہوئی چلی جاتی ہتی تب موسیٰ نے کلام کیا اور خدا نے اوسے ایک آواز سے جواب دیا

اور بیسوین باب و آئندہ بابون مین شریعت کے احکام کا بیان جو اوسوقت ظاہر ہوا

موجود ہے بلحاظ اس ماجرے کے کوہ مذکور ایک طور پر کوہ مقدس سمجہا جاتا تھا بلکہ

خروج کی کتاب مین اسکا خطاب خدا کا پہاڑ رکہا گیا ہے دیکہو ۳ باب ۱۔ کوہ سینا

ملک عرب کے ایک جزیرہ نما پر واقع ہے جسکے ایکطرف بحیرہ قلزم یا لال سمندر ہے

اور دوسریطرف خلیج اقابہ ہے اس جزیرہ نما کے درمیان ایک سلسلہ پہاڑون کا

پورب پچہم رخ جاتا ہے جو عرب والون مین الطائی نام پر مشہور ہے اس سلسلہ

کی دکہن طرف اور اوسکے عین درمیان وہ کوہستان ہے جس مین سینا و حوریب و فاران

ملتے ہین لیکن یہہ کوہستان الطائی سے پیوستہ نہین کہ انکے درمیان ریگستانی وادی

پڑے ہین بلکہ یہہ بہی فرق ہے کہ الطائی کی بہ نسبت یہہ کوہستان بہت اونچا ہے

اوس کی چوڑائی لمبائی بیس کوس سے کم نہوگی پورب و دکہن رخ سمندر تک

اکثر چہوٹے پہاڑیان ملتی ہین اور میدان نہین مگر پچہم یعنے مصر کی سمت ایک بڑا وسیع میدان

موجود ہے جسے اکثر ریت کا ریگستان گمان کرتے ہین پاک کتاب کے ہر ایک تلاوت

کرنیوالیکو یہہ معلوم ہوگا کہ خدا کا پہاڑ کبہی حوریب کہلایا کبہی سینا اور بعضے مختلف نام کے

سبب سے اس مین گڑبڑا گئے ولیکن گڑبڑانے کا کوئی سبب نہین کیونکہ اکثر آیتونکی

مقابلہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حوریب تو تمام کوہستان کا نام ہے جسکے فقط

ایک چوٹی کا نام سینا کہلایا اور دوسری چوٹی کا فاران اگر یہہ سچ ٹہرے تو حوریب کی بابت

کچہ شک نہین کہ کیا تہا ہوا اگر بحث ہو تو فقط اسی پر کہ سب چوٹیون مین سے کون چوٹی

وہ ہے جو زمانہ قدیم مین سینا کہلائے دو چوٹی تو ہین جو آجکل سب سے زیادہ

مشہور ہین ایک جیسے اہل عرب الطور یا جبل سینا کہتے ہین اور دوسری جو جبل

کترین کہلاتی ہے اور یہ روایت کہ یہی کوہ سینا ہی برابر چلی آتی چنانچہ سیکڑون برس کے

وہان عیسائیون کی ایک خانقاہ تعمیر کی ہوئی ہے اور گرجا بہی کوہ مذکور کی چوٹی پر جہان
اہل عرب و عیسائی بندگی کرتے ہین بنا ہے جبکہ ایک مشہور سیاح صاحب کا وہان
گذر ہوا تو اونسنے دریافت کیا کہ قسطنطین کی والدہ نے ایک چھوٹا سا گرجا موسے پر
خدا کے ظاہر ہونے کی یادگاری مین بنوایا تہا بعد اوسکے جب سیکڑون راہبون اور
حاجیون کی آمد و رفت ہونے لگی اور اونہون نے بیدادیون سے سخت مصیبت
پائی تب آخر کار عیسائی شاہ روم جسٹی نین نامی سے گزارش کی کہ اون کی مدد کیجاوے
چنانچہ شاہ موصوف نے اس عرض معروض کے باعث یہ خانقاہ بنوائی بادشاہی
اصلی اجازت تو یہ تہی کہ جبل موسی کی عین چوٹی پر تعمیر ہووے لیکن جب معمارون
نے دیکہا کہ یہان پانی میسر نہین آتا تو اونہون نے وہان کے ارادہ سے باز آکر
دامن مین بنائی ۔ کترین جسکا نام ہے وہ ایک مقدس عورت تہی شہر اسکندریا کے
رہنے والے اور مسیح کے نام کیواسطے شہید ہو گئے تہے کہتے ہین کہ ایک راہب نے
خواب دیکہا تہا کہ فرشتے اوس شہیدہ کی ہڈیان لیگئے اور کوہستان کے سب سے اونچی
چوٹی پر دفن کیا جب وہ چونک اوٹہا تو گئی اور گو اپنی ہمراہ لے چوٹی پر گیا اور ہڈیان
پائین اور وہان سے اوٹہا کر خانقاہ کے گرجے مین مدفون کردین تب سے چوٹی
مذکور جبل کترین کے نام سے مشہور ہے اور خانقاہ بہی کبہو کبہو مقدس کترین کے نام سے
مشہور ہے اور خانقاہ بہی کبہو کبہو مقدس کترین کی کہلاتی ہے پر اوسکا اصلی نام
مسیح کے تناسخ کی خانقاہ ہے اسلیئے کہ مسیح کی صورت کی تبدیل ہونے کی یادگاری
مین بنی تہی ۔ اوپر کا بیان ایک عربی نوشتہ سے جو راہبونکے کتب خانہ مین ہے
اقتباس کیا گیا اسکے سوا پہاٹک کے اوپر ایک عربی خط کا کتابہ ہے جسکا یہ مضمون ہے
کہ یہ خانقاہ جسٹی نین بادشاہ سے اوسکے جلوس کے تیسوین سال اپنے اور اپنی بیگم
تہیوڈورہ کی یادگاری کے واسطے تعمیر کی گئی ہے پر تعجب ہے کہ کسی کاریگر نے

جو محمدی ہوگا اس کتاب مین قرآن کی ایک آیت داخل کی ہی (نہ معلوم کہ راہبون کو اس سے واقفیت
تھی یا نہین) مگر اتنا تو ظاہر ہے کہ کتاب مذکور قدیم نہین ہی اس خانقاہ مین ایک عمدہ گرجا ہے
جس کی چھت ستونون کی قطار پر ہے اور قربان گاہ کی محراب پر گرجے کے بانی بادشاہ اور اوسکی
ملکہ کی تصویر ہے فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور بہت سی فانوسین اور تصویرین اور جھاڑ
روپہلی جابجا لٹکے ہوئے ہین پر ایک طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اوس گرجے کے پاس ایک مسجد
ہے جو ایسی وسیع ہے کہ دو سو آدمی اوس مین سما سکتے ہین کہتے ہین کہ سلطان روم
سلیم نامی نے عیسائیون سی ناراض ہو کر خانقاہ کے ڈہا دینے کا ارادہ کیا تھا اس عرصہ
مین راہبون نے خبر پاکر اس مسجد کی تعمیر شروع کی کہ شاہ مذکور مسجد کے سبب سے خانقاہ کو
چھوڑ دیگا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت سیاح مذکور خانقاہ مین فروکش تھے اونہون نے تیس راہب
دیکھے اور ایک اونکا سردار جسے عرب مین وکیل کہتے ہین مگر وہ اور سب راہب ایک رئیس
اسقوف کے تحت مین رہتی تہی راہب لوگ باہم طرح طرح کے پیشے کرتے ہین اور اسی تدبیر سے
زندگی کی سب ضروریات باہم پہنچاتے ہین۔ راہبون کی متواتر روایتون سے یہ ثابت
ہوا کہ یہی سینا ہے جس پر شریعت نازل ہوئی اور اسی سبب سے ہر زمانے کے عیسائی
اوسکو مقدس مانتے آئے لیکن ایک مشکل یہ ہے کہ جبل موسے کے آس پاس کوئی ایسا
میدان نہین ہی جس مین چھہ لاکھہ آدمی بخوبی ڈیرہ کر سکین دکھن رخ البتہ ایک اونچی
اور وسیع جگہہ ہے جو اکثرون مین سینا کا ریگستان مشہور تھا اور اوتر رخ دو کشادہ وادی ہے
جس مین ایسی جماعت رہ سکتی ہے لیکن سب اکٹھی نہین رہ سکتی ہین اسی سبب سے
ایک مشہور عالم ڈاکٹر کٹو صاحب نے یہ گمان کیا کہ جبل موسے اصل سینا نہین ہے یہ
اوس کی سمجھہ مین یہ بات ہے کہ ایک دوسرا پہاڑ جبل سربعال نامے اصل مین سینا ہوگا جسکے
ثبوت مین یہ دلیلین پیش کرتا ہے کہ جبل سربعالم جبل موسے کے برابر بلند ہے اور مصر سے
مسافرون کو بھی پہلے نظر آتا ہے سامنے اوسکے ایسا میدان ہے کہ بیس لاکھہ

آدمیون کا ڈھیر اکرنے کی جگہہ ہے زمانہ قدیم مین کوہ سربعال کی بڑی تعظیم اور اوس کے

کئی مقامون پر پرانے حروف ون کے جو کسی سے نہین پڑہے گئی کتابے ہین اور جبل موسی کے

ایسا ایک ہی نہین جانے کیواسطے اسپر سٹر سان بہی بنی ہین سوا اوسکے جو وادی اوسکے

دامن مین ہے اوسکو آجکل وادی فیران کہتے ہین چنانچہ صاحب نے بہی فرمایا ہے کہ

اگلے زمانون مین حاجیون نے کوہ سربعال کو کوہ سینا سمجہا ہوگا اور شاید بہت دنون کے بعد

اپنی سلامتی کے لیے جبل کترین پر خانقاہ بنائی اسکے سوا گلو صاحب یہ کہتے ہین کہ باران

اور سینا ایک ہی کوہستان کا نام ہے اور اسکے ثبوت مین حبقوق نبی کی کتاب کا ۳ باب ۳

سند گذرانتے ہین پس جس حال مین کہ وادی متصل زمانہ قدیم مین فیران کہلائے اغلب ہے

کہ زمانہ قدیم مین پہاڑ بہی فیران مشہور ہوگا ۔ کوہ سینا سمندر کی سطح سے آٹھ ہزار ایکسو چہیاسٹھ

فٹ بلند ہے فقط از الکتاب کے مقامات المعروف چہاپہ مرزاپور صفحہ ۵۔۸ سنہ ۱۸۹۶ع

فصل ۱۹

کوہ لبنان کے بیان مین

لبنان اوس وسیع کوہستان کا نام ہے جو اوترکیطرف یہودیہ اور سوریا کے درمیان

واقع ہے وہ پہاڑون کے دو متوازی سلسلون یعنے مشرقی و مغربی پر مشتمل ہے اور دونون

اوس اطراف کے لوگ اوسکو جبل لبان (یعنے کوہ سفید) شاید اس باعث سے کہتے

ہین کہ اوس کی چوٹیون پہ برف چہائی رہتی پہاڑ مذکور کی سب سے اونچی چوٹی تخمیناً

نو ہزار فٹ بلند ہے اور بعضے کہتے ہین کہ برف ہمیشہ اوسکے بلند تر اطراف پر پڑی

رہتی ہے لیکن ڈاکٹر ریچرڈسن صاحب لکہتا ہے کہ اوس کی بلندی صرف چار پانچ

ہزار فٹ کی ہے اور برف اوس کی کسی اطراف پر سال بہر تک نہین رہتی اوسکے

متعلق پہاڑون مین چوٹی تک کہیتی ہوتی ہے جن مین ہر قسم کا غلہ اور تیل اور شراب بنانیکی

چیزین کثرت سے پیدا ہوتی ہین اوس پہاڑ کا پتہر سخت ہے اور سنگ مرمر کی مانند سفید

وہان کی کہانون سی قدیم الایام مین عبرانیون کی سب سے عالیشان عمارتون کا سامان ملتا
تہا چنانچہ سلیمان نی ہیکل (یعنے بیت المقدس) کی تعمیر کے لئے بڑے بڑے نفیس تراشے
ہوئے پتہر وہان سے منگوائے اسلاطین ۵ باب ۷ اکو دیکہو اور بیشک اوسنے وہان سے سامان منگواکر اپنا
شاہ محل اور بیت مِلّو اور دشت لبنان نامی ایک قصر اور لبنان کا برج بہی بنوایا اوس کوہستان
مین لوہے کی بہت کہانین ہین اور اون کے باشندے جو اکثر مرونی اور دروسی نامی قومون پر
مشتمل ہین اون مین محنت کرتے مرونی لوگ جنکا شمار ایک لاکہہ پندرہ ہزار کیا گیا ہے رومی فرقہ
کے جو عیسائی ہین اگرچہ اون پہاڑون مین اون کی دو سو خانقاہین اور ایک چہاپہ خانہ بہی ہے
تاہم وے مفلس ہین اور فی الواقع اون کی مفلسی حاکمان ٹرایلس کے ظلم سے محفوظ رہنے کا سبب
ہے اطراف لبنان کے اور باشندے یونانی خواہ ارمنی قوم کے عیسائی ہین اور ترک لوگ اور
سوا انکے دروسی نامے ایک بڑی اور عجیب قوم ہے اس قوم کے شروع ہونے کا
صحیح حال نہین معلوم ہوتا ہے روایت ہے کہ وے لوگ گیارہوین صدی عیسوی مین مسلمانون سے
جدے ہوگئے مگر اون سے اوتنی ہی نسبت اور مطابقت رکہتے ہین جتنی سامری لوگ
یہودیون سے رکہتے ہتے چنانچہ وے اونہین کے مانند بچہڑے کی پرستش
کرتے ہین - فی الواقع اون کے مذہب سے زمانہ سازی ثابت ہوتی ہے کہ
وے حاکمان وقت یعنے مسلمانون کی رضامندی کے لئے مطابقت اختیار کرتے ہین
مگر اصل مین بت پرست ہین اونکا پایہ تخت دار الامر کہلاتا ہے اور ایک امیر اوپر حکومت
کرتا ہے اونکے شمار کا مختلف انداز کیا گیا ستر ہزار سے ایک لاکہہ بیس ہزار تک لوگ بتاتی
ہین دروسی عورتین اپنی پیشانی پر گینڈی کی مانند ایک سینگ رانگے یا چاندی کی
لگاتے ہین جو ستارون اور حیوانون کے اوبہرے ہوئے صورتون سے آراستہ
ہے اوسے گدی کے ساتہہ باندہتی ہین اور اوسپر سفید ململ کی چادر لٹکاتے
ہین جس سے تمام بدن چہپ جاتا ہے - پاک کتاب کے بعضے

مقام مین سینیات اور بہاے کے دلدل عرور اور حی مراد ہے کوہ لبنان چار درجہ سے پہاڑون پر مشتمل ہے نیچے کا درجہ اور میوہ جات سے معمور ہے دوسرا درجہ ہمیشہ ہرے اور میوہ دار درختونسے بہار دار ہے تیسرے درجہ پر اونٹ کٹارا اور چٹان اور چلمک دکہائی دیتے ہین اور چوتہا درجہ برف سے ڈہپا ہے کوہ لبنان سے بہت سی ندیان نکلتی ہین منجملہ اونکے دریاے اردن جو سب سے مشہور ہے فقط الکتاب کے مقامات المعروف چہاپہ مرزا پور سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۹ - ۱۱ - ان مقامات مرقومہ بالا کا بیان پڑہنے سے ہر شخص کو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ سب عیسائی اور یہودی مقدس مقامات خدا ے قادر نے اپنی حکمت کاملہ سے اسلام کی سلطنت مین شامل رکہے اور عیسائیون کو بدلے اب وہان مسلمان ہین اور انکے سوا اور بہی عیسائی مقدس مقام جیسے کہ انطاکیہ وغیرہ کی کلیسیا اور وہ سات کلیسیا ئین جنکا مکاشفات کی کتاب مین بہت عظمت کے ساتھہ ذکر ہے اور جنہین ہندوستانی عیسائی پڑہکر جانتے ہونگے کہ وہ قدیم مقدس مقامات اب بہی ہماری طرح عیسائی بستیان ہونگی مگر یہ سب سیکڑون برسون سے دار السلام اور مسلمانون کی حکومت مین ہین -

فصل ۴۰

انطاکیہ کی کلیسیا

ہر ایک عیسائی کو معلوم ہوگا کہ انطاکیہ وہ شہر ہے جس مین غیر قومون کی پہلی کلیسیا مقرر ہوئی اور خطاب کرشان پہلے رائج ہو گیا چنانچہ اوسکا ذکر اعمال کی کتاب کے گیارہوین باب چہبیسوین آیت مین ہے اور پہلے انطاکیہ مین شاگرد کرشان کہلاے ایسے شہر کے احوال جاننے کیلئے ہر ایک دیندار کے دلمین شوق پیدا ہوگا اور اس لحاظ سے کہ اسبات مین سب کے مقصد آوری ہو بیان ذیل لکہا جاتا ہے شہر مذکور ایک دریا پر ہے اوس دریا کا قدیم نام ارنٹس تہا اور آجکل رود ام اولنے وہ نہر لاتی

کہلاتا ہے ملک سیریا کے اوتر پچھم کے کنارہ پر ہے چنانچہ اسکا فاصلہ خط استوا سے
چھتیس درجہ بارہ منٹ اوتر سمت اور لندن سے چھتیس درجہ بارہ منٹ پورب سمت شہر کا مقام ایک وادی ہے جسکی لمبائی پانچ
کوس اور چوڑائی تین کوس ہو گی اور اسکے درمیان دریا بہتا ہے دریا شہر کے آس پاس
ایکسو پچاس فٹ سے زیادہ وسیع نہو گا اب کم گہرا ہے باوجودیکہ قدیم مین جہاز سمندر سے
شہر تک آسانی سے پہونچتے تہے لیکن فاصلہ فقط دس پندرہ کوس کا ہی ہے

شہر کا بانی سکندر بادشاہ کا مصاحب سلوکس نامی تہا جسنے تمام ایشیا کی مغربی اطراف
کا انتظام کر کے اپنے لئے ایک بادشاہت حاصل کی اوسکا والد انٹیوکس نامی تہا اور
انہین کا نام اس شہر کا رکہا بادشاہ مذکور کے اقبال سے انطاکیہ شہر جلد تعمیر ہوا اور اوسکے بانی
نے اوسکو تمام اطراف کا دار السلطنت ٹہرایا جب یونانیون کے سلطنت قدیم روم کے
حاکمان سے زیر ہو گئی تہی اوس زمانہ مین بہی انطاکی بڑی رونق ہو رہی تہی چنانچہ جب
رومی مورخ اوسکا ذکر کرتے تب رومی دار السلطنت اور اسکندریا کے بعد انطاکیہ
کو تیسرے درجہ پر ذکر مین لاتے ہین اور یہودی مورخ بہی جب کسی بڑے شہر کا نام لیتے
تب یہ مثالین استعمال مین لاتے ہین کہ انطاکیہ کی مانند بڑا ہے اوس زمانہ مین بہت سے
یہودی جب اپنے ملک سے خارج ہوئے تہے انطاکیہ مین پناہ لی اور ستربوتی جو اوس وقت کا
احوال بیان کرتا تہا ایسا ذکر کیا کہ شہر مذکور کے چار بڑے حصے ہین اور ایک ایک کے
درمیان شہر پناہ ہے کہ گویا چار شہر ایک ہی مین مندرج ہوئے (یعنے مشتمل ہین) مسیح کے
زمانہ سے اس زمانہ تک شہر انطاکیہ کا نام رہا لیکن خود شہر کا بڑا انقلاب ہوا چنانچہ چہہ دفعہ
اس مین زلزلے ہوئے اور آخرکار قریب غارت ہونیکے تہا مگر ۵۳۹ء مین جسٹی نین بادشاہ
نے اوس کی پہر مرمت کی اور اوسے اللہ کا شہر کہا بعد اسکے شاہ ایران خسرو نے اوسکا محاصرہ
کر کے جلا ڈالا پہر جسٹی نین نے اوسے پہر تعمیر کیا پہر خسرو سے ڈہایا گیا پہر تعمیر ہوا اور اسطرح کا

عمل مین ہے اور اوسکے دریا کے اوپر ایک اچھا سنگین پل بنا ہے محمدی باشندے اب بہت

اور اون کی چودہ مسجدین ہین عیسائیون کی فقط ڈیڑہ سو گہرانے ہین اونکا گرجا کہین نہین فقط

ایک وسیع عمارت ہے جس مین خدا کی عبادت کیواسطے اکٹہے ہوتے ہین جب سے حلب دار الحکومت

ٹہرا تب سے یہانکی سوداگری بہی کم ہوتی کہتے ہین کہ اوسکے بالکل باشندے دس ہزار سے

زیادہ نہ ہونگے سنہ ۱۸۲۲ع مین بہر زلزلہ اوس مین ہوا اُسکے شہر پناہ کا گہیرا چار میل ہے اور اکثر دیوار مین

تیس فٹ سے لیکر پچاس فٹ تک اونچی ہیں اور دس فٹ موٹی اور چار سو سنگین برج ہین لیکن اکثر برباد ہوگئے

اب تک ایک پہاٹک ہے جو پلوس رسول کی یادگاری مین باب پلوس کہلاتا ہے انطاکیہ کے

آس پاس بہت سے سکے اور کتبے ہات آئے ہین فقط از الکتاب کے مقامات المعروف

چہاپہ مرزا پور سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ –

فصل ۱۲

پہلی افسس کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۲ باب ۱

اہل انجیل پر واضح ہے کہ مکاشفات کی کتاب مین سات خط موجود ہین جو خداوند مسیح

کیطرف سے بذریعہ یوحنا رسول کی کوچک ایشیا کی سات کلیسیاؤن کے نام پر لکہے

گئی بالفعل خطوط مذکور کی تفصیل کرنے کا ارادہ نہین ہے بالعوض اسکے اون مقامونکا

جن کی کلیسیاؤن کے نام پر خط ہین تفصیل وار بیان کیا جائیگا جسکے وسیلہ خطوط

مذکور کے بہت سے معنی کہل جائینگے چنانچہ پہلے مقام افسس کا ذکر کرتے ہین –

شہر مذکور کوچک ایشیا مین دریاے کیسٹر کے مہانے کے قریب دکہن

کنارہ پر واقع ہے جو سابق مین صوبہ لوئنا کا پایۂ تخت ٹہرا باوجودیکہ

ترکون نے سیکڑون برس سے اون اطراف کے لوگون پر ظلم کیا ہے توبہی

وہ میدان جس مین سے دریاے مذکور بہتا ہے جیسے قدیم الایام مین ویسے اب بہی

بہت ہی زرخیز اور خوشنما ہے – پلنی نامے ایک اچہے مصنف نے افسس کا

یہ بیان کیا کہ وہ کوچک ایشیا کا سب سے بڑا اور آباد شہر اور اوس کے
رونق کا باعث تہا اور اگرچہ دین عیسوی کی اون اطراف مین جاری ہوجانے کے ایام مین
اور شہرونکا اختیار اور اقتدار گھٹ گیا پر افیسس سابق سے بہی زیادہ اقبالمند ہوگیا یہہ تو خصوصاً
اوسکے چند حاکمون کی حُسنِ انتظام اور خیرخواہی کے باعث سے ہوا چنانچہ ایک حاکم نے
اوس شہر کے لئے عمدہ گذرگاہیان اور گہاٹ بنوائے جنکے سبب تجارت کی بڑی ترقی ہوئی
رومیون کی حکمرانی مین وہ نہ صرف صوبہ لوڈیا بلکہ تمام کوچک ایشیا کا دارالحکومت بنا تواریخ
کی یونانی اور رومی کتابون مین اسکا ذکر بہت پایا جاتا کہ شہر مذکور افیسون کی ارٹمس نامی
دیبی کی عالیشان مندر کے سبب سے شہرت پذیر ہوا ایک گمنام رزیل شخص نے اس ارادے
سے کہ اپنا نام آئندہ زمانون مین مشہور کرے جس رات سکندر بادشاہ پیدا ہوا اوس مندر
کو پھونکدیا یہانتک کہ وہ جلکر بھسم ہوگیا چونکہ مندر کے اسطور برباد ہونے سے بعضون کے
دل مین یہ گمان آیا کہ دیبی اپنے گہر کی حفاظت نکر سکی پس حاکمون نے یہہ عذر نکالا کہ وہ
الیمپیس یونانی میلہ کے ملاحظہ مین اسقدر مصروف رہے کہ اور کسی بات کے خیال کرنیکی
فرصت نہ پائی چند مدت بعد سکندر نے دوسرا مندر بنوانے کی اس شرط کیساتہہ گذارش
کی کہ میرا نام اوسکے دروازہ پر کندہ کیا جاوے لیکن افیسیون نے نہ مانا پر آپ ہی دوسرا
مندر جو اگلے سے زیادہ عالیشان اور خوشنما تہا بنانیکا قصد مضبوط کیا چنانچہ یونیا والی
تعمیر کی وضع کی مطابق وہ بنایا گیا اور دو سو بیس برس کے عرصہ مین تمامی تک پہونچا پلنی
اوسکے حق مین بیان کرتا ہے کہ وہ دو سو تراسی ہاتہہ لمبا اور ایکسو چالیس ہاتہہ چوڑا
اور اوس مین ایکسو ستائیس کہمبے چالیس ہاتہہ کے اونچے لگی تہی اور ہر ایک کسی نہ کسی
شاہزادے کی پتھر سے بنایا گیا اور اون مین سے چہتیس ستون عمدہ طور پر تراشے اور
کندہ کئے ہوئے تہے چیرسیفرون نامی سردار معمار کو اوس کے بنانے مین اتنی
مشکلات پیش آئین کہ اپنی جان مارنیکا ارادہ کیا لیکن کہتے ہین کہ ارٹمس دیبی نے

اوسکو یہ دلاسا دیا کہ جو تجہہ سے ہو سکیگا وہ مجہہ سے انجام پاویگا اسبات سے اوس کی
خاطر جمعی ہوئی اور اپنے کام مین سبقت کی اقسام بیش قیمتی اور تحفہ ہدیٰ مثلاً تصویرین اور
مورتین وغیرہ دیبی مذکور کی نذر گزرانے اور اوس کی مندر مین دہری گئی اوس مندر اور
دیبی بلکہ خود شہر کی ناموری نہ صرف ایشیا مین بلکہ تمام جہان مین پہیل گئی اور اوس کی زیادہ
شہرت اس سبب سے دور تک پہونچی کہ وہان میلہ مقرر کیا گیا جس مین ہر ملک سے بہت سے
لوگ جمع ہو کر آپس مین علم و جوانمردی وغیرہ کی بابت ہمسری کرتے خواہ تماشا دیکہتے
تہے کہتے ہین کہ نیرو نامی شہنشاہ اور بدیون کے سوا ارٹمیس دیبی کے مندر کو لوٹکی بہت سا
ذخیرہ اوٹہوا لے گیا جاننا چاہئے کہ جب تک یاجوجی قومون نے اوسکو تباہ نکیا تب تک
اوس عمارت کی بڑی قدر ہوتی تہی اور وسیع کہنڈر جو وہان نکے بندر کے سرے پر اب
بہی پڑی ہین سو اوسی مندر کے سمجہے جاتے ہین - اندنون مین جب کوئی شخص افسس
کے قریب پہنچا تب اوس کی صورت سابق اقبال مندی کی حالت سے از حد متفرق
معلوم دیتی ہے اوسکے کہنڈر شہر سمرنا سے دو منزل کے فاصلہ پر واقع اور وہان
صرف ایک چہوٹا پورا ایا لک نامی پایا جاتا ہے جس مین چند جہوپڑیان ہین آگی وہان
مسلمانونکا ایک آباد شہر تہا کیونکہ اب تک ایک بڑا قلعہ اور ایک مسجد ہے جس مین بہت
عمدہ کہدے ہوئے پتہر جڑے ہین اور مسافرون کو جو وہان جاتے جلد یقین آتا کہ یہہ
پتہر قدیم شہر کے ہین - اگرچہ پہلے اہل افسس کی کلیسیا کی ایسی دینداری تہی کہ یوحنا
رسول نے اوسکے کامون اور محبت اور صبر کی تعریف کی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعد اوسکے
اون لوگون نے اپنی نیک حال پر خدا اور انسان کے نزدیک قایم نہین رہے اور جب کہ وے اون
نصیحتون سے جو وفادار اوستاد بار بار اونہین دیا کرتے تہے مدت تک غافل رہے تو
آخر اوس کلیسیا کا شمعدان اوس کی جگہہ سے دور کیا گیا یعنے سچی اوستاد اون کے
درمیان سے جاتے رہے اور جہوٹے اوستادون کے سبب وے گمراہ ہو گئے سب

عیسائیون کو لازم ہے کہ یہہ حال سنکر عبرت پذیر ہووین تا نہو کہ غفلت کے سبب ایسی ہی آفت
مین مبتلا ہو جائین آخر اوس کی عوض دین محمدی نی وہان اجرا پایا فقط الکتاب کے مقامات
المعروف صفحہ ۶۴ - ۶۸ -

فصل ۲۲

دوسری سمرنا کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۲ باب

شہر مذکور قدیم الایام مین خلیج سمرنا کے کنارہ اوتر پورب طرف واقع تھا گیارہوین صدی
عیسوی کی آخر مین ساکس نامی ایک یونانی ڈاکو اوسے اپنے قبضہ مین لایا بعد اوس کے
بحر کے لوگون نے اوسے بہت تباہ کیا تیرہوین صدی کے شروع مین سمرنا قلعہ کے سوا
کھنڈر کی مانند پڑا تہا بعد ازان جان انگلیس کامنینس نامے شہنشاہ نے اوس شہر کی
مرمت اور آراستگی کروائی مگر اوسکے مرتے وقت وہ چھوٹا شہر تہا جو کوہ پاگس پر
قلعہ کے قریب بنا تہا سنہ ۱۴۲۴ ع مین وہ شہر ترکون کے قبضے مین آیا چونکہ وہ خلیج کے قریب
واقع ہونے سے اچھے موقع پر تہا اور ترکون کی مضبوط انتظام کے سبب وہان کے
باشندے امان و چین سے رہنے لگے پس تجارت بہت بڑہ گئی اور لوگ قلعہ کو چھوڑ اپنے
مکانون کے پتھر اینٹ وغیرہ اسباب اوٹھا خلیج کے ساحل پر مکان بناکر جا بسے اوس وقت
سے لیکر سنہ ۱۸۲۰ ع کے قریب تک جن دنون ترکون اور یونانیون کے درمیان چند سال
تک سخت لڑائی ہوئی وہانکے لوگ باہر والے لوگون کی ایذارسانی سے بچکر آرام سے رہے
شہر مذکور ایک سہ گوشہ میدان مین جو کسی کوہ کی جڑ سے ساحل تک پہیلا ہے بلکہ خود اوس
کوہ پر بنا ہے ترک لوگ اوس شہر کی سرفرازی اطراف مین رہتے کہ اون کی گلیان
پہاڑ کی سلامی پر بنی ہین ارمنی لوگ عین بیچ مین رہتے اور دونو اطراف کے ارد گرد
دو مثین مقرری مکانون پر یہودی لوگ سکونت کرتے ہین اور اہل یورپ ساحل کے قریب
چپٹے میدان مین بسے ہین شہر کے دکہن اور پورب سمت بہت سے باغچے ہین اور

بدستور قدیم بہت آباد ہے پر اوس کی مسجدین وغیرہ عمارتین بہت خوشنما اور دیکھنے
کے قابل ہین کہ وے اکثر کرکے سنگ مرمر سے جو قدیم عمارتون سے نکالا گیا بنی ہین چونکہ
وہ شہر کوچک الیشیا کے درمیانی ساحل پر واقع اور اوسکا بندر جہازون کے ٹہراو کے
لئے نہایت وسیع اور جائے پناہ ہے اسباعث سب قومون کی سوداگر تری کی راہ
سے اور بہت قافلے خشکی کی راہ سے وہان جایا کرتے ہین اون اطراف کی اجناس
جو غیر ملکون مین بہیجی جاتین سو یہ ہین ریشم اور بکری اور اونٹ کے بال روئی کر کڑے
چکین دوزی کی ململ انگور خشک کہربا اون اور چند دوائین اور قالین اور موتی
اور ہیرا اور زمرد اور لعل وغیرہ قسم جواہر الغرض وہ شہر تمام کوچک الیشیا کے بڑے
تجارت گاہ ٹہرتا ہے اوس کی ایک لاکہہ بیس ہزار باشندے ہین حالانکہ سخت وبا
کے جاری ہونے سے باشندون کی بارہا بڑی تخفیف ہوگئی وہانکے لوگونکی روشون
اور دستورون مین آج کل بڑا فرق ہوا چنانچہ چھاپہ خانے وہان جاری کئے گئے اور
انگریزی اور فرانسیسی اور یونانی اور اٹالی والی زبانون کی اخبار چھپتے ہین جنکے پڑہنے
سے وے لوگ یورپ کے ملکی انتظام اور علوم سے واقف ہوگئے وہان چند برس
گزرے کہ لڑکے لوگ صرف چھوٹے پاٹ شالون خواہ اپنے ہی گہر مین تعلیم پاتے تہے مگر
ان دنون وہان کئی ایک معقول مدرسے جاری ہین جنمین بڑے بڑے عالم تعلیم دیتے
وہان ایک عام دار الشفا بہی جاری ہے جس مین ہر درجے اور ہر مذہب کے لوگ مفت
دوا پاتے ہین - مسلمانون کے قبرستان بہی لائق دیکھنے کے ہین کہ وہان سرو کے
پیڑ قطار کے قطار لگے اور اونکے پتے ہوا سے غم سے ہل رہے ہین ترکون کی عورتین
اپنے رشتہ دارون کی قبرون پر پہول کے درخت لگاکر اونہین تر و تازہ رکہتے ہین اس
خیال سے کہ ان کی تر و تازگی اور شگفتگی کے باعث مُردون کی روح عالم غیب مین

فصل ۲۳

تیسرے پرگمس کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۲ باب ۱۲

یہہ شہر کوچک ایشیا کے ایک نہایت زرخیز اور بہاردار وسیع وادی مین واقع ہے
قدیم الایام مین وہ ایک زورآور اور خودمختار سلطنت کا پایۂ تخت تہا اور ایشیا والی خلقوں کی
کثرت کے سبب ہر ایک عالم کے نزدیک لحاظ کے قابل ٹہرا خصوصًا ہر ایک عیسائی
اس باعث کہ وہان مسیحی زمانے مین دین حق جاری ہوا اوسکا حال شوق سے پڑہتا ہے
چنانچہ شہر مذکور سمندر کے متصل ایک بلند کوہ کے دامن پر جہان سے بڑی دور
تک کی خلقت نظر آتی بنا ہے اور اوسکے باشندے نئی بات ایجاد کرنے مین ہوشیار
تہے پس ساری تعلیم یافتہ قومون مین نامور ٹہرا - وادی مذکور مین دو ندیان ایک
درمیان مین اور دوسری تہوڑے فاصلے پر دکہن پچہم کی سمت بہتی ہین پس کوہ کے
دامن پر شہر بسا اوس کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تہا اوسکے باشندون کا یہ دعوی تہا
کہ یونان کی ارگدیا والونکی جو کوچک ایشیا کی ان اطراف مین آبسے نسل مین سے ہین
مسیح سے تخمینًا دو سو برس پیشتر پرگمس خاندان اٹالس کے مشہور بادشاہون کا مسکن
ہونے لگا اور انکی تسلط کے عہد مین وہان علوم اور فنون کی ترقی ہوئی چونکہ وے
بادشاہ دانشمندی و دلیری مین معروف تہے پس اون کی قلمرو مین بادشاہت کی
سرحدین بڑہ گئین یومینس بادشاہ نے رومیون کی امداد مین انٹونیوچس اور مقدونیون
سے لڑکر اون کو شکست دی اور چونکہ وہ رومیون کا مضبوط طرفدار ٹہرا اسباعث
اونہون نی امداد کرنے کی عوض کوہ ٹارس کے اس پار کی سرزمین کو جو پرگمس کی سرحد پر
واقع تہی دے ڈالا بادشاہ مذکور علم اور فن کا بڑا شوقین تہا شہر کو بڑی عمارتون سے
خوب آراستہ کیا خصوصًا ایک کتبخانہ بنایا جو رفتہ رفتہ ترقی پاکر دو لاکہہ جلدون سے

معمور ہو گیا یہانتک کہ صرف اسکندریا والا کتب خانہ جب ٹولمی لقب کے بادشاہون کے
جاری کیا اوس سے بڑا تہا جب مصریون نی دیکہا کہ اہل پرگمس کی علمیت کی شہرت اعتدار
ترقی پر ہے تو حسد کی راہ سے رنجیدہ ہو کر پیپرس نامی ایک جہاڑی کے پتے کو جو کاغذ
کی جگہہ کام مین آتا تہا اپنے ملک سے کسیکو وہان لیجانے نہ دیا تب اہل پرگمس اوس کی
عوض بہیڑ اور بکری کی میشی تیار کر کے نوشتون کی استعمال مین لائے اس باعث وہ
پرگمس والے کاغذ کے نام پر مشہور ہوئی جب تک اٹالس والی بادشاہت خالی نرہی
تب تک کتب خانہ مذکور پرگمس مین قائم رہا لیکن جبکہ انٹونیس نامی ایک رومی حاکم
وہانسے روانہ ہوکر ملک مصر مین گیا تب اوسنے اوسی ملک مصر کا ٹپرا نامی کو اسکندریا کے
کتب خانہ مین داخل کرنے کے لئے دے ڈالا آخر کار جسطرح پلوس نے جادوگرون کی کتابو
(اعمال ۱۹ باب ۱۹) اسلامی خلیفون نے بیجا سرگرمی اور تعصب کے ساتہہ تمام
کتابونکو پہنکوا دیا - پرگمس مین ایک قسم کا بوٹی دار پردہ بہی ایجاد پاکر بہت
ملکون مین جاری ہوا اور اون دنون مین وہ والانی اس سبب سے کہلاتا تھا
کہ پہلے پہل شاہ محل پرگمس کے دالان نے اوس سے آرایش پائی گلین یعنے جالینوس
اسی شہر مین پیدا ہوا اٹالس سیوم اپنی ملکیت رومیونکو دیکر مر گیا اور اگرچہ یومینس
دوئم کا حرامی بیٹا اوسٹونیکیس پرگمس کی بادشاہت کے واسطے رومیون سے لڑا پر
وہ شکست پاکر اسیر ہو گیا اور وہ ملک اون فتحیابون کے قبضہ مین آکر توابع الیشیا مین
شمار کیا گیا اوس کی حکومت جمہوری ہو گئی اور بدستور سابق وہانکے حاکم آس پاس کے
شہرون پر مختار ہوئے اور شہر پرگمس کی جو شان و شوکت اوس وقت مین تہی اوسکے
نشان ابتک پائے جاتے ہین وہان کے ایک کم چوڑے وادی مین سے سلینس کا
نالا بہتا ہے اوس وادی کی ایک سرے پر بلند محراب دار پل ہے جسپر سے پانی
شہر تک پہنچایا جاتا تھا اور دوسرے سرے پر ایک لمبی چوڑی عمارت وادی کو عرض مین

واقع ہے جو وہان کی بڑی تماشاگاہ کا سامنے والا صدر دروازہ تھا جب نالے بین پانی کم اور اکہاڑا سوکہہ جاتا تب وہان ہر قسم کے مثلاً گہوڑ دوڑ اور کشتی بازی وغیرہ کے تماشے ہوتے تہے شہر مذکور کا جدید حصہ رومیون کے ہاتہہ سے بنایا گیا اور اونہون نے لوگونکی تندرستی کے لحاظ سے پختہ تابدان نل کی شکل ہیں ہاتہہ کے قطر کی بنوائی جو تابدان کہ مارکوشیس برسکس نے شہر روم مین تعمیر کروائے سو بغیر مرمت کئے ہوئے آٹہہ سو برس تک سلامت رہے اور جہان کہین کچہہ ٹوٹ گیا تو معلوم ہوا کہ کہنگی کے سبب سے نہین بلکہ اوسے قصداً کسی نے توڑا دلوی نامی ایک مسافر لکہتا ہے کہ برگسن کی کوہ مذکور کے مغربی سرے پر ایک تماشہ گاہ کا کہنڈر پڑا ہے اوسکا صدر دروازہ اور بائین ہاتہہ کی محرابین اب تک کہڑی ہین مگر احاطہ کے بہتیر جہوڑیان اور جہوٹے باغ لگے ہین اوس عمارت کے کندہ کئے ہوئے سنگ مرمر کے تختے لپٹ ہاپٹ سے ایک متصل قبرستان کی قبرون کی آرایش کے کام مین لائے گئے۔

میکفارلین صاحب کہتا ہے کہ جب کوئی اس شہر کے نزدیک آتا اوسکے دیکہنے سے وہانکے قدیم احوال کا خیال عجیب تاثیر کے ساتہہ دل پر گزرتا ہے گنگیس ندی کے پار ہوکر تین ٹیلے نظر آتے ہین جو ٹروجا کے ٹیلون کی ہمشکل ہین اور اونسے آگے بڑہکر ایک بلند منیار اور سرو کے پیڑ کوہ کے پہلو پر واقع ہین جس کی چوٹی پر سابق کی عالیشان یونانی مندر کی عیوض ایک ناقص قلعہ کی ناہموار دیوارین نظر آتی ہین وہانکے گرجے جو جابجا باشندونکے چوبی مکانون کے درمیان واقع ہین ایسی دکہائی دیتی جیسے بڑی گڑہیان لمبی چوڑی جہاونیون کے بیچ مین پہاڑ کی چڑہائی کے بیچ و بیچ ایک لمبی مضبوط دیوار ہے جس مین بہت سے برج بنے ہین اوسی پر بڑہکر ایک دمدمہ سنگ مرمر کے ٹوٹے ہوئے ستونون وغیرہ کی ٹکڑون اور گچ سے مورچہ بندی کیلئے بنایا گیا ہے اور سنگ مرمر کے بعض قدیم ستونون کی تو مین بنائی اور قطار قطار رکہی گئی ہین معلوم نہین کہ حے کام کے لائق

یا نہین پہاڑ کی چوٹی تخمیناً چوبیس بیگھے کی اور گردہی اسیقدر ہے جسپر قلعہ بنا ہے۔
شہر مذکور مین جو بالفعل برگمو کے نام سے مشہور ہے تخمیناً چودہ ہزار باشندے ہین جن مین
قریب تین ہزار یونانی اور تین سو ارمنی اور باقی ترک ہین مسافر لوگ اوس شہر کے ابکے
حال کا مختلف بیان کرتے ہین چنانچہ اسمتھ صاحب کہتا ہے کہ وہان عیسائیون کے
صرف پندرہ خاندان ہین جو بہت تنگ حال و مظلوم ہین پیشہ باغبانی سے اوقات
گزار ہی کرتے ہین لیکن دیکھنے مین جب سے صاحب مذکور وہان گیا اون لوگون کا شمار
بہت سا بڑھا فیلوز صاحب جسنے ۱۸۳۹ع مین اوس شہر کو دیکھا لکھتا ہے کہ وہان کے
لوگ باوجودیکہ بھاری خراج دیتے ہین تو بہی طرح طرح کے کام مین مشغول ہوکر بخوبی گزران کرتے
اور وہان سات آٹھہ سرائین بہی ہین فقط الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۷۵-۷۹

فصل ۲۴

چوتھی تواتیرہ کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۲ باب ۱۸

یہہ شہر کوچک ایشیا مین صوبہ لودیا کے اوتر سرحد پر شہر سارڈس سے تخمیناً تیرہ کوس
کے فاصلے پر واقع ہے مگر اندنون مین ترک لوگ اوسکو الحصار یعنے سپید قلعہ اس سبب سے
کہتے ہین کہ اوسکے آس پاس بہت سنگ مرمر پایا جاتا وہ ایک زرخیز میدان وسیع مین
جو نو کوس چوڑا ہے اور جس مین روئی اور غلہ بہتایت سے پیدا ہوتا ہے اور چاروں طرف
پہاڑون کے سلسلے سے گہرا ہوا واقع ہے اگلے دنون مین جب وہان بت پرستی جاری
تھی تب وہانکے لوگ ڈائنہ یعنے ارٹمس دیبی کو اپنے پہاڑون کے مربی جانتے تہے اور
اوس چنالی دیبی کی جو تعظیم دے لوگ کرتے تہے اون کتابہ جات سے جو شہر اور آس پاس کے
پرانے پتھرون اور ستونون پر کندہ کئے ہوئے نظر آتے ثابت ہوتی ہے منجملہ اون کے
ایک پر ڈائنہ موشانیہ یعنے کوہستان ارٹمس نام کندہ ہوا ہے سمتھ صاحب نے وہان ایک
قدیم عمارت دیکھی جسکی بابت یون لکہا ہے کہ وہ اگلے دنون میں امیری مجلس اور عوام

کنیظرف سے اوس کی ایک پنڈ این الپیا مارسلینا نامی کی یادگاری کے لئے بنوائے گئے تھے کسی
گنبد کی نزدیک ایک ٹوٹے تہیر پر جو دیوار مین جڑا تہا کچہہ کچہہ مٹا ہوا اس مضمون کا کتابہ یعنے یہان ٹونگی
دیبی ڈانسہ کے لئے ہمکو نظر آیا لوگون نے ہر زمانے مین پہاڑون کی چوٹیون کو اختیار کرکے
اونپر اپنی آزادگی کے بحال کرنے خواہ غیرون پر ظلم کرنیکے واسطے اور قومونکی حفاظت یا رعایت
پر دست درازی کرنے اور خطر یکے ایام مین اجنبی خواہ خانگی دشمنون کے حملہ سے سلامت
رہنے کیلئے مضبوط قلعی بنائے ہین جاہل بت پرستون نی ایسی جگہونکو بزرگ جانا اور اپنے پہاڑونکی
بابت گمان کیا کہ دیوتے اور دیبیان اونکی حفاظت کرتے ہین شہر توکاتیرا کے نزدیک
پہنچتے وقت مسافر لوگ وہانکی مسجدین اور بڑی میناردن اور سرو وغیرہ کے ہرے پیڑونکو
دیکھکر نہایت خوش ہوتے ہین ۔ شہر مذکور بڑا ہے اور اوس مین ہر قسم کی دوکانین کثرت
سے ہین اندازسے معلوم ہوتا ہے کہ وہان تین سو بلکہ شاید پانچسو یونانی اور تیس ارمنی
اور ایک ہزار ترکون کے گہر ہین اور نو مسجدین اور ایک ارمنی اور ایک یونانی گرجا ہیہ
پچہلا گرجا خراب موقع پر بنا کیونکہ وہ شہر کی سطح سے اسقدر نیچا ہے کہ پانچ زینہ کی
سیڑہی سے اوس مین اوترنا پڑتا ہے باشندے جنکا شمار تخمیناً پانچہزار ہے اکثر مسلمان
ہین وہانکی مکانات کم بلند اور اکثر مٹی سے بنے ہین دو ایک مکانکے سوا کوئی معقول گھر نظر
نہین آتا وہان کی میلے اور کم چوڑہی گلیان لوگون کی محتاجی اور ذلت پر گواہی دیتی
ہین ایک مسافر لکھتا ہے کہ مینے اسقوف کے کارندے اکونو مو نامی سے سفارش
نامہ کے ذریعہ سے ملاقات کی جسنے مجھے یہ خبر دی کہ ترکون نی قدیم گرجے کی نشان
ایسے مٹائی کہ نہین معلوم کہ وہ کس موقع پر تہے بیس برس کا عرصہ ہوا کہ اوس شہر
مین ایکہزار گہر سرکار کو خراج دینے کے لائق تہے سبہون کی عام بولی ترکی ہے لیکن
اوسکے لکھنے مین یونانی اور ارمنی لوگ اپنی اپنی خاص زبان کے حروف کام مین
لاتے وہان افیون اور ترکی قالین کی بڑی تجارت ہوتی ہے اون لوگون کی خوراک

کنیظرف سے اوس کی ایک پنڈ این الپیا مارسیلہ نامی کی یادگاری کے لئے بنوائے گئے پھر کسی
گنبد کی نزدیک ایک ٹوٹے پتھر پر جو دیوار مین جڑا تھا کچھہ کچھہ مٹا ہوا اس مضمون کا کتابہ پڑھنے یہانکی
دیبی ڈائنہ کے لئے ہمکو نظر آیا لوگون نے ہر زمانے مین پہاڑون کی چوٹیون کو اختیار کرکے
اونپر اپنی آبادگی کے بحال کرنے خواہ غیرونپر ظلم کرنیکے واسطے اور قومونکی حفاظت یا رعایت
پر دست درازی کرنے اور خطر کیے ایام مین اجنبی خواہ خانگی دشمنون کے حملہ سے سلامت
رہنے کیلیئے مضبوط قلعی بنائے ہین جاہل بت پرستون نی ایسی جگہونکو بزرگ جانا اور اپنے پہاڑونکی
بابت گمان کیا کہ دیوتے اور دیبیان اونکی حفاظت کرتے ہین شہر توا تیرا کے نزدیک
پہنچتے وقت مسافر لوگ وہانکی مسجدین اور بڑی میناردن اور سرو وغیرہ کے ہرے پیڑونکو
دیکھکر بہایت خوش ہوتے ہین - شہر مذکور بڑا ہے اور اوس مین ہر قسم کی دوکانین کثرت
سے ہین انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان تین سو بلکہ شاید پانچسو یونانی اور تیس ارمنی
اور ایک ہزار ترکون کے گہر ہین اور نو مسجدین اور ایک ارمنی اور ایک یونانی گرجا یہہ
پچھلا گرجا خراب موقع پر بنا کیونکہ وہ شہر کی سطح سے اسقدر نیچا ہے کہ پانچ زینہ کی
سیڑہی سے اوس مین اوترنا پڑتا ہے باشندے جنکا شمار تخمیناً پانچہزار ہے اکثر مسلمان
ہین وہانکے مکانات کم بلند اور اکثر مٹی سے بنے ہین دو ایک مکانکے سوا کوئی معقول گھر نظر
نہین آتا وہان کی میلے اور کم چوڑی گلیان لوگون کی محتاجی اور ذلت پر گواہی دیتی
ہین ایک مسافر لکھتا ہے کہ مینے اسقوف کے کارندے اکونو مو نامی سے سفارش
نامہ کے ذریعہ سے ملاقات کی جسنے مجھے یہ خبر دی کہ ترکون نی قدیم گرجے کی نشان
ایسے مٹائی کہ نہین معلوم کہ وہ کس موقع پر تہے بیس برس کا عرصہ ہوا کہ اوس شہر
مین ایکہزار گھر سرکار کو خراج دینے کے لائق تہے سبھون کی عام بولی ترکی ہے لیکن
اوسکے لکھنے مین یونانی اور ارمنی لوگ اپنی اپنی خاص زبان کے حروف کام مین
لاتے وہان افیون اور ترکی قالین کی بڑی تجارت ہوتی ہے اون لوگون کی خوراک

اکثر نافص ہوتی ہے اور جو مسافر وہان جاتے ہین ردٹیون کے متفرق قسمون اور شکلون کے
دیکہنے سے اون کی دنگی ہوتی ہی لندن والے اپنی ہدوٹی کو تول سے کے مطابق اور صوبہ
ولٹشایر کے لوگ پیمانہ سے اور اہل پارس گز سے ناپکے مول لیتے لیکن کہ جاب ایشیا کے
باشندے جیسی تپلی بڑے چپاتیان پکاکے ایک ہی کو لپیٹ کر یا دو تین کو اکٹہا کر کے
کہاتے ہین اور اہل بورڈو کی تپلی چپاتیان گول ہین مگر ایک گز کی لمبی اور چار تسو کی
ہوتی ہین اس ملک کے لوگ اونٹ پر سوار ہوکر سفر کیا کرتے ہین اور چونکہ وہان دوری کے
انداز کرنے کا کوئی اور وسیلہ نہین ملتا پس گہنٹہ گزرنے سے اوسکا حساب کرتے فی الحقیقت
اونٹ کا قدم بہت برابر ہے اور کہتے ہین کہ وہ ہر ایک منٹ مین ستر قدم چلتا پس
اس حساب سے وہ گہنٹہ بہر مین کم و بیش ڈیڑہ کوس کی راہ طے کرتا ہوگا فقط

الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۱۸ - ۴۸ -

فصل ۲۵

پانچوین سارڈس کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۳ باب ۱ -

شہر مذکور صوبہ لودیا کے قدیم بادشاہت کا پاے تخت تہا وہ سرزمین بہت دلچسپ ہے
اور تواریخ اور شعر کی کتابون مین وہانکے اگلے باشندونکے اقتدار اور ہنرمندی اور
اہل پاے تخت کی دولتمندی کی بڑی تعریف پائی جاتی ہے لودیا کی بادشاہت کی
زیادہ اقبال مندی کے دنون مین اوس کی پورب سرحد پر نہر ہالس اور پچہم بحر یونان
اور اوتر بحر اسود اور دکہن بحر روم واقع تہا لیکن پہلے اوسکے علاقہ مین صرف تہوڑا
ملک کوہ تمولس کی ترائی مین تہا - سارڈس نہر ہرمس کے متصل ایک وسیع خوشنما
وادی مین جو دریاے مذکور کے ایک سوتی پکٹولس کے سبب سے سیراب رہتی واقع ہے
وادی کی دکہن طرف کوہ تمولس ہے جسکی بلندتر چوٹیان اکثر برف سے ڈہپی رہتی ہین
مقام مذکور پر ایک قدیم قلعہ ہے جسکو ہر ایک مسافر سب سے پہلے دیکہتا ہے اوسکے

پورب سرحد پر پڑا کرارہ ہے چنانچہ جب کروسس بادشاہ نے گرد قلعہ کے سہ طرفہ زیادہ
مضبوط دیوارین بنوائین تب کراری کو بے خطرہ جانکر ویسا ہی چھوڑ دیا وہانکے ایک بادشاہ
نے جو حسب روایت کروسس کے بزرگون مین سے تہا گمان کیا کہ ایک شیر کو دیوار دہنکے
اوپر پہرانے سے قلعہ ایسا مضبوط ہو جائیگا کہ کوئی اوسپر غالب نہو سکیگا اس باعث اوسکی
حفاظت کے واسطے صرف یہی تدبیر نکالی قطع نظر اسکے کروسس نی کیخسرو کیا تہہ جو
اوسکے پیچھے ہو کر لودیا مین آیا تہا شہر مذکور کے سامنے میدان پر لڑائی کی لیکن چونکہ لودیا
والے گہوڑے اونٹونکے دیکہنے یا سونگہنے کی برداشت نکر سکے اسباعث اوسنے شکست
کہائی بعد ازان کیخسرو نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اپنے سپاہیون مین اوس اول
شخص کو جو پہلے دیوار کے اوپر چڑہے انعام دینے کا قول کیا اوسکے ایک سپاہی نی
کسی لودیا والے کو اپنے خود کیواسطے جو قلعہ کے کرارے سے لڑہکتا ہوا گر پڑا تہا اوترتے
دیکہہ کر آپ بہی اوسی راستہ سے چڑہنے کا قصد کیا چونکہ کوئی سامنا کرنیوالا نہ ملا اسلیے وہ
کامیاب ہوا اسکے بعد کیخسرو قلعہ پر اوسیطرف سے حملہ آور ہوا اور شہر کو اپنے قبضہ
مین کرلیا۔ سیکڑون برس تک اوس بڑے شہر کی کچہہ آبادی و سرسبزی بنی رہی لیکن
آخرکار عربون اور ترکون کے اوسے بار بار پامال کرنے اور چند بہونچال کے پے درپے
ہونے سے وہ بہت ہی اوجڑ ہو گیا سابق کے عالیشان عمارتون کے مقام پر کہنڈر و لنگا
ڈہیر پڑا ہے اور تہوڑے تہوڑے آدمی جو اسوقت وہان ہین سو دو ایک خراب
جہوپڑیون مین رہتے اور مسافر لوگ بیان کرتے ہین کہ وہان معرف ایک اوجاڑ گانوء ہے
جسے ترک لوگ سارٹ کہتے ہین وہان ایک تماشاگاہ اور اکہاڑا اور چند گرجون وغیرہ
کے کہنڈر پڑے ہین سوا اسکے ایک عالیشان مندر کے تین ستون موجود ہین لیکن
آدہی مٹی مین گڑے اور آدہی یون ہی کہڑے ہین اور اوپر کی چلکی ستونون کی بہت
عمدہ طور پر نقاشی ہین بعضے گمان کرتے ہین کہ یہ ستون سیبل نامے دیبی کے مندر کے

متعلق تھی جو تخیر و کے شہر سارڈس کو قبضہ مین لانے سے پیشتر یعنے سلیمان کی ہیکل
(یعنے بیت المقدس) کی تعمیر ہونیکے صرف تین سو برس بعد بنا اگر یہ حقیقت حال ہو تو
ستون مذکور نہایت قدیم ہین - سڑک کے نزدیک بڑی عمارت کا ایک حصہ باقی ہے
جسکے آگے اور پیچھے بھاری مصالح کا ڈہیر پڑا ہے دو لمبی چوڑی اور بلند کوٹھریونکی
دیوارین کہڑی ہین اور اونکے درمیان آنے جانیکے لئے تھوڑا فاصلہ ہے گمان
اغلب ہے کہ یہہ کوٹھریان کروسس بادشاہ کے محل کی ہین فقط الکتاب کے مقامات المعروف
صفحہ ۸۱ - ۹۱ ؎

فصل ۲۶

چھٹوین فلدلفیہ کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۳ باب ۷

شہر مذکور جسے ترک لوگ اللہ شہر کہتے ہین کوچک ایشیا مین کوہ تولس کے دامن پر
واقع ہے اور اس سبب بہت مشہور ہے کہ اون سب کلیسیاؤن مین سے جنکے نام پر
مکاشفات والے خطوط لکھے گئے ایک کلیسیا یہان مقیم تھی یہہ شہر سیر دنس کے میدان مین
شہر سارڈس سے دکن پورب بارہ کوس کے فاصلہ پر تہا اور پہلے یومینس کے بھائی
اٹالس فلدلفیس سے تعمیر ہو کر اوسکے نام پر نامزد ہوا وہ صوبہ لودیا کے دوسرے
درجہ کا شہر تھا لیکن وہان کے باشندے بھونچال کے باعث ہمیشہ نقصان کے خطرہ
مین رہا کرتے ہین مسیح کے زمانہ سے بارہ سو برس بعد جان ڈوکس نامی ایک یونانی
سپہ سالار فلدلفیہ اور سارڈس پر حملہ آور ہو کر دونون کو اپنے قبضہ مین لایا ۱۱۷۵ع
مین منویل شہنشاہ نہر منیڈر کے سر چشمہ کے نزدیک ترک لوگون کے داؤن سے بچکر فلدلفیہ کو
ہٹ گیا جبکہ وے ممالک جنپر سلطان علاء الدین قابض ہوا تہا اوسکے مرنیکے بعد
یعنے سنہ ۱۳۰۰ع کو چند حاکمون پر تقسیم ہوا تب صوبہ پرجیا کے درمیانی اطراف کلکیہ اور
فلدلفیہ تک قرعہ کے روسے کرمان کے ہاتھ آئین تھوڑے دیر بعد البیسرس نے شہر مذکور کو

پنجابی ترجمہ یعنی ...

گہیر لیا اور متصل کی گڑہیونکو قبضے مین لاکر شہر کے باشندون کو بڑی تکلیف دینے لگا لیکن رومی لشکر
کے آنے کی خبر پاکر پہٹ گیا الغرض شہر مذکور استنبول مین ترکی سلطنت کے برپا ہونے تک سرسبز
اور اقبال مند رہا مگر ۱۳۹۲ع مین وہانکے باشندون نے اکیلے ہوکر بایزید اول کا سامنا کیا آخر خوراک
کے کم ہو جانے سے لاچار ہوکر تابعداری اختیار کی - شہر مذکور بڑی وسعت کے ساتھہ
ایک پہاڑ کے پہلو پر جسکی چار چوٹیان ہین بنا ہے جب کوئی اسکے کسی چوٹی پر سے چارون طرف
نگاہ کرتا تو ساری خلقت بہت ہی خوشنما معلوم دیتی شہر کے بیچ اور دونون کنارون پر
باغیچے اور تاکستان ہین اور اوسکے سامنے ایک وسیع بہاردار میدان واقع ہے کہ ہر ایک
دیکھنے والا تعجب کرتا اور اوس کی تعریف زبان پر لاتا لیکن شہر کی گلیان کچی اور میلی ہین در حقیقت
ایشیا والے اکثر شہرون کا یہی حال ہے شہر پناہ کی دیوارین اور برج مضبوط ہین - اسمتھہ صاحب
لکھتا ہے کہ سابق مین میدان کے رخ پر شہر کے تین مضبوط دیوارین تہین اور انمین سب سے
اندرونی دیوار کا اکثر حصہ اب تک کھڑا ہے مگر بعضے بعضے جگہہ ٹوٹی ہوئی ہے اور اوس مین جابجا
برج لگے ہین وہ یہ بہی کہتا ہے کہ شہر سے باہر ایک کوس دکہن انسان کی ہڈیون کی ایک لمبی
دیوار پتھرون سے ملی ہوئی اب تک موجود ہے روایت ہے کہ بایزید اول نے شہر مذکور کے باشندون
اتنی مدت تک اوسکا سامنا کرنے کے سبب نہایت غصہ ہوکر انتقام کی راہ سے وہ دیوار
بنوائی رکیات صاحب لکھتا ہے کہ وے ہڈیان اب تک ثابت و مضبوط ہین اور مین اون مین سے
ایک کو توڑ کر لے آیا خیر ان لوگون کا یہ قول ہے لیکن چینڈلر صاحب نے دریافت کیا ہے کہ یہ عجوبہ
صرف ایک نابدان کا بقیہ ہے جس مین سے پتھریلی پانی نے بہکر جہاڑیون اور شاخون مین لگکر
اونہین ہڈی اور پتھر کی مانند کر دیا -
جبکہ فسک اور پارسنس نام امریکہ والے پادریون نے ۱۸۲۰ع مین مقام مذکور کو جا دیکھا
جبرئیل نام یونانی اسقوف اعلی نے خبر دی کہ وہان پچیس گرجے تھے اور سوا اونکے بیس
اور گرجے جو پرانے جہوٹے تھے اور اوس وقت کام مین نہین آتے اوسنے شہر کے بالکل

تین ہزار گہر ایسے جن مین ڈہائی سو یونانیون کے اور باقی ترکون کے جن میں ہون گے اس پاس بہتیرے سایہ دار درخت لگے ہین صاحبان مذکور نی جو یونانی گرجون کی بیمار دیکہے اور لوگون نے اونہین ایک مسجد دکہلاکے کہا کہ یہ وہی گرجا ہے جس مین اگلے مسیحی جمع ہوتے تہے اور جنکے نام پر یوحنا نے خط لکہا اوسکے نزدیک کئی کہنڈر پڑے ہین خصوصاً ایک نہایت قدیم ستون جو اس مسجد سے علٰحدہ اور ایک غیر عمارت سے متعلق معلوم دیتا اوسپر اور شہر جدید کے جدید نام یعنے اللہ شہر پر لحاظ کرنے سے اوس مکاشفات والے پیغام کا جو فلدلفیہ کی کلیسیا کو بہیجا گیا ایک حصہ یاد آتا ہے یعنے کہ مین اوسے جو غالب ہوتا ہے اپنے خدا کی ہیکل کا کہمبا بناؤن گا اور وہ پھر کبہی باہر نہ نکلیگا۔ مکاشفات ۳ باب ۱۲۔ (الکتاب مقامات المعروف صفحہ ۹۳-۹۵۔

فصل ۲۷

ساتوین لاودوقیہ کی کلیسیا مندرجہ مکاشفات ۳ باب ۱۴:

شہر مذکور کوچک ایشیا کے پرجیا اور لودیا نامے صوبہ جات کی سرحد پر شہر افسس سے بیس کوس پورب واقع تہا ایشیا کے اون سات کلیسیاؤن میں سے جنکے نام پر یوحنا رسول نے خطوط لکہے ایک کلیسیا وہان مقیم تہی وہ شہر نہر مئینڈر کے ایک سوتے لوکس کے کنارہ پر واقع تہا مگر اب وہان صرف چند سرکاری عمارتون کے کہنڈر پڑے ہین اور اوسکے متصل کا چہوٹا گانون جسمین فقط تہوڑے کنگال ترکی لوگ رہتے اسکیہسار یعنے پُرانا قلعہ کہلاتا ہے اوس شہر کا قدیم نام جو پاک کتاب اور یونانی اور رومی تصنیفات مین پایا جاتا سو اوسکے بانی شاہ سُریا انیتوکس دویم کی زوجہ لاودوقیہ کے نام پر نامزد ہوا وہ مدت تک چہوٹا مقام ٹہرا اور بار بار بہونچال سے ویران ہو گیا توبہی زمین کی زرخیزی اور باشندون کی محنت کشی کے باعث قیصر اگستس کے عہد مین اقبال مند ہو گیا ہیرو نامی ایک خیرخواہ نے اوس شہر کو چند عمارتون سے آراستہ کیا اور وہانکے باشندون کے لئے چار ہزار روپے وصیت کر گیا سٹوئی کی فلسفہ کا مشہور بانی زینو اور اوسکا بیٹا پولمو وہان رہتے تہے یہ مشہور مُدبر نامے شاہ پنٹس نے اوس شہر کو گہیر کر بہت

نقصان پہونچا لیکن پیچھے رومیون کی بدولت بڑہ گیا اور مضبوطی پکڑی یہان تک کہ مسیح کے
عہد مین وہ صوبہ پرجیا کا ایک بڑا شہر تہا اور کوچک ایشیا کے اون بڑے شہرون کی جو ساحل پر
واقع تہی کچہہ برابری کرسکا بعد ازان چند صدیون تک جو حال اوسپر گزرا اوسکو کم معلوم ہے مگر
اکثر اوقات وہ رومی شہنشاہون کے عمل مین کامیاب رہا بلکہ سنہ ۱۰۹۰ع کو جب یروسلم کی بابت
عیسائیون اور مسلمانون کے درمیان تیسری لڑائی ہوئی تب وہ سرسبز تہا بیس پچیس برس
بعد یونانی شہنشاہ کمنینس اور ترک لوگ اون اطراف مین مدت تک باہم لڑتے رہے آخر
سلطان لی فتحیاب ہوکر شہر پناہ کو گرادیا بعضون کو قتل کیا اور بعضون کو اسیر کرکے
لیگیا قدیم شہر کے کہنڈر جیسے اب دکہائی دیتے بہت وسیع ہین اور شہر پناہ کے سب
اندرونی احاطہ مین عمارتون کی بنیاد اور ستونون کے ٹکڑے پڑے ہین جن کی بڑائی
اور بناوٹ سے شہر کی سابق اقبالمندی اور عالیشانی ثابت
ہوتی اب وہ بالکل ویران ہے۔ وہان کے رہنے والے صرف بہڑیے اور
گیدڑ ہین جو آس پاس کے جنگلون سے آکر اوسکے کہنڈرون مین پناہ گیر ہوتے ایک
اکہاڑا اور تین تماشا گاہون کے کہنڈر اوس کی اگلی بزرگی پر گواہی دیتے ہین انمین سے ایک
تماشا گاہ جو سب سے بڑا ہے اوس مین تخمیناً پچیس ہزار آدمی کی سمائی رہی ہوگی
اوسکے پچیس زینہ ہین جن مین ہر ایک گز بہر کا چوڑا اور سوا فٹ کا اونچا اور نیچے کا
میدان بتیس گز کا لمبا چوڑا اکہاڑے کے بائیس زینہ ہین جو اب تک مسلم اور مضبوط
ہین اوس کی کل لمبائی تین سو چالیس قدم اوس مین چند نشان کچہہ درست نظر آتے
اور اوس کی پچہم طرف گہوڑون اور گاڑیون کے اکہاڑے مین آنے کیلئے گنبددار راہ
ایکسو چالیس فٹ کی لمبی بنی ہے اوسکے طاقچون کے یونانی کتابے سے معلوم ہوتا ہے کہ
بارہ برس کی تعمیر سے شہنشاہ ویسپاسین کے عہد سلطنت مین ۸۲ع کو تیار ہوا۔
کہنڈر کی قدیم حالت پر ایک نوبتخانہ اور دو اور تماشا گاہین گواہ ہین اور ایک عمارت بہی ہے

جسکو چند لوگ صاحب دیوانخانہ سمجھتا ہے تماشاگاہ مین ایک کتابہ نظر آیا جسکے سنہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ اوس کی تعمیر اوسوقت ہوتی تھی جب لاوو وقیہ کی کلیسیا کو مکاشفات والا
پیغام بھیجا گیا اور اوسکے تھوڑے دن بعد تیار ہوگئی وہان ایک غار بھی ہے جس کی آرایش
دار محراب ہے ڈاکٹر اسمتھ صاحب نے ایک کتابہ اس مضمون کا پایا کہ اس عمارت کی
تیاری مین بارہ برس لگے اور ۱۰۹۲ عیسوی کو ترا جن کی حکومت کے وقت
بن چکی بلا پچوسے بہت جگہہ مین کھودائی کی اور اسطرح بڑی اور عمدہ کندہ کئے ہوئے ڈھوکے
نظر پڑے جنسے ثابت ہوا کہ قدیم شہر کا اکثر حصہ بھونچال خواہ کسی اور سبب سے اب کی زمین
کی نسبت بہت نیچے دہس گیا جب کوئی مقام غزل حصار سے ہوکر شہر مذکور کیطرف جاتا تب
دیکھتا ہے کہ انگلستان کے عمدہ تر اضلاع کی مانند اوس کی سڑک بہت خاصی اور منتظر
نہایت خوشنما ہے۔ ایک مسافر یون لکھتا ہے کہ ہم لوگون نے مقام کوشک پر ایک قہوہ خانہ
مین اپنے بستر لگائے لیکن کوئلہ کی آگ اور بیشمار حقون کے دہوئین سے اور کتون اور گھوڑون
اور بلیون اور گھوڑون اور گدہون اور مرغون کے شور و غل اور ترکون کے خراٹون سے رات بہر
جاگتے رہے اور سونے نہ پائے ہر منیڈر وہان کے منظر کو نہایت رونق بخشتی اور انجیر وغیرہ
میوہ دار درختون کے باغ اور اناج کے کہیت اور جہاڑیان اور پانی کی کیاریان سرسبز
اور جاری ہین ارنڈل صاحب جنہنے ایک بلند جگہہ سے شہر کیطرف نگاہ کی لکھتا ہے
کہ دہنی طرف ایک گاؤن جس کے مکانون چہت چپٹی تہی درختون
سے گہرا ہوا نظر آیا اون کے پیچھے پہاڑون کا سلسلہ
جن کی بلندتر چوٹیان برف سے سفید ہو رہی تہین سامنے ایک کم چوڑی وادی کے
پار لاوو دقیہ کے کہنڈر بچھے ہین اور اوسکے عین پیچھے کوہ میوگس کے پہلو مین شہر ہیرالوپس
ہے جو سفید سنگ مرمر کی بڑی کہانی کی مانند دکہائی دیتا ہے بائین طرف اوس کوہ کی
چوٹی کے قریب محرابون کی لمبی قطار ہے یعنے ایک ٹوٹا ہوا آبدان جسکے سامنے ترکون کے

[illegible]

کالی ڈیڑے کپڑے ہتے اور اوسی رنگ کی ہزارون بہیڑ اور بکریان وہان چرتی ہین اسکی حصار سے تھوڑے فاصلہ پر ڈیغزلی واقع ہے جسکو لوگ خوبصورتی کی بابت دمشق کے موافق بتاتے ہین اوسکے گرد شہر پناہ ہے اور وہان یونانیون کے سوا ترکون کے چار ہزار گہر اور چند مسجدین ہین جبکہ مسافر ان اطراف مین عمارتون کے کہنڈرون کو دیکہتا ہے تب اوس شہر کی شان و شوکت کو جو جاتی رہی یاد کرتا ہے فی الواقع سات کلیساؤن مین سے لاودکیہ کی کلیسیا سب سے زیادہ تباہ اور ویران ہوگئی حقیقت مین وہ مقام تودہ نظر آتا جس کی وضع سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قدیم مین کیا عالیشان شہر تہا یہ کہنڈر مین چار پہاڑون پر پہیلے ہوئے اور بڑے وسعت رکہتے ہین فقط الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۱۹ سے ۱۲۲ تک

فصل ۲۸

بیت اللحم کے بیان مین

بیت اللحم افراطہ یروسلم سے تین کوس کے فاصلے پر اور اوس سڑک پر جو یروسلم سے حبرون کو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بنی داؤد رحبعام نے اوس کی شہر پناہ و قلعہ سازی کی اس شہر مین داؤد بادشاہ پیدا ہوا اور اوسنے لڑکپن کا زمانہ بلکہ جب تک گولیات پہلوان سے مقابلہ نکیا اسی مین گزرا ایکنگم صاحب فرماتے ہین کہ بیت اللحم ناصرہ سے بہی چہوٹا ہے اوس مین ایکہزار یا پندرہ سو آدمی سے زیادہ نہ ہون گے مگر رچرڈسن صاحب کا یہ خیال ہے کہ اوس مین تین سو آدمی سے زیادہ نہ ہونگے بیت اللحم کے معنے روٹی کا گہر ڈاکٹر کلارک صاحب کا یہ بیان ہے کہ یروسلم سے جاتے ہوئے شہر مذکور ایک پہاڑی کی چوٹی پر نظر آتا ہے وہان کی عمارتون مین جو سب سے عالیشان نظر آتی وہ خانقاہ ہے جو مسیح کی تولد کے مغارہ پر بنی ہے اوسی جگہہ سے شہر کے بائین ہات بحر موت نظر آتا ہے بیت اللحم کی حویلیان اچہی سڑکین صاف اور باشندون کی بڑی تعریف ہوتی ہے وہانکے مرد تو قد آور اور عورتین خوبصورت ہوتی ہین لیکن مرد اکثر بداطوار مشہور ہین اسلئے

اکثر باشندے عیسائی ہین صلیب کی صورت اور تسبیحین بنا بنا کر اور حاجیون اور سیاحون کے
ہاتہہ بیچکر گزران کرتے ہین شہر مذکور مین کئی مقام مین جو وہان کے لوگ دکہلاتے اور کہتے ہین کہ
مسیح کے تولد کیوقت سے آجتک موجود ہین چنانچہ ایک مغارہ زمین مین کہودا ہوا دکہلاتے او
بیان کرتے ہین کہ یہ وہ اصطبل ہی جہان طفل مسیح تولد ہوا تہا پر یہ روایت انجیل سے نہین ملتی
مگر مسیح کے زمانہ سے تین سو برس بعد لوگ ایسا گمان کرنے لگے مغارہ مذکور کے اوپر عیسائیون
نی ایک بڑا عمدہ گرجا تعمیر کروایا ہے اور اسکے ساتہہ ایک خانقاہ ہے جس مین یونانی او
لاطینی اور ارمنی تینون شریک ہین گرجا مذکور کی صورت صلیب کیطرح بنی ہے اسکے
درمیانی حصے مین اڑتالیس ستون ہین جو الگ الگ چار قطارون مین دہرے ہین ہر یک
ایک کہمبے کا قطر ڈہائی فٹ اور لمبائی اٹہارہ فٹ کی ہے یہ کمرے ارمنیون کے قبضے
مین ہین اور اونہون نے اور حصتون سے علحدہ کرنیکے واسطے تین دیوارین بنائی ہین۔
دوسرا کمرہ یونانیون کے تحت مین ہے اونہون نی اس مین ایک قربانگاہ بنوائی ہے جو
مجوسیون کے نام پر مخصوص ہوئی ہے اور اوسکے سامنے ایک سنگ مرمر کا ستارہ کہود کر
لگایا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ یہ افلاک کی عین اوسی رخ پر ہے جہان مجوسیون کو وہ تارہ
نظر آیا تہا اور خاص اوس مقام کی عین اوپر ہے جہان مسیح تولد ہوا اسی کمرے مین ایک
سیڑہی پندرہ زینے کی لگی ہے جس سے اوترکے تولد کے مغارے مین داخل ہوتے ہین
تولد کا کمرہ سینتیس فٹ چہہ انچہ لمبا اور گیارہ فٹ تین انچ چوڑا اور نو فٹ اونچا ہے فرش
اور دیوارون کو اونہون نے سنگ مرمر سے مڑہا ہے اور ایک ایک طرف نماز پڑہنے کے
پانچ پانچ آستانے ہین کہتے ہین کہ یہ دس آستانے اصل مین اصطبل تہے مگر طرفہ تر ماجرا
یہ ہے کہ اونہون نے اوس عین مقام کو بہی ٹہرایا ہے جہان مسیح پیدا ہوا اور اوسجگہہ
ایک پہول کرن کیصورت مرمر اور سنگ یشم سے بنایا ہے اور اوس کے گرد ایک حلقہ
چاندی کا ہے جسکے اوپر لاطینی زبان مین یہ بات کہودی ہے کہ یہان عیسے مسیح باکرہ مریم سے

پیدا ہوا اس جگہ کے اوپر چٹان سے لگا ہوا ایک تخت سنگ مرمر کا ہے جو قربانگاہ کے
کام آتا ہے اس سے آگے دس فٹ کے فاصلہ پر ایک چرنی ہے جو سنگ مرمر کے چٹان میں
بنی ہے اوسکے آگے مجوسیون کی ایک قربانگاہ ہے اس گرجے مین ۳۲ جھاڑ ہین جو
ایک ایک عیسائی بادشاہون سے عنایت ہوئی اور کئی ایک عمدہ تصویرین بھی ہین
اور ایک باجا جسکے بجانے مین راہبون نی خوب دخل پایا اور کہتے ہین کہ عبادت کیوقت
خواہ مکان کی جلو خواہ عود کی خوشبو خواہ باجے کی شیرینی سے خواہ اسباب کی چمک سے
عجیب طرح کی تاثیر دلپذیر ہوتی ہے اب کہانتک بیان کرین کیونکہ حاجی جب اس گرجے کو
چھوڑتے تو اونہین ایک دوسرے گرجے مین لیجاتے جو مقتول طفلون کی قبر پر بنا ہے
پھر وہان سے مقدس جرم کے مغارے پر لیجاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس مقام پر اوس
بزرگ نے اکثر اپنی اوقات کاٹی اور یہین وہ ترجمہ کیا جو تمام عالم مین آج تک مشہور
ہے بس جس طرح سے اونہون نے روایتین ایجاد کین کہ اونسے عقل حیران اور ایمان
فنا ہو جاتا ہے۔ تمت کلامہ۔ از الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۳۵-۳۸

فصل ۲۹

شہر ناصرہ کا بیان

مسیح کی ما شہر ناصرہ مین مقیم تھین اور باوجودیکہ مسیح کا تولد بیت اللحم مین ہوا تو بھی اوسکا
لڑکپن اور جوانی کا وقت ناصرہ ہی مین گزرا چنانچہ اس سبب سے اوسکے ہم عہدونمین
مشہور ہوا کہ وہ ناصری ہے اور جب اوسکے معجزون کی شہرت ہوئی تو تمام بزرگان
اور علما کہتے تھے کہ کیا کوئی اچھی چیز ناصرہ سے نکل سکتی ہے۔ یہ شہر کوہ تبور کے
اوتر پچھم رخ اور اوس سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے اور اوس مقام سے جہان
رود یردن دریاے جلیل سے نکلتا ہے عین پچھم رخ ساڑھے بارہ کوس اور اون
اطراف مین ہے جو آگے زبلون کے فرقہ کا حصہ تھا بکنگم صاحب کا یہ بیان ہے کہ وہانکی

حویلیان دو سو پچاس سے زیادہ نہو نگی مگر سب کی سب پختہ اور سنگین شہر لین کہری اسلئے
کہ شہر کی لنبائی پہاڑ کے دامن پر ہے گلیان اوسکے دستور تنگ اور کیچڑ کے سبب سے میلی
ہین عمارتون مین سے مسجد سب سے زیادہ نمودار بلند بلند مینار کنگورہ دار سفید رنگ
اور اوس کی گنبذ پر ہلال دو بد سلطان روم کا شان بنا ہے ایک اور عمارت وہ گرجا
ہے جو یونانی کلیسیا سے تعمیر ہوا اور شہر سے دکہن پورب واقع ہے پہر ایک اور گرجا
ہے مرونی عیسائیون کا اور ایک خانقاہ لاطینی عیسائیون کی اوسکے ساتہہ ایک گرجا
بہی ہے جسکا بیان صاحب موصوف ایسا کرتے ہین کہ تمام ملک شام مین یروشلم کے
مسیحی مقبرہ کو چہوڑ سب سے عالیشان اور خوبصورت عمارت یہی ہے۔
سلطان روم کے عمل مین ناصرہ عکہ کے بادشاہ کے تلویع ہے اور بسبب اسکے کہ اوسکے
اطراف مین کوئی بستی اس سے بڑی نہین اور اوسکے باشندے چست و چالاک
و محنت کش ہین پاشا مذکور نے اور بستیون کی بہ نسبت اوسکے لوگون کی ساتہہ بہت
خوش سلوکی کی بالکل رہنے والے شہر کے تین ہزار ہین اس مین پانچ سو ترک والے
اور ڈہائی سو عیسائی اور نوے گہر انکے لاطینی اور باقی یونانی یا مرونی ہین خانقاہ
مذکور کے گرجے کے اندر ایک مکان تہا جس سے گرجا قریب معمور ہی کے ہے اور اوسے
یوسف و مریم کی حویلی کہتے ہین اوسکے سب کہمبے اور گرجے کی سب اندر والی دیوارین
اچہی موٹی و عقس دمشقی رنگین ریشم سے آراستہ ہین اور اوس آراستگی سے عجیب
خوشنما صورت دیکہہ پڑتی ہے پہر بڑی قربانگاہ کے پیچہے تہ خانہ ہے جو کئی ایک چہوٹے
چہوٹے کمرون مین تقسیم ہے مشہور ہے کہ یہان مریم گذران کرتی تہین چنانچہ وہان
لیجا کر بی بی مریم کی خوابگاہ اور نشستگاہ اور باورچیخانہ دکہلاتے ہین سوا اسکے ایک سوراخ
دکہلاتے اور کہتے ہین کہ عیسیٰ لڑکپن مین اپنے دشمنون سے بہاگ کر کے اس ہی مین
چہپا تہا چو حاجی کہ اس گرجے کی زیارت کرتے ہین تہ خانہ مذکور کی چٹان مین سے کچہہ ریزے

پور کرلاتے ہین اس دستورسے وہ مقام کچہہ بڑہ گیا ہے وہان کے پادری کہتے ہین کہ اوس
گرجے مین ایک معجزہ اب تک ہے یعنے قربان گاہ کے سامنے دو کہمبے ہین ایک ایک دو
فٹ ایک انچ موٹا اور تین فٹ کے فاصلہ پر کہڑا اور چہت سے لگا ہے روایت کرتے
ہین کہ یہ دونون کہمبے اوسی مقام پر دہرے ہین جہان بی بی مریم تہین اور فرشتہ بہی جو
پیغام لایا ان مین سے جو کہمبا بی بی مریم کے نام کا ہے سو ٹوٹا ہے بلکہ اوس مین اٹہارہ
انچ پتہر کہدگیا ہے تو بہی کہمبا ہے مگر اوہان کے پادری کہتے ہین کہ اس مین معجزانہ
قوت ہے کہ نہ چہت سے لگا نہ زمین پر مگر معلق ہے جتنے عیسائی ناصری مین رہتے
سب سمجہتے ہین کہ معجزہ دائمی ہے بلکہ جب بیمار پڑتے اور وبا آتی دے گرجہ موصوفہ
مین جا اپنے بدنکو اوس کہمبے سے رگڑتے اور مس کرتے ہین تاکہ صحت پاوین ڈاکٹر
کلارک صاحب کہتے ہین کہ اوسکی معجزانہ قوت کی شہرت تمام ملک جلیل مین پہیل گئی
تہی اوس گرجے کے سوا خانقاہ کے اندر ایک چہوٹا گرجا ہے اور اوسکے اندر یوسف
کی دوکان ہے اوسکے پچہم طرف ایک عمارت ہے جسے کہتے کہ پورانا عبادتخانہ
یہی ہے جس مین مسیح عیسے نے پہلا وعظ کیا تہا مگر سب سے مشہور متبرک وہ ہے جو عیسے
کی میز کے نام سے کہلاتا ہے یہ ایک بڑا پتہر ہے جسے وہ کہتے کہ اسپر عیسے اور بارہ حواریون
نے کہانا کہایا تہا اوس پتہر کے اردگرد بہی ایک گرجا اونہون نے تعمیر کیا ہے اور اوس
گرجے کی دیوار پر پوپ صاحب کا ایک سرٹیفکیٹ ہے جسکا یہ مضمون کہ یہ دوامی روایت
ہے جو سب یوربی اطراف والون مین جاری چلی جاتی ہی یہ وہی میز ہے جسپر خداوند مسیح
اور اوسکے شاگرد کہانا کہاتے تہے اور پاک روم والی کلیسیا اون لوگون کو جو اسکی
زیارت کرے سات برس تک گناہون کی معافی دیتی ہے بشرطیکہ وہان جاکر خداوند
کی دعا پڑہے اور کہے کہ اے مریم پسندیدہ سلام تجہپر اور اوسکے ساتہ یہ شرط ہے کہ وہ
شخص دیندار ہو ڈاکٹر صاحب موصوف کہتے ہین کہ ناصرہ مین کوئی چیز اسقدر متبرک

فصل ۳۰

گرجا گہر سینٹ آیا صوفیہ واقعہ شہر قسطنطنیہ

سلطان محمد خان ثانی ابن سلطان مراد ثانی ۲۹ سنہ ۱۴۳۰ع مین شہر ادرنیہ مین جو کہ اوسکے
باپ کا تختگاہ تہا ترک لوگ اوسے ادرنہ یا ادرنہ پول کہتے ہین پیدا ہوا اور وقت وفات
پدر وہ شہر مونیزیا مین تہا اپنے باپ کی وفات کا حال سنکر بہت جلد روانہ ہوا اور سنہ ۸۵۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۴۵۱ع مین تخت سلطنت پر جلوس کیا قیصر قسطنطنیہ نے سلطان محمد خان
ثانی سے اوسکے بہائی مسمی ارخان کا خرچ خوراک جو کہ قیصر کی حفاظت مین تہا سالہائے آئندہ
طلب کیا اور دہمکا کر لکہا کہ اگر خرچ بابت ایام گذشتہ بہیجنے مین توقف کروگے تو مین ارخان کو
چہوڑ دونگا یہ خط دیکہکر سلطان محمد خان ثانی بہت غصہ ہوا اور قسطنطنیہ کو فتح
کرنے پر کمر باندہی اور شہر ادرنیہ مین لشکر جمع ہونیکا حکم دیا اور سیکڑہ ان توپین بڑی بڑی
کہ جنکا گولہ ایک دو میل تک جائے تہوڑے عرصہ مین تیار کروائین جسوقت سب سامان
جنگ تیار ہوگیا اوسوقت کوچ کیا اودہر قیصر قسطنطنیہ ایمپراطوس قسطنطین نے
بہی مقابلہ اور مقاتلہ کا سامان کیا اور ایلچیون کو سلاطین نصاریٰ کے پاس مدد مانگنے
کیواسطے بہیجا پاپا صاحب مرشد نصاریٰ اور اور ملوک بنی اصفر نے مدد کیواسطے فوجین
بہیجین سلطان محمد خان ثانی دو لاکہہ اور پچاس ہزار فوج اور سیکڑون توپین لیکر اوائل
ماہ نیسان سنہ ۱۴۵۳ع کو قسطنطنیہ کے نزدیک پہونچا اور خیمہ استادہ کیا شہر پر گولی مارنا
شروع کیا اور بہت سے جنگی جہاز دریا مین لا کہڑے کئے پچاس دن تک رات دن توپ
اور بندوق کی لڑائی رہی قلعہ کے چار برج خراب ہو گئے اور جابجا فصیل مین سوراخ
ہو گئے انتیسوین ماہ ایار سنہ ۱۴۵۳ع مطابق بیسوین ماہ جمادی الاول سنہ ۸۵۷ ہجری کو سلطان
محمد خان ثانی کی فوج نے یورش یعنی دہاوا کر دیا حشر عظیم برپا ہوا نصاریٰ نے بہی

مرنے پر شیانہ ہوکر آپس مین ایک دوسرے کو وداع کیا اور لڑنے مین مشغول ہوگئے ایم پراطوس
قسطنطین نے گرجا گہر ایا صوفیہ کو کہ اب وہ جامع مسجد ہے بہایت ناامیدی کیحالت
مین آنسو بہتے ہوئے جاکر وداع کیا اور شہر کے برجون کے دروازون مین قفل لگاکر کنجیان
دریا مین پہینک دین لشکر اسلام جرات کرکے فصیل کے رخنون کی راہ سے شہر مین داخل
ہوگیا اور قتل عام کرنے لگا ایم پراطوس قسطنطین نے لباس شاہی اوتار کر تاکہ کوئی
اوسے پہچانکر نہ پکڑ لے مردانہ وار تلوار کہینچکر لشکر اسلام کی صفون پر حملہ کیا اور سپاہ
ینگچری کے ہات سے قتل ہوا سلطان محمد خان ثانی بڑے دبدبہ کیساتہہ شہر مین
داخل ہوا اور ایم پراطوس قسطنطین کا سر نیزہ پر بلند کرکے تمام شہر مین پہرایا گیا
اور ایم پراطوس قسطنطین کی سب اولاد و نسل تلوار سے قتل کی گئی تین دن
شہر مین وہ قتل عام رہا کہ جسکا بیان بہت طول ہے چوتہے دن امن ہوا اور شہر پناہ
کی شکست و ریخت اور عمارتون کی مرمت کیواسطے حکم دیا گیا بڑے بڑے گرجا گہر
مساجد اسلام بنائے گئے اور بعضے گرجا گہر عیسائیون کیواسطے چہوڑ دئے اور قوم
اروام پر اون کے مذہب کے موافق بترک مقرر ہوا اور قیصرون کے دستور کے
موافق بترک کو عصا اوسے عنایت ہوا یہ شہر جسوقت سے قسطنطین اکبر نے آباد کیا
اور اس لڑائی تک اونتیس بار محاصرہ ہوا اور سات بار فتح کر لیا گیا تاریخ جدولیہ تالیف
منشی خادم علی مین لکہا ہے کہ قسطنطنیہ الموسوم بہ اسلام بول مکہ معظمہ سے ۱۳۷۳ میل
کے فاصلہ پر ہے قیاصرہ روم پہلے فلاسفہ کا مذہب رکہتے تہے بعد ظہور حضرت علیسے کے
عیسائی ہوگئے اور تمام عیسائی بادشاہون مین بمنزلہ شاہنشاہ کے تہے - الغرض بعد
اس فتح کے سلطان محمد خان ثانی نے فتح نامے بنام شریف مکہ اور والی مصر اور شاہ ایران
کے روانہ کئے اور خراج نصارے پر مقرر کیا اور مسجد الیوب کی بنیاد ڈالی -

بیان مسجد الیوب

ایکسال والی شام نے یزید کو قیصر سے لڑنیکے واسطے بہیجا اتفاقاً قیصر مین اور یزید مین صلح ہوگئی ابو ایوب انصاری نے جو کہ لشکر یزید مین تہے انتقال کیا یزید نے اونہین قسطنطنیہ مین دفن کیا ایکدن قیصر نے اپنی مجلس مین کہا کہ یہہ لڑکا یعنے یزید سخت نادان ہے کہ ابو ایوب کو یہان دفن کیا نہین جانتا ہے کہ جب یہان سے چلا جائیگا عیسائی لوگ ایوب کو کہود کر پہینکدینگے یزید نے یہہ خبر سنکر اپنی مجلس مین کہا کہ قیصر سخت احمق ہے نہین جانتا کہ ملک شام میرے قبضے مین ہی سیکڑون قبرین عیسائی مذہب کے بزرگون کی جو ملک شام مین ہین کہود ڈالونگا یہ بات قیصر کی کان تک پہونچی پہر کوئی ایوب کی قبر سے مزاحم نہوا جبوقت قسطنطنیہ اسلام پول یعنے استبول ہوا سلطان محمد خان نے وہان مسجد عالی تعمیر کی اور مسجد ایوب نام رکہا فقط۔ از تاریخ قیصر روم مطبوعہ مطبع نظامی واقع کانپور سنہ ۱۲۸۰ ہجری بیان ہفتم صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴۔

فصل ۱۳۱

مضمون لاجواب مصنفہ جناب امام فن مناظرہ اہلکتاب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور۔ درباب سلطنت استنبول

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ترجمہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جسکو چاہے اور سلطنت چہین لے وے جسسے چاہے اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتہہ سب خوبی ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو لے آدے رات کو دن مین اور تو لے آوے دنکو رات مین اور تو نکالے جیتا مردے سے اور تو نکالی

مردہ جیتے ہیں اور نور زندہ ہوویے جسکو چاہے بیشمار ۔
سلطان عبدالعزیز خان فرمانروائے سلطنت روم جنکے حکم مین توموں کا بننا اور بگڑنا
تہا پندرہ برس بادشاہی کرکے تخت سلطنت سے اوتارے گئے بسبب اختیارات
سلطنت چشم زدن مین خواب وخیال ہوگئے اور سلطان مراد خان پنجم نے تخت پر
جلوس فرمایا اور نہ فقط یہی بلکہ سلطان عبدالعزیز خان کا تخت سے اوترکر اوسی عرصہ
مین تختہ تابوت اختیار کرنا اور سلطان مراد خان پنجم کا کنج عزلت سے نکلکر تاج
شاہنشاہی سر پر رکہنا آیہ مرقومہ بالا کے اخیر جملہ کے کیا خوب تفسیر ہے ۔
یہ سلطنت استنبول مثل اون سلطنتون کی نہین ہے جنکا ترقی و تنزل دنیوی تدبیرون پر
منحصر ہے بلکہ تمام روے زمین کی کسی سلطنت کو سلطنت استنبول سے کچہہ نسبت
نہین ہوسکتی کس سلطنت کو یہ شرف کبہی حاصل ہوا ہے کہ جسکا ایک ایک شہر الہامی
کتابون مین لکہا گیا ہو مگر رومی سلطنت انہین صفات کیساتہہ موصوف ہے کیا
ایشیاے کوچک اور اوس کی سات شہر ۔ افسس ۔ فلدلفیہ ۔ سمرنہ ۔ سارڈینیہ ۔ پرگمس
سارڈلیس ۔ لاودقیہ ۔ (مکاشفات ۱ و ۲ باب) انطاکیہ ۔ (اعمال الرسل ۲ و ۱۱
۱۳ باب) تسلونیقیہ ۔ یعنے سلانیک قیصریہ ۔ عاقر ۔ ترس ۔ کنعان ۔ اور اوسکی
سب شہر نام بنام ۔ بصرہ ۔ و بابل ۔ و نینوہ ۔ و مصر ۔ دمشق ۔ و عرب و شام ۔ وغیرہ
یہ سب توریت و انجیل مین مذکور ہین لیکن چین و روس و یوروشیا وغیرہ کے ماتحت
شہرون مین سے کسی ایک شہر کا نام تو مقدس کتابون مین کہہ تلاش کیا ہو تاکہ ساری
عمر کی کوشش کے بعد ہی یقینا نہ پایا جائیگا اس سے ثابت ہوا کہ خدا نے سلطنت
استنبول کی ایک ایک شہر پر گویا زیر نگین سلاطین اسلام رہنے کیواسطے مہر کردی ہے
جو کبہی نہ ٹلیگی اور اگر کوئی دوسرا اس سلطنت کے کسی شہر پر کبہی قابض ہو جاوے
تو سنحریب کیطرح خدا کے فرشتہ کا اوس سے مقابلہ کرنا پڑیگا ۔ (۲ سلاطین ۱۹ باب)

دوسرے دنیا مین جتنی بادشاہتین ہین اونکا گھٹنا یا بڑہنا اتفاقات وقت
اور اسباب ظاہری سے ہوتا رہا لیکن اسلامی سلطنتون کے سوا کوئی سلطنت آج روئے
زمین پر موجود نہین ہے جس کی فتح وشکست سے خدا نے اپنے کلام مین خبر دی ہو کیا
چین کو کبھی یہ شرف حاصل ہوا یا روس و پروشیا وغیرہ نے خدا کے کلام سے یہ سند بہم پہونچائی
ہرگز نہین مگر مصر کی فتح ہونے کی خبر اور خدا پرستون کے ہاتھ فتح ہونیکی خبر یسعیاہ ۱۹ باب
مین موجود ہے بیت المقدس مین تسلط اسلام کا ذکر ۔ ۱۵ زبور مین پڑہ لینا چاہیے روم
کی فتح ہونے کی خبر اس حدیث سے معلوم کرلو قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا ہلک کسری فلا کسری بعدہ واذا ہلک قیصر
فلا قیصر بعدہ والذی نفس محمد بیدہ لتنفقن کنوزہما فی سبیل اللہ متفق علیہ
بخاری اور مسلم مین ابوہریرہؓ اور جابر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب
ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اوسکے بعد کوئی وہان کا بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا
بادشاہ ہلاک ہوگا تو کوئی اوس کی بعد وہان کا بادشاہ نہوگا اور قسم ہے اوس
ذات پاک کی جس کی قابو مین محمدؐ کی جان ہے کہ مقرر اون دونون ملکون کے خزانے
خدا کی راہ مین بانٹے جائینگے انتہے ایضاً قال رسول اللہ صلعم تغزون جزیرۃ
العرب فیفتحہا اللہ ثم تغزون فارس فیفتحہا اللہ ثم تغزون الروم
فیفتحہا اللہ ثم تغزون الدجال فیفتحہ اللہ رواہ مسلم یعنے مسلم مین نافع بن عتبہؓ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لڑوگے عرب کے ٹاپوسے
سو خدا اوسکو فتح کریگا پہر تم لڑوگے ایران والون سے سو خدا اسکو فتح کریگا پہر تم لڑوگے
روم سے سو خدا اوسکو فتح کریگا پہر تم لڑوگے دجال سے سو خدا اوسپر فتح دیگا انتہے سب
جانتے ہین کہ ایران حضرت عمرؓ کے حکم سے فتح کیا گیا اور فتح روم سنہ ۵۳ ہ ۱ع مطابق
سنہ ۵ ہجری کو عمل مین آئی اور باتفاق جمہور وفات امام بخاری رح سنہ ۲۵۶ ہجری مطابق

سنہ ۶۹ء کو ہوئی اور وفات امام مسلم رح ۲۶۱ سنہ ہجری مطابق سنہ ۸۷۴ء کو ہوئی (تواریخ
محمدی مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۰۱-۱۴۲) جس سے ظاہر ہے کہ یہہ
پیشین گوئی اپنے وقت تحریر سے قریب چہہ سو برس کے بعد پوری ہوئی اور چونکہ غیب
کی بات سوا خدا کے اور کوئی نہین جانتا ہے پس ایسی پیشین گوئی سوا الہام
ربانی کے کیونکر زبان پر آسکتی تہی - اور ایشیاء کوچک کے اون سات کلیسیاؤن مین
تسلط اسلام ہونیکی خبر حضرت عیسے آپ ہی فرما گئے تہے کہ مین اون کے ساتھ
اپنے مونہہ کی تلوار سے لڑونگا (مکاشفات ۲ باب ۱۶) چونکہ حضرت عیسے کا لڑنا سوا
فتح پانے کی شکست کا گمان تک نہین پیدا کر سکتا ہے پس حضرت عیسے کے فتح
پانے کا نشان وہان اسلام کا تسلط ظاہر ہونے کے سوا اور کیا ہے - اور اس
اسلامی خداداد سلطنت سے جو روس وپروشیا وغیرہ برسر پرخاش ہین کیا نہین
ہیبی عقل اور ایمان دونون زایل ہونیکی اب تک خبر نہین ہے واہ رے غفلت
تیرے جو جو شہر کہ خدا کے کلام مین چہپی ہوئی معلوم ہوتی ہین گویا وہ سب خدا کے
خاص دفترین خاص طور سے لکہی گئی اور جن مین سے ایک ایک شہر کو خدا نے اسکا
نام لیکر یاد کیا ہے کیا ممکن ہے کہ اون شہرون پر کوئی ایسا بادشاہ حکومت کرے
جسے خدا نے پسند نہ فرمایا ہو اور نہ اوسکا نام کبہی قلم قدرت کی زبان پر آیا ہو جیسے
الگزنڈر - یا چارلس - یا جارج یا ولیم - یا ملین - یا نیکولاس - کہ یہ الفاظ کبہی الہامی
کتابون مین مستعمل نہین ہوئی نہ عبرانی یا عربی لفظون مین جیسے کہ سلاطین استنبول
کے نام ہین پس ایسے شہر جنکی نام کلام الٰہی مین درج ہوئے اونپر حکومت کرنیوالے
بادشاہ بہی ضرور ہے کہ وہی ہون کہ جنکے نام کسی کلام الٰہی مین پائی جائین خواہ عبرانی
مین یا عربی الفاظ مین اور نہ فقط یہی بلکہ یہہ بہی ضرور ہے کہ اون بادشاہونکا وہی
عقیدہ ہو جو خدا نے اپنے سب انبیاء علیہم السلام کی معرفت بندون کو تعلیم فرمایا کہ

کہ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو (خروج ۲۰ باب ۳) اور وہ عقیدہ کہ جو حضرت
عیسےٰ نے لوگون کو سکہلایا کہ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲
باب ۲۹) اب یہ فرمایئے کہ یہ عقیدہ سوا سلاطین اسلام کے اور کس ملک کے بادشاہونکا
ہوے کیا چین والون کا یا روسیون اور جرمنیون کا ہرگز نہین پہر کیونکر امید ہو کہ کوئی دوسرا
بادشاہ سرحد سلطنت استنبول پر قدم رکہکر سر سلامت لیجائیگا اور اگر استنبول فتح ہو جائی
تو قیامت آجائے گی جسطرح حضرت عیسےٰ کے آسمان پر جاتے ہی یہودی قوم کا خاتمہ
ہو گیا ایک ہی لڑائی مین تیرہ لاکہہ قتل ہو گئے اور اونکا دار السلطنت یعنے بیت المقدس
ایسا غارت ہوا کہ اینٹ پر اینٹ باقی نرہی (متی ۲۴ باب ۲) اوسکے بعد پانچ لاکہہ یہودی
سنہ ۱۳۵ع مین رومیون کے ہات سے قتل ہوئے (لُبّ التواریخ جلد ۲)
اور یون ہی گہٹتے گہٹتے اس نوبت کو پہونچے جواب تک ہے اسیطرح سلطنت استنبول
کی سلامتی تمام روی زمین کی سلامتی ہے مگر روسیون اور جرمنیون کو یہ عاقبت
اندیشی کہان لیکن انجام ان لڑائیون کا جو اندنون روسیون وغیرہ کے بہت مملکت
روم مین واقع ہین دو حالتون سے خالی نہو گا کہ یا تو سرویہ وغیرہ مخالفین سلطنت
استنبول ترکون کے تصرف مین آجائینگے یا اگر روس وجرمن و اسٹریہ معہ باغی ہو جات
استنبول کے چندے غالب ہوئے تو دنیا کا خاتمہ قریب آجائیگا نہ روس باقی رہیگا
نہ جرمن نہ اسٹریہ نہ سرویہ نہ رومانیہ وغیرہ صرف وہی ذات یہ پکارتے ہوئے باقی
رہیگی کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ر ع ۲ (سورہ مومن ع ۲
یعنے اگر سلطنت استنبول نے فتح پائی تو روس وجرمن وسرویہ وغیرہ بنیست ہو جائینگے
اور اگر سلطنت استنبول نے شکست کہائی تو روس وجرمن وسرویہ وغیرہ نیست ہو جائینگے

دستخط علماء و فضلاء - فی الحقیقت ایسی سنجیدگی اور متانت مضامین
آج تک کوئی نہ لکہ سکا

ہی [illegible] این مضمونیست کہ مثل آن از متقدمین و متاخرین گاہے بنظر نرسیدہ اگرچہ ترکان ہم بکوشند و یا ہندیان بنزوشند زنہار نتوانند کہ مضمونے باین بلاغت و متانت بہم رسانند - محمد اکرام الدین دہلوی فلسفی مصنف کتاب السعادت و ارمغان - و سید الفت حسین مدرس اول مدرسہ عربی انگلو دہلی -

فصل ۳۲

سوال مندرجہ نور افشان لدہیانہ مطبوعہ ۸ جولائی ۱۸۷۵ء کا جواب از جانب جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب مدظلہ

سوال حل طلب

اہل اسلام کا یہ کتابی مسئلہ ہے کہ جو مرد نیک اور صالح ہوگا اور دنیا سے با ایمان اوٹھے گا تو خدا تعالے اوسکو جنت مین جگہہ دیگا اور طرح طرح کی نعمتین عطا کریگا اور خدمت کیلئے بہتر حورین بہی گورے بدن اور بڑی آنکھون والیان ملینگی - اگر عورت نیک اور صالح ہوگی اوس کی خدمت کیلئے کون مقرر ہونگے - راقم ایک مستفسر

جواب - سائل اگر صدق دل سے یہ مسئلہ دریافت کیا چاہتا ہے تو صحیح جواب یہہ ہے کہ عورتون کو بہشت مین بہی مردون کے مقابل مین وہی منصب رہیگا جو دنیا مین ہے یعنے جسطرح دنیا مین مرد ہر فرقے اور ہر مذہب مین کئی جورو ان کرسکتا ہے جیسا کہ قدیم عیسائیون مین بہی بہی دستور تہا جبکا عیسائی مورخون نے ذکر کیا ہے مگر عورت کو کسی فرقہ اور مذہب مین ایک ساتہہ دو شوہر کرنا روا نہین ہے - اسیطرح بہشت مین بہی مرد و عورت کا حال سمجہنا چاہیے کیونکہ بہشت دنیا ہی کے حسن عمل کا نتیجہ ہے - دوسرے یہ کہ مرد جتنی جورو ان کرے اوتنی ہی اولاد پیدا ہو اور عورت دس شوہر کرے تو بہی ایک بچہ سے زیادہ نہین جن سکتی ہے پس عورت کو مرد سے کسی

[illegible] اوسنے کئی جوروُن کے واسطے اور عورت کو ایک ہی مرد کیواسطے پیدا کیا ہے پس
اسیطرح بہشت مین بہی مرد و عورت کا حال ہوگا۔
تیسرے عورت جننےکے واسطے ہے نہ یہ کہ جنوانیکے واسطے اور مرد جنوانیکیواسطے
ہے نہ یہ کہ جننے کیواسطے پس عورت بہت سے شوہر کرنیکیواسطے نہین بلکہ بہت سی
اولاد جننے کے واسطے ہے اور مرد بچہ جننے کے واسطے نہین بلکہ جوروان کرنیکے واسطے
ہے اسیطرح مرد و عورت کا حال بہشت مین بہی ہوگا۔
چوتھے۔ خدانے اپنی مخلوق مین کوئی دو چیزین مساوی نہین پیدا کی ہین دیکہو
تیرون اور اشجار اور انہار وغیرہ ہر شے کو پس اسی قیاس کے بموجب ضرور ہے کہ مرد و
عورت کی حالت مین بہی تفاوت ہو یعنے یا مرد عورت سے افضل ہو یا عورت
مرد سے افضل اور چونکہ مرد کی فضیلت عورت پر ہر حال مین اور ہر کتاب آسمانی
سے ظاہر ہے اسلئے ضرور ہے کہ مرد بہت سی خدمت کرنیوالون کا مستحق ہو اور عورت اسکے خلاف
پانچوین انجیل مین لکہا ہے کہ کوئی آدمی دو خاوندون کی خدمت نہین کرسکتا
(متی ۶ باب ۲۴) مگر ایک خاوند کئی خادمون سے خدمت لے سکتا ہے
یہی حال عورت اور مرد کا بہشت مین بہی سمجہنا چاہئے اگرچہ انجیل مین دو خاوندونکے
لفظ کے بعد دولت اور خدا لکہا ہے مگر وہان دو خاوندون کو دولت اور خدا سے
تشبیہ دی گئی ہے نہ یہ کہ دو خاوندون کو دولت و خدا ٹہرایا ہو مطلب یہ کہ دولت
و خدا دونوان سے محبت رکہنا ایسا ناممکن ہے جیسے دو خاوندونکی خدمت کرنا ناممکن ہے
چہٹے ایک مرد کی برابر دو عورتون کی گواہی سمجہی جاتی اسیر دلیل ہے کہ عورتین مردون سے
زیادہ ہونی ضرور ہین اور جب یہ حال ہے تو بہشت مین بہی ہر مرد کے ساتہہ عورتین
زیادہ ہونگی نہ یہ کہ ہر عورت کے ساتہہ مرد زیادہ ہونگے۔

(…) دیگر اشیاء Amount of octroi محصول Rs.	a.	p.	Total میزان Rs.	a.	p.	Slaughter جانور ذبح Quantity, number or value تعداد یا مالیت وزن	Amount of octroi محصول Rs.	a.	p.	روغن Quantity, number or value تعداد یا مالیت - وزن	Amount of octroi محصول Rs.	a.	p.	[illegible] Quantity, number or value تعداد یا مالیت - وزن	Amount of octroi محصول Rs.	a.	p.	روشنی و دھولائی Quantity, number or value تعداد یا مالیت - وزن	Amount of octroi محصول Rs.
9	0	3	2041	6	6					56 —	10	6		49 —	3	1			
			5	13	—														
			5	13															
			11	12	—														
			3	14															
			3	14															
			11	9															
			2	14	—														
			3	14															